

فیه ہدای و نور
 صبح کہ خورشید جالبش نوشت
 مطلع الانوار خطابش نوشت
 مشنوی

مطلع الانوار

حضرت امیر خسرو دہلوی

بہ تنقید و تکرانی

جناب مولوی محمد مقتدی خاں صاحب شروانی

مطبع مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ۱۹۲۶ ط ۶
 ۱۳۲۲ ط ۱۱

انتساب

یہ سلسلہ بصد فخر و مباهات حسب اجازت ہندوگان
عالیٰ متعالیٰ اعلیٰ حضرت ہر اکرا اللہ ہائی نس آصف جا
منظر الممالک نظام الملک نظام الدولہ
نواب میر عمر عثمان علی خاں بہادر
فتح جنگ جی سی ایس آئی جی سی بی یار وفادار دولت
برطانیہ خلد اللہ ملکہ و سلطانہ و ادا م برہ و احسانہ کے
نام نامی و اسم سامی کے ساتھ منسوب و معنون کیا جاتا ہے

M.A.LIBRARY, A.M.U.



PE1380

فہرست مضامین

مقدمہ

شمار	مضمون	صفحہ	شمار	مضمون	صفحہ
۱	عصر اعتماد	۱	۱۰	دیدہ خسروی	۱۱
۲	تصحیح و تنقید	۲	۱۱	اصلاح کلام	۱۵
۳	مثنوی	۳	۱۲	موضوع	۱۶
۴	مثنوی مطلع الانوار	۴	۱۳	اسلوب بیان	۱۷
۵	پنج گنج یا خمسہ	۶	۱۴	تقسیم مطالب	۱۸
۶	تعداد اشعار	۷	۱۵	مقابلہ کا فتح باب	۱۸
۷	زمانہ تصنیف	۸	۱۶	تفہیم بسم اللہ	۲۱
۸	مدت تصنیف	۱۰	۱۷	ندرت اسالیب افراط مطاب	۲۳
۹	کثرت مشاغل	۱۱	۱۸	حمد	۲۴

شمار	مضمون	صفحہ	شمار	مضمون	صفحہ
۱۹	نعت	۲۵	۲۹	تربیت	۳۸
۲۰	منقبت	۲۶	۳۰	اولاد سے آمیزش	۳۹
۲۱	مرحِ مرشد	۲۷		خدمت	
۲۲	ثناء سلطان	۲۸	۳۱	زرداری و فیاضی	۴۲
۲۳	علماء کے فرائض	۳۰	۳۲	جوانی کی باتیں	۴۵
۲۴	انسان کی نیابتِ الٰہی	۳۲	۳۳	بڑھاپے کی گھاتیں	۴۶
۲۵	علم بے عمل کی ذلت	۳۴	۳۴	عبدِ پیری	۴۷
۲۶	ابنِ سار زمانہ	۳۵	۳۵	مبارجِ عمر	۴۸
۲۷	صوفیائے حال	۳۶	۳۶	مناظرِ خلاصہ کلام	۵۰
۲۸	جوہر ذاتی	۳۷	۳۸	ختمِ سخن	۵۲

متن

۱	حمد	۱	۵	نعتِ اول	۱۰
۲	مناجاتِ اول	۵	۶	نعتِ دوم (مبہراج)	۱۲
۳	مناجاتِ دوم	۶	۷	نعتِ سوم (عرض)	۱۷
۴	مناجاتِ سوم	۸		مرحِ مرشد	۲۱

شمار	مضمون	صفحه	شمار	مضمون	صفحه
۹	شمار سلطان	۲۳	۲۲	حکایت	۹۶
۱۰	شمار ثانی	۲۴	۲۵	مقاله ششم (شکر صوفیان)	۹۷
۱۱	داعیه ترتیب	۳۱		صافی نوش	
۱۲	خلوت اول (تعب)	۳۸	۲۶	حکایت	۱۰۲
۱۳	خلوت دوم (صفت صبا و صباح)	۴۲	۲۷	مقاله هفتم (اوانفس خرسند)	۱۰۶
۱۴	خلوت سوم (احرام بحرم حرم)	۴۹	۲۸	حکایت	۱۱۲
	کعبه احترام		۲۹	مقاله هشتم (بلند پایه عشق)	۱۱۵
۱۵	مقاله اول (علو و جت آمیت)	۵۳	۳۰	حکایت	۱۲۳
۱۶	حکایت	۶۰	۳۱	مقاله نهم (مراقبت رفقا و رفقا)	۱۲۴
۱۷	مقاله دوم (استقلال از مظالم ظلم)	۶۶		معاندت قریبا	
۱۸	حکایت	۷۰	۳۲	حکایت	۱۳۱
۱۹	مقاله سوم (در کمال کلام)	۷۰	۳۳	مقاله دهم (حرمت فوی الاطعام)	۱۳۳
۲۰	حکایت	۷۸	۳۴	حکایت	۱۳۷
۲۱	مقاله چهارم (ابنیه خمسه سلمانی)	۷۹	۳۵	مقاله یازدهم (مفاتیح فیض الایمان)	۱۴۱
۲۲	حکایت	۸۷	۳۶	حکایت	۱۴۹
۲۳	مقاله پنجم (تقویت تقوی)	۸۸	۳۷	مقاله دوازدهم (منزلت شهید)	۱۵۰

شمار	مضمون	صفحه	شمار	مضمون	صفحه
۳۸	حکایت	۱۵۸	۲۷	مقاله هفتم (غنیمت داشتن)	۱۹۵
۳۹	مقاله سپردم (اندویش‌ها)	۱۵۹		شبِ شباب	
۴۰	حکایت	۱۶۶	۲۸	حکایت	۲۰۳
۴۱	مقاله چهارم (تجسین نیت)	۱۶۸	۲۹	مقاله پنجم (دوا و راه نجات)	۲۰۴
	و نفرین و ناست		۵۰	حکایت	۲۱۲
۴۲	حکایت	۱۶۶	۵۱	مقاله نوزدهم (شکایت گرد و غبار)	۲۱۳
۴۳	مقاله پانزدهم (علامت موفقیات)	۱۶۷	۵۲	حکایت	۲۲۰
۴۴	حکایت	۱۸۲	۵۳	مقاله بیستم (نصیحت فرزند)	۲۲۲
۴۵	مقاله شانزدهم (سیر انسان)	۱۸۶	۵۴	حکایت	۲۳۰
۴۶	حکایت	۱۹۴	۵۵	گفتار اندر اخلاص ابن مجله محمد	۲۳۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ہست عصا بریح و تقسیم

مقدمہ

عرض اعتذار کلیات خسرو کی اشاعت کا غلغلہ ۱۹۱۴ء سے بلند ہے۔ نواب غلام
بہادر مظہر، اس کے علم بردار ہیں اور نواب حاجی محمد اسحاق خان صاحب مرحوم اس
کے میرساں تھے۔ پورا سالہ ۱۹۱۴ء اور نصف سالہ ۱۹۱۵ء اس کے افق و عروج کا زمانہ تھا۔
او اسطہ ۱۹۱۵ء تک سلسلہ کے ارکان سٹہ کے ذریعہ چار دانگ ہند مسخر ہو چکا تھا۔
اس میدان کے نبرد آزماؤں میں نواب صدر یار جنگ بہادر مولانا محمد حبیب الرحمن خاں
صاحب شروانی، مولانا سید سلیمان اشرف صاحب مظہر اور مولانا محمد اسماعیل صاحب
مرحوم کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ نواب حاجی محمد اسحاق خان صاحب مرحوم کا
۱۰ سلسلہ کلیات خسرو کی چھ مطبوعہ کتابوں سے مراد ہے: (۱) مجنوں بیلی (۲) آئینہ سکندری

(۳) لآئی عاں (۴) دول رانی خضر خاں (۵) قرآن السعدین (۶) ہشت بہشت

انتقال ادا کرنا تو برس ۱۹۷۱ء میں ہوا۔ علی گڑھ پر جو اس سلسلہ کا مستقر ہے اس کے بعد سے نوبت بنوبت جو انقلابات آئے اُن کا ذکر محتاج اعادہ نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ مرکز ہی مغرب ہو گیا تھا اور اس کے ساتھ باز اہمیت سرو۔ اور اب کہ مکر عزم از سر نو نصیبت کی گئی ہے، سلسلہ جدید کا معیار اس سے ظاہر ہے کہ جن اسلاف کی نگاہیں مولانا شبلی، مولانا حالی، مولانا عزیز لکھنوی، مولانا عبدالغنی حناں غنی وغیرہم مرحومین سے چل کر مولانا محمد حبیب الرحمن خاں صاحب وغیرہ تک پہنچیں ان کے اخلاف کی نظر میں اب مجھ جیسے مرد ضعیف و بے مایہ پر رکیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ ۝

گو مجھے اس ایوانِ عالی شان کے میر عمارت ہونے کا دعویٰ نہیں تاہم ایک ادنیٰ اخشت بردار ہونے کا دیرینہ شرف ضرور حاصل ہے۔ دکنی بی فخراً۔ لیکن اب کہ میرا درجہ قدے بلند کیا گیا ہے صرف قحط الرجال اس کا ذمہ دار ہے۔ اپنی اس نئی کوشش و کاوش میں کامیابی کی امید صرف خدے بلند و برتر کے فیض اور ناظرین کرام کی فیاضی سے ہے۔

سوئے توئے دعویٰ طاعتِ بریم	عاجزی خود بشفاعتِ بریم
گم شد گانیم دریں تنگ نالے	رہ توئی کہ توئی رہ نالے
ہست ز بخشندہ امیدم چناں	کا دہم من بگزرد از ہم عناں
دیدہ انصاف چو بینا بود	دُر شمر دگر چہ کہ مسینا بود

تصحیح و تنقید | یہ شنوی تصحیح و تنقید کے لیے متعدد نظروں اور مختلف ہاتھوں سے (مطلع الانوار)

گزری ہو اور میں معترف ہوں کہ میں نے ان میں سے اکثر اصحاب کی محنت سے فائدہ اٹھایا ہے، فجزاهم اللہ خیراً۔ جہاں تک مختلف نسخوں کے ساتھ مقابلہ اور تصحیح کا تعلق ہے میں اس سے بری الذمہ ہوں۔ البتہ اپنی بے ناگی اور عدم فرصتی کے لحاظ سے جیسا کچھ بھی ہو سکا یہ چند صفحات مقدمہ کے نام سے پیش کر دیئے ہیں۔ اور اس سے غرض صرف اس قدر ہے کہ ناظرین کو متن کتاب سے گو نہ مناسبت پیدا ہو جائے۔ نظامی وغیرہ کی شاعری کے مقابلہ سے قصد احتراز کیا گیا ہے۔ علی ہذا کتاب کے لفظی و معنوی محاسن کے استیعاب کی کوشش نہ کر کے میں نے خود اپنی کم فہمی کی پردہ داری کی ہے۔ اکثر مضامین کو تہیدوں سے گرا نیا نہیں کیا گیا ہے، بلکہ محض عنوان قائم کر کے اور برائے بیت کچھ اپنی طرف سے لکھ کر لطف سخن کو ناظرین کے ذوقِ سلیم کے حوالہ کر دیا ہے جو غالباً اس سلسلہ کے سابقہ مقدموں سے بہت کچھ تریبیت یاب ہو چکا ہوگا۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ۝

من کرش بخ ہرم نیت بار	بہ نبود لافتم از آبی و نار
چوں ز شمایا فتم این در بحیب	دادہ خود را نہ توان کرد عیب
شغل بہر حادثہ بسیار شد	نیم دے در این کار شد
صرف ہم عمر گرایں جاشدی	قطرہ عجب نیت کہ دریاشدی

مثنوی | ”مثنوی“ لفظ ثنئی سے مشتق ہے جس کے معنی ”دو“ ہیں۔ یا سبب کے اضافہ سے بقاعدہ صرف ثنئی، مثنوی ہو گیا۔

چونکہ شنوی کے دو دو مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں اس لیے اس صنف نظم کا یہ نام ہوا۔
اصناف نظم میں مثل رباعی کے شنوی بھی مختصراتِ عجم سے ہیں۔ عرب کے متاجر
شعرانے اسے ”مزودجہ“ کے نام سے اختیار کیا ہے۔ ”ولم تکن للمتقد میں من العرب
الا القطعات والقصائد۔ والمتاخرین اخذوا سائر انواع الابیات من العجم
كالرباعی المشتهر بالادوبیت والمزدوجۃ المعروف بالمتنوی“ (المیزان الانانی)
عجمی شعرا میں شنوی کا بھی ابوالابا وہی رودکی ہیں۔ فردوسی نے اسے درجہ کمال
پر پہنچایا نظامی نے (جن کے عہد تک اس کی تگ و دو قصص و حکایات پر تھی) اسے
حقائق و معرفت سے آشنا کیا اور تپہ و موعظت کے دریا بہائے شیخ سعدی اور خسرو
نے گہر پاشی و درخشگی کی ہے۔

آن گہ آرام کنوں از کانِ غیب کآب شود عقدِ ثریا بحیب
گرچہ بہک سخن از بینج گنج نوبت آں گنجہ نشین گشت پنج
نوبت خسرو کہ سپیش نوبت پنجہ زنِ نوبت آں خسرو است
شنوی مطلع الانوار | مطلع الانوار، مولانا نظامی رحمۃ اللہ علیہ کی شنوی مخزنِ اسرار

کا جواب ہے اور خمسہ خسروی کا سب سے پہلا رکن ہے۔

من کہ دریں خم کہہ دیں شدم
منت ہم از جامِ خمستیں شدم
بھراس کی نہ بجز شنوی میں سریع ہے۔
(مطلع الانوار)

مطلع الانوار کے بعد خمسہ کے سلسلہ میں حسب ذیل شنوایاں علی الترتیب مرتب ہوئیں :-

(۲) شیریں خسرو (۱۳۵) مجنوں لیلیٰ (۴۲) آئینہ سکندری

(۵) ہشت بہشت

اس ترتیب کا خود مصنف رحمۃ اللہ علیہ بھی ہر کتاب میں التزاماً ذکر کرتے گئے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں :-

(۱) مطلع الانوار ۵

گشت یکے گنج فراہم زہنج
مطلع الانوار خطابش نوشت
پنجہ رسا تم بچا رہد گر

باے از اندیشہ گنجینہ سنخ
صبح کہ خورشید جانش نوشت
گر بود از عمر شمار دگر

(۲) شیریں خسرو ۵

نمود از مطلع الانوار نو رزم
کہ نامش کردہ ام شیریں خسرو

نخست از پردہ ایں صبح نشورم
پس از کلمہ یکید ایں شربت نو

(۳) مجنوں لیلیٰ ۵

راندم قلبے بہ بخت غیش
کائے کردہ لب تو گوش من باز
نقل اندک چاشنی قراواں

چوں من بد و نامہ زین رقی پیش
از روح قدس شنیدم آواز
بخت طبعے بنمیر تاواں

نامش کہ ز غیبت شد مستحل
مجنون لیلیٰ بکس اول

(۴) آئینہ سکندری ۵

چو در باز کردم نخست از قلم
زمطلع بانوار دادم علم
وزاں نگین شربت انگنختم
بہ شیرین و خسرو فروغ ختم
وزاں جافرس بیشتر تا ختم
بہ مجنون و لیلیٰ سرافرا ختم
کنون بر سر پر ہنر پردی
کنم جلوہ ملک اسکندری

(۵) بہشت بہشت ۵

دادی اول بگنبد دوار
روشنائی زمطلع الانوار
کردی آگاہ بانشاط تمام
شہ شیرین و خسرو اندجام
باز در عالم خرد مندی
شور مجنون و لیلیٰ افگندی
پس دہاں پروردی کردی
شرح راز سکندری کردی
وین زمان گز جواہر انجم
می نگاری صحیفہ پنجم
می نویم ز کلاک شک شست
نام این بہشت خانہ بہشت بہشت

پنج گنج "مولانا نظامی گنجوی رحمۃ اللہ علیہ کی پانچ مثنویاں (جو پنج گنج نظامی) یا
یا "خمسہ نظامی" کے نام سے مشہور ہوئیں اور ان کے مقابلہ میں حضرت امیر
خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے جو مثنویاں لکھیں یہ ہیں :-

یا
خمسہ

خمسہ خسروی

خمسہ نظامی

- | | |
|------------------|------------------|
| (۱) مطلع الانوار | (۱) مخزن الاسرار |
| (۲) شیریں خسرو | (۲) خسرو شیریں |
| (۳) مجنوں لیلیٰ | (۳) لیلیٰ مجنوں |
| (۴) آئینہ سکندری | (۴) سکندرنامہ |
| (۵) بہشت بہشت | (۵) بہشت پیکر |

خسرو کے بعد مقابلہ کا دروازہ ایسا کھلا کہ بہت سے شعر اکو دجن میں سے بعض بلاشبہ زبان فارسی کے اساتذہ واساطین ہیں (طبع آزمائی کی جرأت ہوئی۔ یہ جو اب بھی ان کے مصنفوں کے ناموں کی اضافتوں کے اضافہ کے ساتھ اسی نام (پنج گنج یا خمسہ) سے موسوم ہوئے۔ تاہم پنج گنج کا تسمیہ حضرت امیرؒ کی پنجہ زن گنج کشانی کا نتیجہ ہے۔ اور غالباً خسرو کا ذہن اس نام کی طرف کتابوں کی تعداد (پنج) اور مولانا نظامی کے ممکن (گنج) کی مناسبت سے منتقل ہوا۔

سازم ازاں ساں سرائے پنج پنج کلیدار پیئے آں پنج گنج
 کا پنجہ ہر گنج بود ناپدید فتح شود ہم بزبان کلید

اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ نظامیؒ کے خزانہ پنجگانہ کی خسرو کی نظر میں کیا

قیمت ہے پنج کے تراؤف اور سہولت تلفظ کے سبب سے خمسہ بعد میں مروج ہو گیا۔

تعداد و اشعار | خود مصنف رحمۃ اللہ کے قول صریح کے مطابق مطلع الانوار کے

اشعار کی تعداد تین ہزار تین سو و س ہے ۵

درہمہ بیت آوری اندر شمار

۳۳۱ صدودہ برقم و س ہزار (مطلع الانوار)

لیکن دراصل کل تعداد اشعار کی ۳۳۲ ہے۔ اس چوڑہ کی زیادتی کا یہ سبب ہے کہ اصل مقصود کے بعد بطور خاتمہ چوڑہ اشعار کا اضافہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت امیر کی عام روش کے مطابق متن کتاب کا خاتمہ اس شعر پر معلوم ہوتا ہی ۵

من کتم آں چہ از دلم آید کجب

باقی الا تمام علی اللہ فحسب (مطلع الانوار)

اور اس شعر کے بعد جو اشعار ہیں ان کی تعداد ٹھیک چوڑہ ہی مگر اس مطبوعہ نسخہ میں کل تعداد اشعار ۳۳۲ ہے، یعنی اصل سے ۳ شعر زیادہ ہیں جس کا سبب غالباً یہ ہے کہ ۳ شعر بیضہ کے مقابلہ کنندگان کے سہو سے مکر رہ گئے ہیں۔

زمانہ تصنیف | مطلع الانوار کی تصنیف (یا ختمہ خسروی کے آغاز) کا سال

۶۹۵ھ ہے ۵

سال کہ از چرخ گمن گشت بود

از پیش شش صد و دویست بود (مطلع الانوار)

اس وقت خسرو کی عمر ۴۰ سال کی تھی ۵

نہ فلک بر چہل افزود و نہشت تن کہ دور و بود۔ دو تمانیز گشت

(مطلع الانوار)

اس زمانہ میں مشق سخن کامل ہو چکی تھی اور دبہ خسروی آفاق گیر تھا۔
 فکرِ من چوں بفلک اندیش یافت ز گنجینہ توفیق بخش
 بلبلِ نطق از گلِ طبعم پرید پرودہ غیب از سرِ کلم درید
 فوجِ بفرج ز معانی حشر خواندہ و ناتواندہ در آمد ز در
 زمرہ دل فلک آوازہ گشت جانِ جہانے سخن تازہ گشت
 بر سر ہر پایہ کہ بردم سریر تاجِ ستار گشتم و آفاق گیر
 اسی سال (رجب سے ذوالحجہ تک صرف چھ مہینے کے قلیل عرصہ میں)۔
 علاوہ مطلع الانوار کے دواور کتابیں لکھیں:-

(۱) شیریں خسرو

در آغاز رجب شد فرخِ ایں قال
 ز ہجرت شش صد و ہشت و نو سال
 ۸۶۹ھ

(۲) مجنوں لیلیٰ

تاریخ ز ہجرت آں کہ بگزشت
 سالش نو دست شش صد و ہشت
 ۸۶۹ھ

ملاحظہ ہو، ایک ہی عدد شش صد و ہشت و نو کو تین مختلف بحروں میں
 کس خوبی و صفائی کے ساتھ باندھا ہی۔ صد رحمت! ہزار آفریں!!
 اس سال سے اگلے سال (۸۶۹ھ) میں چوتھی کتاب بیہ سکندری لکھی

دریں دم کہ پایانِ این بیکرست
ز تاریخ مفصلدیکے کم ترست

اس کے بعد ایک سال کا وقفہ ہو جاتا ہے۔ اور آخری ششوی (ہشت بہشت)

سنہ میں تصنیف ہوتی ہے۔

سال ہجرتیں یکے و مفصلد بود

کایں بتا بر دسر ہجرت کبود

گوذکورہ بالا سنین کے شمار سے بظاہر خمسہ کا چار سال میں تمام ہونا معلوم ہوتا ہے

مگر حقیقت یہ ہے کہ اس پر صرف تین سال صرف ہوئے۔

کہ ازاں نقد قیمتی بہتہ سال

کردم این پنج گنج مالا مال

(ہشت بہشت)

مدت تصنیف | اسی قادر نگاری و پرگوئی کا نتیجہ ہے کہ مطلع الانوار صرف دو ہفتہ

کے اندر کی گئی ہے۔

از اثر اختہ گردوں خرام

شد بہ دو ہفتہ این مد کمال تمام

بلحاظ تعداد مطلع الانوار کے اشعار کا روزانہ اوسط سوا دو سو کے قریب ہوتا ہے

(پورا خمسہ جو سترہ ہزار نو سو دس اشعار پر مشتمل ہے تین سال میں تمام ہوا)

کثرت مشاغل | اسی کے ساتھ مصنف کی کثیر و متنوع مشاغل پر غور کیجیے جو سلطان دہلی کی سرکار سے لے کر سلطان الاولیاء کے دربار تک ہیں اور شعر گوئی کے لیے فرصت بہت ہی کم ملتی ہے۔

شغل بہر حادثہ بسیار شد

نیم دے در سر این کار شد

اگر کافی ہمت ہوتی تو کیا ہوتا اور پایہ سخن کہاں سے کہاں پہنچتا؟

اس کا جواب خود مصنف علیہ الرحمۃ سے لیجیے۔

صرف ہمہ عمر گراں جانشی

قطرہ عجب نیست کہ دریا شدی

بحرِ ذخرا اور دریا سے ناپیدا کنار ہونے کے باوجود اپنی شاعری کو ”قطرہ“

سے (یقیناً بلا تصنع) تعبیر کرنا انتہائے ہضم نفس ہے۔

دبدبہ خسروی | ناظرین کرام نے اس سلسلہ کی سابقہ کتابوں میں بھی ملاحظہ

کیا ہو گا اور اس کتاب میں بھی دیکھیں گے کہ حضرت امیر خسرو نے یا دجو دمق بلہ

(اور کامیاب مقابلہ) کے ہر موقع پر اپنے پیش رو (مولانا نظامی) کا بے حد ادب ملحوظ

رکھا ہے۔ مگر ایک نہایت مشہور شعر نے تقریباً ہر زمانہ میں بعض قلوب کے اندر غلش کیا ہے

اور اس کو سوئے ادب پر محمول کیا گیا ہے۔ وہ شعر یہ ہے۔

دبدبہ خسرویم شد بلند زلزلہ در گور نظامی فگند

لیکن واقعہ یہ محض شاعرانہ تعسلی و تفاخر ہی۔ حالت یہ ہے کہ اس وقت شاعر کی عمر ۴۳ سال ہے۔ کلام کا غلغلہ ہندوستان سے ایران تک بلند ہو چکا ہے۔ سعدی جیسے مقبول و زندہ جاوید معاصر شاعر نے ان کے کلام پر صداد کر دیا ہے۔ اب وہ خمسہ نظامی کے جواب کا ارادہ کرتے ہیں۔ حضرت پیرو مرشد کا سایہ سر پر اور ہاتھ پیٹھ پر ہے۔

ان اسباب کے ساتھ اگر خمستین (نظامی و خسروی) کے ناقدین و مقابلہ کنندگان متزلزل ہو جائیں اور ے

”فرق ندانست دازیں تا باین“

کا مصداق ہو تو کیا عجب ہے۔ میرے نزدیک یہی اور صرف یہی مطلب ہے ے
”زلزلہ در گور نظامی نگند“

کا۔ اس کے متصل مابعد کے اشعار مسلسل ملاحظہ فرمائیے اور انصاف کیجیے کہ کس ادب اور احترام واجب کے ساتھ اپنے محترم حریف کا ذکر کیا ہے ے

آں روشے یو دز اندازہ دور عطر در آمد بد ما غم ز نور

نور کہ از خواجہ نظام رسید کار ازاں رو بنظام رسید

گرچہ برو مہر سخن ختم بیت سکہ من مہر زرش شکست

خاتم اور اچوکت دم نگین داد گیش بین انگشتریں

اپنے مد مقابل کی ”خواجگی“ اور ان سے ”نور سی“ اور ان کی روش کے ”از انداز“

دور ہونے کا صریح اعتراف ہی۔ اس سے زیادہ بغایت دیانت اور کس چیز
کی توقع ہوتی چاہیے ؟

اور لیجئے۔ آگے چل کر اپنی ہستی کو بالکل ہی فنا کر دیا ہی اور نظامی کی ”اُستادی“
اور اپنی شاگردانہ ”فرزندی“ کا نہایت صفائی کے ساتھ اقرار کر لیا ہی یہ ادب و
انحسار کی انتہا ہی ۛ مطلع الانوار

تیر کہ پرعاریت از مرغ یافت کے زیرِ مرغ تو اندشتافت
نہ غلظم کا پنجہ نمودم پیش عربدہ بود نہ بر جلے خویش
ماہ کہ در پر تو خورشید زلیست گرمی خورشید پروہر حسیست
اس کے بعد اسی مضمون کو اس سلسلہ کی باقی چار کتابوں سے لیجئے۔

اور داد انصاف دیکھیے ۛ شیریں خسرو

بدیں ابجد کہ طفلان را کند شاد مثالی بستم از تسلیم استاد
گرت شیریں خوانی بار بدست و گر جاں نیت باکے کا کہست
کشاد و تنج گنج از گنج خویش بدای تنج آزمایم پنجہ خویش
کہ تا گوید مرا عقل گرامی نہ ہے شائستہ فرزند نظامی

ۛ مجنوں لیلی

میخواست بے دل ہوس باز کہ سحرِ تدیم نو کم ساز
پہ پہ برپے او چہاں کہ دانم گفتم قدم زد دن تو انم

ہر چند کہ این خطِ مسلسل موی نبود ز حرفِ اول
 گرز اں قبح آری آبِ خودم بے گفتِ تو اعترافِ کردم
 ذوقِ کہ دریں دمِ حیاتِ مست ہمیشہ اولیں نباتِ مست
 زندہ است بے سنی و ستادِ دم و نیست منشِ حیاتِ دادم
 احسنِ نہ ہے مخورِ حیات کز نکتہ دہانِ عالمِ شست
 می دادِ نچو نظمِ نامہ را پیچ باقی نگذاشت بسرا پیچ
 آن بحر کہ بر لبش خے نیست محتاجِ ستایشِ کس نیست
 ۵ آئینہ سکندری

ہنس پرورِ گنجہ گویاے پیش کہ گنج ہنسر داشت ز اندازہ پیش
 نظر چوں بریں جامِ صہبا گماشت سند صافی و دورِ دبرِ ماگراشت
 من ارچہ بد اں مے گراں سرشوم کجا با حریفِ ناں برا برشوم
 چہ گویا خردمند آفاق بود نخواند اں ورقِ کز خرد طاق بود
 ہمہ پیکرے جلوہ گرد از سریر کہ ہر جا کہ باشد بود دل پذیر
 زرازے برا فگند سر پوشش را کہ ناگفتہ باورشود گوش را
 ۵ مہشت بہشت

این غوثہ کہ نقشِ پرکارے است از طرازِ کمن نمود اے است
 گرچہ ایں دارد انجمنیں کاے سرکہ را ہم بود خمدید اے

گرچہ گوہر بقیت ست عزیز قیمتی ہست گنہار انیسر
 این رقم کا ندرو صفائی ہست گرچہ زرنیت زرنائے ہست
 ننگد گشت طزیرک تیسر اہلماں را بود فریب انگیز

اصلاح کلام | امیر خسروؒ نے با ہمتہ قادر الکلامی پورا کلام استادانِ حق
 (علی الخصوص حضرت شیخ شہاب الدین) کی خدمت میں بنظرِ حک اصلاح پیش کیا ہے۔
 اور خمسہ کے آخری ثنوی ہشت بہشت میں نہایت صفائی کے ساتھ اس کا اعتراف
 کیا ہے اور یہ ایک اور ثبوت اس امر کا ہے کہ امیر خسروؒ نے وہ دبدبہ خسروی والا
 شعر نظامی کی توہین یا استخفاف کی غرض سے نہیں فرمایا تھا۔

یک یکایں پنج نامہ تاباں عرض کردم بحشم دانا یاں
 ہر کسے را چہاں کہ رھے نمود در بد و نیک گفتگوئے نمود
 ہرچہ بیندہ راست را خم دید بجواب سخن فرامہم دید
 و اں کہ گفتن از دم کمتر خاست راست گوچوں نمود کردم راست
 زیں ہمہ ناقدان نکتہ شناس ہر کسے زوئے بوم و قیاس
 لیکن آں کا ندیریں خزائن پُر ق مہرہ قلب دور کرد ز دور
 نیست الا کہ آں جہاں معلوم کہ شدش ہرچہ در جہاں معلوم
 بس کہ در علم راست تدبیرست راستی ہم شہاب ہم تیرست
 او شہاب دل و تنش را جبار نیرین مشارق الانوار

من بد و عرض کردہ نامہ نوش او باصلاح را ندہ خامہ نوش
 دید ہر نکتہ را رقم بہر قسم پنج بر خود ہنسا و دمنت ہم
 نظر تیز کردہ موئے شکاف نے ہمیں نظر اہ بکراف
 گرچہ چوں دوستان پسندیدہ لیکن از چشم دشمنان دیدہ
 دیدہ خصم عیب کوشش بود دیدہ دوست عیب پوش بود
 دید چوں دشمنان درین دفتر تا ہمہ عیب آمدہ بنظر
 چوں ہمہ عیب دید دشمن دلا شست چوں دستاں کینہ دلا
 زین قایق کہ شد ز مغزش پست مو بوشعر نیز کردہ اوست
 شمع من یافتہ ضیا از لے مس من گشتہ کیمیا از لے
 ہرچہ او گفت من نہادم گوش بر کشیدم گس ز شربت نوش
 داغچہ نمود من بختم پے عیب آں بر من ست نے بروے
 گر باندہ زد شمشاش جائے بے خے نیست ہیچ دریائے

غور فرمائیے کہ کسی مسودہ کی تصحیح کی جس قدر مشکلات اور اس کے حقے مدالوج

ہو سکتے ہیں ان کو نظم میں کس خوبی سے ادا کیا ہے۔ اور ساتھ ہی اپنے کلام کے اصلاح سے

بالانہ ہونے کا کیسا اعلیٰ اور صاف اعتراف ہے۔

موضوع | موضوع کتاب اخلاق، کلام اور تصوف ہے۔

ہرچہ من از خامہ فشانم بروں گنج فدائی ست کہ را نم بروں

خامہ ام از گنج خدائی خم ست چیت کہ در گنج خدائی کم ست
اسلوب بیان | امیر خسرو کے کلام میں جو گفتگی و تسلسل ہر وہ محتاج بیان نہیں۔
 دزد و تخیل نام کو نہیں۔ ہر دعویٰ پر توار دلائل و تراکم توجیہات ان کی خصوصیات سے
 ہے۔ اور چونکہ مطلع الانوار کا موضوع ہندو موعظت ہے اس لیے اکثر بہت کوری کوری سنائی
 ہیں جس کے بغیر چارہ نہ تھا ۵

باز کشا دم لطیفی دکان مرہم دل دارد و دار فے جاں
 آں کہ دلش تنگ نیاید ز پند دار فے تلخ دہم بود مند
 دل کہ خوشاد طلبد نیز سست یک شکر خند تپانہ بت
 دار فے تلخ از خورد ہر کسے ہم بودش نیز خورد ہ بے
 تپزدگان را کہ نہ حلوا بہ است خوردن کشنیز ز حلوا بہ است
 تلخ ز شیرین بہتر سست سود دل بشیر از شکر ست
 گر تو خوری سود تو باشد پست ورنہ خوری۔ آں کہ خورد سودا ست
 جو کچھ کہتے ہیں اکثر کتاب و سنت کو پیش نظر رکھ کر کہتے ہیں ۵

بیش ترین نکتہ ز سرتابہ بن

ز آیت و اخبار سدا یم سخن

نظامی کے ساتھ مقابلہ میں جہاں تک کامیاب ہوئے ہیں اُسے خود یوں فرماتے

ہیں۔ اعتماد علی نفس کی انتہا ہی ۵

سازم ازاں ساں بسر لے سہنج پنج کلید از پے آں پنج گنج
 کا پنجہ ہمسر گنج بود نا پدید فتح شود ہم بزبان کلید
 آں نط آرم کہ ہمہ نا قداں فرق ندانند ازین تابداں
 حداد یہ ہر کہ اپنے آپ کو بڑھاتے نہیں صرف اسی قدر پراکتفا کرتے ہیں کہ
 ”فرق ندانند ازین تابداں“

عنوانات کی شر بھی بغایت لطیف ہے ۵
 چوں شود آراستہ نظم چو در از گہرِ نثر کشم حنا نہ پیر
 نثر ازاں گونہ کشم در قلم کاب ز شعر لے برد و تیر ہم
 یافتہ آہن عبارت نوی لفظیش آراستہ چون منوی
 تقسیم مطالب | کتاب کے مطالب کے بیس مقالوں پر تقسیم کیے گئے سوا سو مضامین
 ان میں بیان کیے ہیں اور یہ بیس مقالے حمد و ثناء مدح مرثیہ اور تعریف سلطان اور خاتمہ
 کے علاوہ ہیں اور یہ تہبیدی و اختتامی مضامین بھی اکثر دو دو تین تین عنوانوں
 کے ذیل میں ہیں ۵

بینیت خزینہ است دریں پیر گنج

بینیت خزینہ ز صد و بیست و پنج

مقابلہ کا فتح باب | مخزن اسرار اور مطلع الانوار کی تصنیف میں تقریباً ایک صدی
 کا فضل ہے۔ اس طویل عرصہ میں سوائے امیر خسرو کے کسی اور شاعر نے خمسہ نظامی کے

مقابلہ کا ارادہ نہیں کیا۔ لیکن امیر خسرو نے اپنے خمسہ میں ایسی ندرت و جدت پیدا کی کہ خمسہ خسروی کے بعد کثیر التعداد شعرا نے اس طرف توجہ کی معلوم ہوتا ہے کہ خود مصنف علیہ الرحمۃ کو اس کا کامل یقین تھا۔ چنانچہ انہوں نے لکھا ہے ۵

ہر چہ نسیم بسرد استاں راست گنم رہ نہ پئے راستاں
تا سلم ہر کہ دوا د و کند پس روی این روش نو کند
اور متاخر شعرا کی یہ بہت نتیجہ ہی کلام خسروی کے سہل متبع ہونے کا جس کی نسبت کہا گیا ہے کہ ۵

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اُس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میسے دل میں ہے
اذا قیل اطمع الناس طرا
واذا ریم اعجز المعجزینا

یا ۵

مندرجہ ذیل جدول سے (جو مطلع الانوار کے مقابلہ کی کتابوں کی ہے اور بجائے خود نام مکمل اس کا کچھ اندازہ ہو گا۔)

نمبر شمار	نام مثنوی	نام مصنف	سنہ قاجری	کیفیت
۱	مطلع الانوار	امیر خسرو دہلوی	۷۲۵	
۲	روضۃ الانوار	خواجہ کرمانی	۷۵۳	
۳	مونس لابرار	خواجہ عارفیہ کرمانی	۷۷۳	
۴	گلشن ابرار	مولانا کاتبی نیشاپوری	۸۳۹	

نمبر شمار	نام شنوی	نام مصنف	سنة قاجاری	کیفیت
۵	تحفة الاحرار	مولانا جامی	۸۹۹	
۶	منظر الابصار	قاضی سنجانی	.	
۷	منظر الآتار	امیرباشی کرمانی	۹۲۸	
۸	مشهد الاتوار	غزالی مشندی	۹۸۰	
۹	نذرت آتار	"	"	
۱۰	منظر الانظار	رهائی مروی	۹۸۲	
۱۱	منظر الاسرار	حکیم ابوالفتح دوانی	.	
۱۲	مجمع البکار	عرفی شیرازی	۹۹۹	
۱۳	زبدة الافکار	نیکی اصفهانی	۱۰۰۰	
۱۴	مرصد الاحرار	ابو اسحاق گازرونی	.	
۱۵	مرکز ادوار	شیخ فیضی فیاضی	۱۰۰۲	
۱۶	شنوی نامی	میر محمد معصوم نامی	.	
۱۷	شنوی شانی تگلو	افانفت شانی تگلو	۱۰۲۳	
۱۸	منبع الانهار	ملکسقی و مولانا طوسی	۱۰۲۴	
۱۹	ویده بیدار	حکیم قنغانی اصفهانی	۱۰۲۷	
۲۰	حسن گلو سوز	زلالی خوانساری	.	

نمبر شمار	نام ثنوی	نام مصنف	سنوات ہجری	کیفیت
۲۱	منظر الانوار	ہاشمی بخاری	.	.
۲۲	ثنوی طاہرہ حید	مرزا محمد طاہر وحید قزوینی	.	.
۲۳	نخون الدہری	درویش حسین والدہری	.	.
۲۴	مطلع الانوار	میر محمد باقر داماد اشراقی	۱۰۶۴	.
۲۵	دولت بیدار	ملا شیدا	۱۰۸۰	.
۲۶	مشرق الانوار	مولوی عبدالرحیم دہری	۱۲۷۳	.

تضمین بسم اللہ مولانا نظامی نے بسم اللہ کی تضمین کی ہے وہ بھی ایسی عام پسند ہوتی کہ بہت سے نامور شعرا نے اس پر طبع آزمائی کر کے اس طرز کو نبانے کی کوشش کی ہے۔ یقیناً یہ منسلک جدول نہایت دلچسپی کے ساتھ مطالعہ کی جائیگی۔

نام شاعر	بسم اللہ	تضمین
نظامی	بسم اللہ الرحمن الرحیم	ہست کلید در گنج حکیم
امیر خسرو	"	خطبہ قدس است ہلک قدیم
مولانا جامی	"	ہست صلوات سر خوان کریم
ہاشمی کرمانی	"	فاتحہ آزلے کلام قدیم

نام شاعر	بسم اللہ	تقصین
نغز الی مشدی	بسم اللہ الرحمن الرحیم	ہست شہاب از پے دیو رحیم
فیضی	"	گنج ازل را دست طلسم قدیم
عرفی	"	موج نخت است ز بحر قدیم
شانی	"	ماہیچہ زایت امید و بیم
شفائی	"	تیغ البیت بدست حکیم
ملاشیدا	"	آمدہ سرخسہ فیض عمیم
		مطلع دیباچہ نظم قدیم
		نص صبح است و کلام حکیم
		پنجہ اعجاز و عصائے حکیم
زلالی	"	ارہ کش تارک دیو رحیم
		تیر شہاب است ید دیو رحیم
		سروسید پوش ریاض نعیم
		ابر دئے خوش و مہ حسن قدیم
آزاد بلگرامی	"	تیغ سیتاب رسول کریم
مصفا	"	ہست عصائے رہ امید و بیم
محمد تقی سلیم ہرانی	"	ہست عصائے رہ طبع سلیم

نام شاعر	بسم اللہ	تضمین
ادیم صفوی	بسم اللہ الرحمن الرحیم	راہِ حدیث ست بسوئے قدیم
میرزا طاہر وحید	"	ہست تہائے زریاض قدیم
وحید	"	کعبہ جان و دل اہل نسیم
تمت	"	ہست علاج از پئے قلب سقیم
عاصم	"	خال رخ آرائے عروس قدیم
کامی	"	نغمہ مرغانِ ریاض نسیم
وحدت	"	مطلع انوار کلام قدیم
معنی	"	مصرعہ برجستہ نظم قدیم
آزاد	"	حاصل ہر چار کتاب قدیم
واصف	"	آیت الطاف خدائے کریم
اشرف الہی	"	زینت عنوان کتاب قدیم
	"	ہست نمک بر سر خوان کریم
	"	غازہ رخسار عروس قدیم
	"	قافلہ سالار کلام حکیم

ندرت اسالیب | مطلع الانوار کی نظم و نثر میں معانی و مطالب کی جو افراط و فزونی
 و افراط مطالب | ہر اسے خود مصنف کی زبان فیض ترجمان سے سنئے اور قصہ

وَصَدَّقْنَا كَيْفَ - ان کا اعجاز اس مقدمہ کے ایجاز کے احاطہ سے باہر ہے۔

پیش دہندہ بتانہ میر	خامہ فروختہ بابتانگ صریح
فوج بفرج زعمانی حشر	خواندہ و ناخواندہ درآمد و در
ملک سخن با چو گرفتہ بہ تیغ	گوہر خود نیز فشا تم جو تیغ
جیب جہاں پر ز غرایب کنم	وضع مہلکے عجائب کنم
ورثہ ہر بیت نہاں در نہاں	تحفہ پوشیدہ جہاں در جہاں
نثرے ازاں گو نہ کثرت از قلم	کتاب ز شعرم بہر دہم
آں چہ نفست مست مراد خیال	گر کنش وصف نماید محال
غیر چہ آگہ کہ دریں سہیت	کو چہ دانند کہ در آئینہ کیست
خامہ کہ از گنج خدائی خم است	چیت کہ در گنج خدائی کم است

(مطلع الانوار)

تاہم بفرجائے "مالایہ رک کلہ لایتک جملہ اپنی محدود استعداد و استطاعت کے مطابق بلا لحاظ حصہ و استقصا تبرکاً و تمناً چند نمونے ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں۔

حمد باری جل جلالہ

سہل بود ہر کہ بد و حرف کن	از ملک لہر ش چہ بخند سخن
کے سخن او بجد مردم ست	زین نفی کو بہر تہ کم ست

زندہ باقی کہ جہاں آفرید کے مرد آں زندہ کہ جہاں آفرید
 آنکہ بود خالق موت و حیات مرگ برو پھیر کے آید بذات
 نیت براں بہت کہ آرد شکست کو ہمہ رانیت کند ہر چہ بہت
 ساخت نیک قطرہ آدم گہر طرفہ کہ نہ بحر بیک قطرہ در
 چوں سرو عوئی کشاں کس رست کو ز قفاے دو عدم گشت پست
 گر ہمہ عالم ہم آمینہ تنگ بہ نشود پاسے یکے مور لنگ
 جملہ جہاں عاجز یک پائے مور ولے کہ بر قادی عالم چہ زور
 بہ کہ بیچارگی جان خویش معترف ایمیم بہ نقصان خویش
 مندرجہ بالا اقباس کے مطالعہ کے بعد حضرت امیر کے اعلیٰ درجہ کے مکمل
 ہونے میں کلام نہیں رہتا۔ اسی طرح کثیر القیاد اشعار سے ان کے منہ و محدث
 اور فلسفی ہونے کا یقین ہوتا ہے۔ یہ حمد گویا اس حدیث کی تفسیر ہے ”لا اُحصی ثناء
 علیک انت کما اتلّیت علی نفسک“۔

نعت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

مندرجہ ذیل ابیات مضمونِ نعت کی گویا معراج ہیں ”گفتہ او گفتہ اللہ بود کے
 عقیدہ حقہ کو کس خوبی سے بنا ہوا ہے اور ایمان کے ساتھ عمل کی ضرورت کو کس طرح
 ناگزیر ثابت کیا ہے ۵

زان از لی مکتب و امی لقب	عقل کل آموختہ لوح ادب
کرده و کیلان قصائد نخت	ہم بقدم سبق حدیث درت
ہر بخش حاصل مسلمانی است	حاشیہ نامہ ربانی است
درس شرف کرده بہ جن المآب	شیر خرد خورده زام الکتاب
عین عنایت ز عطاءئے کریم	دال ہدایت برہ مستقیم
عروہ و ثقی الکف نور او	جیل میں نسخہ منشور او
ماہ دو ہفتہ بہ سپہر جال	یافتہ از سبع مہاشائی کمال
او بقیں دیدہ جمال عزیز	ماہم امیدست کہ یمینم نیز
کرد نمازے بہ نیاز تمام	بود نماز ازے وار حق سلام
یافتہ تشریف نماز از خدا	آدازاں گونہ غازی قبا
ہر قدمت عمدہ ہر دوسرے	ہر سخت خازن وحی حدلے
من کہ عیاں تشنہ حجے توام	خروم اماںگ کوئے توام

منقبت اصحاب رضی اللہ عنہم

منقبت کے اشعار گویا اس ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر ہیں کہ اصحابی
 کا بخیرم باہم اقتد یتیم یتیم (میرے اصحاب مثل ستاروں کے ہیں کہ جس
 کی بھی پیروی کر لو گے ٹھیک راستہ پا لو گے)۔

انچہ ز سر شپہ مقصود بخت	نیم کش خود بہ ابو بکر بخت
دور گزراں ساتی بچو بود	عدل عمر نیندراں دور بود
ز آب جہا تش کہ دام رسید	قطرہ ہر آں ابر جہا ہم چکید
جام شرابے کہ بہ تمیز خورد	جرعہ آں جام علی نیز خورد
بر دگر آں داد از آں خم نئے	تا بہ نئے شیفہ شد عالمے

مرشد

اس زمانہ میں شاعری اور تصوف کی حالت محتاج بیان نہیں۔ دونوں کو علم و عمل کی احتیاج سے بالاتر سمجھا جاتا ہے۔ دونوں کی سند کمال کے لیے صرف ایک مجلس کی ترتیب کافی ہے۔ اس کا جو اثر اخلاق پر ہو وہ ظاہر ہے۔ شعر و شاعر کے لوازم آپ نے حضرت امیرؒ کی زبان قلم سے اور مقامات پر بھی سننے ہونگے۔ مرشد کے سلسلے میں تصوف کی جو حقیقت پیش کی گئی ہے ان کے زمانہ کے غور کے لائق ہے اور جس کا خلاصہ ہے ”شیع اگر عین نباشد شریست“

نہیرنگیں عرصہ ملک جہش	خطبہ بہ لبی رقم خاش
نہد ایک طرز علم	فاخلع نعلیک مقام قدم
راہ رستے کو بطریق صف	رفقہ قدم بر قدم مصطفیٰ

سیرت میونس بدیں پروی	نسخہ دیبا چہ پیبری
چوں دم المام زودہ کام او	تائب وحی آمدہ المام او
سنگہ کارش بفرع و اصول	تابع قال اللہ وقال الرسول
عین شریعت بطریقش دست	شرع اگر عین نباشد شریعت
ہم تگ او ہم بریاضت گری	بر سر او چیت کلاہ سری
از پے گرا ہی جاتا رقیب	وز پے ہماری دلہا طبیب

ثنائے سلطان

اس وقت دہلی کے تخت پر سلطان علاء الدین جلیاؤی دہدہ بادشاہ سربراہی۔ مشرقی آداب اور ایشیائی درباروں میں خسرو وقت کو سایہ خدا سے برتر و بالا دکھانا روش عام ہی لیکن جس طرز میں حضرت امیر خسرو علاء الدین جیسے فرماں کی تعریف کرتے ہیں وہ بجائے خود مستحق صد ستائش ہی کہا جاتا ہے کہ وہ زمانہ لب لباب و چشم بند و گوش بند کا تھا، ادبیہ دور ہی "فری تھکنگ اینڈ پین اسپیکنگ" (Free thinking and plain speaking) کا۔ اُس زمانہ کا مرقع تاریخ کی لوح پر منقوش ہے، اس دور کا نقشہ ان آنکھوں کے سامنے ہے۔ ٹھنڈے دل سے دونوں کا مقابلہ کیجیے۔ یقین ہی کہ نتائج کی ترتیب میں کوئی دشواری نہ ہوگی۔ اس زمانہ میں جو بہت سے نئی اصطلاحیں قائم ہوئی ہیں ان میں سے ایک

”خوشامہ“ اور ”چاپلوسی“ بھی ہے۔ جس چیز کو پہلے ”خوشامہ“ اور عیب سمجھا جاتا تھا، اسی کی بدترین شکل کو اب ”ڈپلومیسی“ (Diplomacy) یا ”مصلحت“ بتایا جاتا اور بہتر قرار دیا جاتا ہے۔ ”خوشامہ“ اور ”ڈپلومیسی“ کے مقابلہ اور تجربہ کے لیے بجائے خود ایک دفتر درکار ہے جس کا یہ محل نہیں۔ حضرت امیر کے قول کے مطابق بادشاہ نے شرع رسول خدا کو قوی کیا۔ ”نائب فرمان کردگار“ ہے، بنیاد دین کو برقرار رکھنا اس کا اصول کار ہے، سلاطین جنس اور ”شیاطین انس“ پر اس کا رعب غالب ہے، ”ملک معمول“ اور ”چشم ہدایت“ ہے۔ اس میں کون سی بات خلاف عقل ہے اور اس سے زیادہ حاکم کے اندر محکوم کے لیے اور کس صفت کی ضرورت ہے؟ اور کیا اس زمانہ میں بھی یہ اوصاف بہترین سلاطین کے لیے نمونہ نہیں ہو سکتے؟ مثل حمدت وغیرہ کے ثنائے سلطان کے بھی دو حصے ہیں۔ اول دونوں نظموں کے عنوانوں کی نشر ملاحظہ ہو جو بجائے خود اعلیٰ درجہ کی شاعری ہے۔

(۱) ”دعائے چتر ہایون سلطان السلاطین وہائے ہوائے متعالی علو الدینا والدین زاد اللہ بقیۃ تحت جناح المصور و صاومین اعدائہ بحبوحة التراب با دام طار الطیور“
(۲) ”بنائے ثنائے ثانی بخاطبہ خدا یگان زمین و ترماں ناسب رزاق و کلید ارزاق فتح اللہ خزائن السموات والارض علی الاطلاق“۔

اب مرقع مہر فح کا خلاصہ سنئے

آں سخن آرم کہ چنیاں کم بود درخور مرقع شمع عالم بود

آں بہ لقب و تیاؤ دیں را علما	کو بجاں دادہ را حساں صلا
شاہ محمد کہ بت ایڈر لے	کر و قوی شرع رسول خدا
نائب فرماں زردیر کردگار	خازن روزن ز کف گنج بار
خلق کہ پویند لطف ہماے	بے خبر اندر ظل خدا لے
سکہ او بت بدولت طراز	خطبہ او نائب یا نگ نماز
خاتمہ تخت تو گردوں نشین	قاعدہ ملک تو تیاؤ دین
بام تو معراج سلطین جنس	نام تو لاول شیاطین انس
نادک بیدرت شدہ کفر گاہ	ہندی مخرابیت ایماں پناہ
تیغ تو کو فاتحہ ابتداست	برتن بدخواہ تو تبت یداست
ملک تو معمور و مخالف خراب	چشم تو بیدار و جہانے بخواب

علماء کے فرائض

حضرت امیر نے علماء کے جو فرائض قرار دیئے ہیں ان کو اگر زمانہ حال کے مقتضیوں

پر منطبق کیا جائے تو ان کا ہو ہو نقشہ کھینچ جاتا ہے ۔

خامہ فرن سوختن عامہ را	آلت تزویر مکن خامہ را
زرق تہ رخصت نعلال مدہ	زیر ملک بیضہ شیطان منہ
بیضہ مکرغ بزیر ہماے	از نسب خویش بود بچہ زلے

شرم نداری کہ چو قراں دہی	تیغ نبی در کفِ شیطان نہی
عالم نیرواں بود از جیلہ دور	ہیچ کسے سایہ نہ بیند نور
جیلہ تنویر بچسل صواب	بو قلمو میت برام الکتاب
ایں ہمہ تشنیع بر آگہ رود	زانکہ بداندرہ دبیرہ رود
کس جہلار انکند جرح کار	حک بنو دبر ورق بے نگار
علم بہان ست تحقیق و بس	کز رہ تحقیق بر آری نفس
ہر چہ کنی گرچہ صواب ست پاک	ہم بوی از ختم خدا ترسناک
چوں تو نداری ز خطا نبینم	علم تو در دیں خلل شد عظیم
ای نپے فتنہ میاں کردہ چیت	وز پے تحقیق عمل پائے ست
علم کز اعمال نشانیش نیست	کالبدے دارد وجانش نیست

اس سلسلہ میں یہ بات دیکھنے کی ہے کہ علما کی ”خطانا ترسی“ کو ”مخلل دردی“ اور ”علم بے عمل“ کو ”کالبد بے جان“ ٹھیرایا ہے، حتیٰ کہ ہر صواب و پاک کام کے لیے بھی ”خطانا ترسی“ کو ضروری قرار دیا ہے۔ پھر غور کیجئے کہ اس ذی سوط و جبروت طبقہ کو بھی نہیں چھوڑا جو ”فتوے“ کی آڑ میں ہر کردنی و نا کردنی حرکات کرتا ہے۔ حق گوئی کی حد ہے کہ بادشاہ کو بھی صراحت کے ساتھ لیا ہے اور گناہ ہک سے کنارہ کیا ہے۔ سینے ۵

انہی کے یک میر تم کیش را نحو کند صدق درویش را

جیلہ گرانے کہ مظالم کنند	شرعِ نبویٰ سخرہ ظالم کنند
ہرزہ شہ را دم نعل دہند	کفر ملک را لقب ایمان دہند
وانچہ کہ شہ کار پریشاں کند	آنہمہ از رخصتِ ایشاں کند
او فکند مال کساں در مفاک	شاں ہمہ گویند حلال ست پاک
در فن بوجہل کنند اتفاق	عدلیٰ عمر نام نہند از نفاق
جاہ فقیہ از امرائے سفیہ	سودا میرست و زیاں فقیہ
خسر و اماں در امرائیت خیز	سوسے فقیہانِ فدائی گریز
از پے کفارت تعظیم میر	دیدہ ز پائے علما ربرگیر

انسان کی نیابتِ الہی

ذیل کی بیتوں میں انسان کے شرف اور منصبِ نیابت و خلافتِ الہی کو واضح کیا ہے۔ گویا آیاتِ کریمہ "علم آدم الاسماء کلھا" اور "انی جاعل فی الارض خلیفۃ" کی تفسیر ہے۔ انسان کا فطرۃً بندہ خواہ ہونا اور نیچے رہ جانے والی چیزوں کا خود بخود نظر میں چھوٹا معلوم ہونا کیسا اعلیٰ و عمیق اور روزِ نشاۃً مشاہدہ کے مطابق خیال ہے۔ اور جب خدائی خزانوں کی گنجی ہی ہاتھ آگئی تو پھر اور رہ کیا گیا۔

خود پر گر چہ کنوں آمدی با پدر از حبلہ بروں آمدی

دقتر معنے تو زبر خواندہ تختہ اسم ساز پر خواندہ

عرصہ عالم بمسافت تراست دولت آدم بخلافت تراست

توشی اسلیم تو بہر دوسرا تو ملکی تخت تو شد چار پاسے

گنج خذرا تو کلید آدمی نرپے بازیچہ پدید آدمی

مرتبہ جو کہ برانی جاہ کس نخورد شربت بابرانی چاہ

پسح کے رہ سوئے بالانیافت تا قدم از بہت والانیافت

پھر کہتے ہیں کہ خدا کا نائب اور خلیفہ بننے کے لیے بڑی بلند ہمتی اور عالی
حوصلگی کی ضرورت ہے۔ اور یہ نیابت و خلافت محض خوش خوراکی
و خوش پوشاکی سے حاصل نہیں ہوتی۔ ان خیالات کو کسی نادرتبہیات و تجربیات
سے ثابت کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ پُر دل ”ترک“ (سپاہی) تیرے نشانہ کا کام
لینا ہے، مگر تنگ ظرف ”مطحی“ (بھٹیارا) اسیندن کا۔

دھوبی کپڑے کو آگ پر رکھ کر اجاتا ہے، لیکن چلی آگ میں جھونکتا ہی۔
پست ہمت اور تنگ نظر آدمی کتنا ہی بڑھ جائے ذلیل ہی رہتا ہے جیسے فرش
خواہ خروا طلس ہی کا ہوتا ہم یا مال ہے، ریشم کا کیرا جو پتے چاٹ چاٹ کر بڑا
ہوتا ہے دنیا اس کو ننگا کر کے اپنا بدن ڈھکتی ہے۔ کبھی اپنے دھیرے حریری
لبوس کے باوجود برہنہ بدن ہے۔ مچھلی اتنے فلس رکھنے پر بھی مفلس ہی رہی۔
آخر میں خلاصہ کے طور پر فرماتے ہیں ۵

آدمی ست از پے کارے بزرگ
گر نکند این ست حارے بزرگ

علم بے عمل کی ذلت

”علم کو ”چرخ“ اور ”جہل“ کو شب تاریک سے تعبیر کرتے اور چرخ نہ ہو تو اندھیرا
رات میں کنوئیں میں گر جانے کا اندیشہ ظاہر فرماتے ہیں۔ مگر یاد رہے کہ عمل کو
علم کا جزو لا ینفک قرار دیتے ہیں بلکہ فرماتے ہیں کہ علم نام ہی عمل و اخلاص کا
ہی۔ ”آنکھ والا“ (عالم فقیر مویا غنی، ہمیشہ بکیناں رہتا ہے، جیسے خود آنکھ کہ وہ
نہ کبھی موٹی ہوتی ہے نہ ڈبلی۔ ان کے نزدیک واعظ بے عمل کی مثال ایسی
ہے جیسے سوئے ہوئے کا بڑبڑانا۔ کیا اچھی بات کہی ہے کہ قرآن کا صرف
سر پر یا ہاتھ میں رکھنا بے سود ”سود و سودی“ (گس گس) ہے۔ اس مضمون
کو شاعر نے جس طریقہ سے لکھا ہے اُس کا خود انھیں کی زبان سے کچھ خوب لطف
آئے گا۔

بے مصرا ز جہل چو در مصرخہ اہل دگر باشد و اہل دگر

نشد چو گازر کہ آہ آب گیر سینہ تہی چوں سر بوجھ قصہ پیر

اہل نگر و دبما نہ۔ سفیہ خزنہ شود از جہل و بیافقیہ

منصب بے مایہ نہ در غور بود گر ہمہ فسر ز تہ پیمبر بود

باب تو گیرم کہ علی مرتضیٰ است وہ کت ازاں باب کلیہ گنجاست
 بے بصران راست بہر جاہنگاہ کاستن از ذل و فزوں ز جاہ
 بیش و کمی نیست بہ بنیائے کار دیدہ نہ فریب شود دوتے نزار
 مشعلہ کعبہ یہ گلخن مسوز دلق خراز سوزن عیسیٰ مدوز
 مصحف اگر بر بندیا برکت سودِ سرو سودگی مصحف بست

اپنے زمانہ

حضرت امیر نے اپنے زمانہ کی جو شکایت کی ہے وہ سواچھ موسال
 پہلے کی ہے، اسی پر اس زمانہ والوں کی حالت کو قیاس کیجیے۔ اس سے
 یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اُس وقت بھی گناہوں کی ایسی ہی کثرت تھی جیسی اب ہو
 بلکہ اس کی مثال بعینہ ایسی ہے جیسے اُجلے کپڑے پر ذرا سادھبہ بھی بد نما
 معلوم ہوتا ہے، بخلاف اس کے میلے کپڑے کے بڑے بڑے داغ بھی نظر
 نہیں آتے۔

ایں چہ زمان ست کہ در ہر طرف ہست بفسق اہل جہاں را شرف
 ہر نفسے کار گنہ بیشتر خواری دیں باشد ازین بیشتر
 آں کہ بفرضے نھن دکاہلی متقی اشش نام کنند و ولی
 بس کہ شذاز کفر جہاں پرزدود آں کہ شراریت چرائے نمود

ولے نہ یکبار کہ صد بار ولے
 زین ہمہ گیران مہماں سما
 دعوی دین دل بے ترناک
 خندہ مزین بیدہ بردین پاک
 اے ہمہ برکت گہرنت زبیت
 نام مسلمانیت از ہر صیت
 آنکہ تگ از شرع فراتر زده است
 اللہ یارب کہ زندہ عہدہ است
 زشت بود از غر کاہل ستیز
 غفلت بکسیر زدن در گریز

صوفیان حال کا نمونہ

ہست بے صوفی شہینہ پوش
 کش نہ رسد بانگ موزن بگوش
 چوئی میش دور سلطان شود
 تند بحراب خسراں شود
 سرتر دامن کسے در میر
 گو کند غرقہ ز دامن تر
 قبلہ مکن پیسہ خرابات را
 تا بخسرا بی نبرد ذات را
 در پے آں پرچہ پوئی بفرق
 کو بد خود نیک نماید بزرق
 پیران بے حال کی تشبیہ اس شہر کو چشم سے کیا خوب ہے جو مرغ کی
 اذان سنتے ہی حسرت و افسوس کے ساتھ محراب کے تاریک سوراخ میں جا
 چھپتی ہے

شہرہ در قبلہ خرد پیر فوس
 صبح دم از بانگ نسا زخروس

مرشدان ز راند و زان کے نزدیک ”برہمنان بت زریں پرست“ ہیں ۵

برہمن بت کہ گند شرج بید
تختہ سیاہش بود و خطا پید
بادہ تسبیح بیک لب خطا
مجلس و محراب بیک شب خطا

مسجد و میخانہ چو یک جا بود
طاعت آلودہ نیاید بکار
نطح حرلیاں ز مصلابود
مشک جگر سودہ نیاید بکار

صوفی میخوارہ کہ گریز حال
دنبہ کہ گر گے بقفا گردوش
گر ہمہ کشف ست مداں جز خیال
پڑی دم سنگریا گردوش

زر کہستانی و وہی پھیت ہنس
کسب را رخو دلش رعیت بود
خاصہ کہ بتانی و ندہی لکس
در روش فقرہ رعیت بود

تا تو ندانی کہ ز راز بت کم است
ایں ہمہ شیخان خزان پرست
برہمنان رابت زریں ہم است
برہمناند بت زریں بدست

صرف جوہر ذاتی اصل ہی

کم بود از چرب زبانان فراغ
دیگ کجا پختہ شود جہر پراغ

ددمہ و دیگ دما دم صلاست
ز زمزمہ چاہ ہنرم صد است

گر پد پرت داشت کمالے بزیست
آں حق او بود از آن تو پیست

نیست ہمہ نسل کریمان عزیز
تخم خیارست بے تلخ نینیز

زشت بود سفلہ بجائے بلند کاسہ خالی و صدائے بلند
 بعینہ ہی تعلیم اسلام کی ہے۔ قرآن کریم میں ہے: "ادافع فی الصو
 فلا اتساب یتہم"۔ اُس حضرت مہلی اللہ علیہ وسلم اپنی صاحب زادی حضرت
 فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تاکید فرمایا کرتے تھے: "اعلیٰ یا بنت احمد اعلیٰ"۔

ناقص تربیت کی مٹی پلید

تربیت کی جس درجہ ضرورت ہے وہ ظاہر ہے۔ اور تربیت کو حقیقت
 تعلیم پر مجاہد ارج ترجیح ہے۔ مطلع الانوار میں تربیت کے وہی اصول قائم کیے گئے
 ہیں جو بہترین شمار کئے جاتے ہیں۔ یعنی اولاد کی اصلاح کی کوشش سے پہلے
 ماں باپ کو اپنی اصلاح کرنی چاہیے۔ تربیت شروع ہی سے ہونی چاہیے۔
 تربیت میں سختی کو دخل نہ ہونا چاہیے۔ حدیث شریف میں ہے کہ "ہر بچہ اصل فطرت
 ہی پر پیدا ہوتا ہے، مگر اس کے ماں باپ اُسے یہودی یا مجوسی یا نصرانی
 بنا دیتے ہیں" اگر کوئی کہے جہاں اپنی جگہ سے ٹل گیا تو اُسے سچا مان لو، لیکن
 اگر کوئی کہے کہ فلان شخص کی جبلت بدل گئی تو اُسے سچا مت جاؤ، "اور جبلت در
 اصل نام ہے اس عادت کا جو تربیت کا نتیجہ ہوتی ہے جس کی تربیت کی جائے
 اُسے تربیت نہیں ٹیڑھی ہڈی سے مشابہ قرار دیا گیا ہے کہ اگر اُسے چھوڑے رکھا
 جائے تو وہ ٹیڑھی کی ٹیڑھی ہے گی، اور اگر سختی کی جائے تو اس کے ٹوٹ

جانے کا ڈر ہے۔ مقصد یہ ہے کہ تربیت میں غایت احتیاط کی احتیاج ہے۔ کلام پاک میں بھی نرمی سے بات کرنے اور بہتر طریقہ استعمال کرنے کا حکم ہے۔

گرتو ہی - خون تو بزرگ چراست ورنہ لگی زادہ تو سنگ چراست

نیش و جراحت نہ ز مردم دم دم از دم مار و دم کتر دم دم

چوں تو بدی - گرز تو زاید تر خون بگر گوشہ بہت خور

گر بچہ خود بخورد گرزہ مار بچہ او نیز شود بچہ خوار

میوہ کہ در شتر بخش توئی خار ز خود خور کہ درختش توئی

شوا و ب آموز پیر را پیش کہ چو قوی شد توانیش بیش

چرب کنی شانہ نوزار باں موز گستن نہ فقہ در زیاں

زادہ بد در کن دکن کش ناخن از دیدہ بناخن کش

زانکہ بد اں گفت پدر نشود جز سخن خویش دگر نشود

ایں ز حدیث پدر اندر خروش آں ہمہ تن بربل فرزند گوش

ریخ کش طفل شکبا بود پرورش نازنہ زیبا بود

اولاد سے خدمت کی امید

بہترین تربیت کی تاکید کے باوجود حضرت امیر خیر و کا مشورہ والدین کے لیے یہ ہے کہ ماں باپ کی ہمت کا تقاضا یہی ہونا چاہیے کہ وہ اولاد سے خدمت

کے متوقع نہ رہیں، کیوں کہ خدا جانے اولاد کا فراج کیسا قائم ہو ۵

بچہ طائوس چوانہ بقیہ حیت دانہ خور وحیت زبالا و سیت

بچہ کہ گنجشک و کبوتر کشد لرزہ کناں دانہ زما در کشد

صید ہماں بہ کہ بشت خودت راحت مردار کف بشت خودت

خواجہ مہا داکہ بہ پیرانہ سر بندہ فرزند شود بہر خور

دہ پسر از یک پدر آسودہ گشت یک پدر از صد پسر آفتد بہت

نا غلفے را کہ بود شوم چہر بر پدر و مادر و خوشیاں چہر

سگ چو گہ خشم فغاں بر کشد لقمہ زندان برادر کشد

نیز یہ کہ پیدائش اور پرورش کے زمانہ میں والدین کے اندر یہ جذبات

تو ہوتے بھی نہیں ہیں یہ شفقت پدری و مادری کا فلسفہ کچھ اور ہی ہے ۵

پرورش زادہ و شوا ز سیت آنکہ نہ زادہ است چہ دانکہ نہ

سہل نماید بر استرد ناں محنت ز امیدن آبتناں

گیر کہ مادر کت از بہر خویش ق پرورش زادہ بامیدیش

چیت صدف را کہ زجان دو نیم پرورداندر دل و درتیم

دست قضا کیں ہمہ با ہم نہاد از پئے آبادی عالم نہاد

گر نہ دو آتش زودہ در غے شد دہر پر از جانوراں کے شد

کلام کے بین السطور پر غور کرنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ لڑکیوں کے

مناسب حال تعلیم و تربیت کے وہ اتنے ہی حامی و خواہاں ہیں جتنا کہ ہونا چاہیے
اور اس حقیقت کے معترف ہیں کہ لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کے بغیر لڑکوں کی
خاطر خواہ تعلیم و تربیت محال عادی ہے۔ چنانچہ خود اپنی بیٹی کو مخاطب کر کے
کہتے ہیں۔

گرچہ کہ انھوں نے چونیک اختر نہ نے زور دیدہ من بہتر نہ
دختر اگر نسبت پس کے شود بے صدف سادہ گر کے شود
جاں سگ آں دختر آزادہ شد کز رحم او پدرش زادہ شد
باید چوں در خطن ارجمند تا صدف آوازہ بر آید بلند
دُر کہ بزرگاں ہمہ ملیش کنند یادِ صدف ہمہ طفلیش کنند
نذکورہ بالا شعروں کے ظاہری معنی بھی نہایت لطیف ہیں۔ وہ یہ کہ اگر
بیٹی نہ ہو تو نہ بیٹا ہوا ورنہ باپ "خوب بچوں کے رجحان طبیعت کا اندازہ کرنا
بھی اصول و لوازم تعلیم و تربیت میں نہایت اہم ہے۔ اس خیال کو انھوں نے
اس بے مثل مثال سے ثابت کیا ہے کہ اگرچہ مٹی اور پتھر بجائے خود بکار آمد ہیں،
لیکن آئینہ یا پانی کی طرح عکس پذیر نہیں ہیں۔ بالفاظ دیگر اگر مٹی یا پتھر سے وہ
کام لینے کی کوشش کی جائے گی جو آئینہ یا پانی کا ہے تو یقیناً محنت برباد
جائے گی۔

فیض زقالب کہ نذاذ گزشتہ بردگرے خود نتواند گزشتہ

آئینہ و آب بود عکس گیر نیست گل و سنگ تصور پذیر
 دیدہ نہ خود دید ز نزدیک دور قابل آنست کہ بسیند ز نور
 گوش کہ صد مشعلہ بائے بود نیست چو قابل نظرش کہ بود

زرداری و فیاضی

اب سے سات سو برس پہلے کے مسلمان خصوصاً امراء اور دربار میں
 لوگ بے زری سے واقف ہی نہ تھے اور جو زرداری تھے ان کو فیاضی کے
 موقعے بتانے کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن اس باب میں بھی حضرت امیرؒ نے جو
 کچھ کہا ہے وہ ایسا ہے کہ صرف اسی شخص کی زبان و قلم سے ادا ہو سکتا ہے جو
 انسانی فطرۃ کو اچھی طرح سمجھتا ہے۔

گر ہمہ گہرست کہ لیش مسہت در نظر خلق جالیش مسہت

ورچہ بود مومن و پیر سیزگار ہر کہ زرش نیست ندارد عیار

مطلب یہ ہے کہ زرداری کی بے دینی پر بھی پردہ پڑ جاتا ہے اور بے زرمومن کو
 کوئی نہیں پوچھتا۔ اس لیے مالدار بننے کی ہر ممکن اور جائز کوشش کرنی چاہیے۔

اور جب زرد مال ہاتھ میں ہو تو یا موقع فیاضی سے دریغ نہ کرو۔ مالدار

کا سچل ہونا ایسا ہے جیسا جو اصر کا کان میں یا گوہر کا دریا میں (گویا بیکار) پڑا
 رہنا۔ یہ بھی نہ ہو کہ سب کچھ اپنے پر یا اپنیوں پر ہی خرچ کیا جائے اور بیگائے

مردم رہیں۔ اگر یہ ہو تو دینے یا خرچ کرنے والا گویا بولا ہے جو کاٹ کاٹ کر
اپنے ہی سامنے ڈالتا جاتا ہے۔ اور اگر اُسے دیتا ہے جو مالدار ہے تو گویا موتی اُسے
دریا میں پھینکتا ہے۔ پھر یہ کہ جسے دے اُسے بھی اندازہ کے ساتھ دے جیسے کہ انکھ
میں سرمہ سلائی سے ڈالا جاتا ہے نہ کہ چھچھے سے۔ دیتے وقت اپنی حالت کا اندازہ
بھی ضروری ہے۔ غرض بخل و اسراف اور حقیقی فیاضی کے تمام مراتب بیان
کر دیئے ہیں۔

ازہ صفت قیمتی راست باش	نے ہمہ چوں تیشہ سوئی خود تراش
لطف بجائے ست کہ دوری بود	برزن و فرزند ضروری بود
کیست کریم۔ آنکہ بسکیں دہد	نر پے شہرت۔ نپے دیں ہد
ہر چہ تو بگر تو بگرتا نا فلکند	و آنکہ گھر باز بد ریافتند
گرتوئی از راہ کرم زرفشاں	پر بگدا کم بتو بگر رساں
ہر چہ بہ نسبت ز فشاں کے	بخل ز اسراف نکو تر بے
گر چہ عطا در ہمہ جا دلکش ست	ہر چہ بہنجار بوداں خوش ست
دیدہ کہ از سرمہ و لیش دہند	سرمہ نہ از چھچھ بیلش دہند
دادن مکر م شرفی شد بے بند	دادن صرف بڑہ و رشخند
آنکہ دویم جامہ ندارد پست	بخیر دست اردہا ترا بدست
ثقلہ کہ بخشید بسر باقیسیر	رحم مکن گر بگرد۔ گو بمیسر

صحن جہاں شد چو خرابی نشان باغ بود بہرستہ زرقاں
 آنکہ تو بگر بزرست و منال گر ہمہ بد بود اسراف مال
 از دو بچہ چشم کرم راست تولد وز سہ بچہ قیمت خیر الامور
 پردلی آں بہ کہ بطاقت بود پردلی از دام حماقت بود
 حکم سخا نیت بہ بسیار چیز از در سہ دانگ نزدانگے شیر
 کسیت سخی ہا آنکہ ردانت دہد ہرچہ دہد ہم بزرانت دہد

فیاضی کے موقعوں پر ایک اور مسئلہ بھی قابل لحاظ ہوتا ہے، یعنی "تولیش و درویش" کا۔ ایسے موقعوں پر اپنوں کو بالکل ہی نظر نہیں کرنا چاہیے۔ جو کچھ کیا جائے بلا خواہش نام و نمود کیا جائے (علی الخصوص جب معاملہ اقارب کے ساتھ ہو) اپنوں کی امداد کے لیے یہ خیال کیسا تسکین بخش ہے کہ اس صورت میں جو کچھ ہاتھ سے جاتا ہے وہ گویا اپنے ہی ہاتھ میں آتا ہے۔

شہرہ مکن ہرچہ بخویشاں ہی در کف تست آنچہ بریشاں ہی
 سفہ کہ دانگے فقیر آورد شش ہمت ازوے بنفیر آورد
 گر تو شوی از ہمہ خویشاں بزرگ در رمہ نغوش نیاں شو نہ گرگ
 گر ہمہ شہد شش بدہاں آوری زہر بود چوں بزباں آوری
 آنکہ سر انجام زنی نشترش بہ کہ زاول مدہی نشکرش
 گر شرفی در گ نیکوے تست ہر کہ بجز تست دعا گوے تست

عرقِ بپاکی بدعا ضم شود رشتہ بتویند مکرم شود
 زد کہ بشیریت فتوت بود خوش خورانی چہ مروت بود
 منزل مہاں نہ بود ہر درے بار عزتیاں نہ کشد ہر سرے
 پھر فیاضی کے عموم سے سالکوں اور مفت خوروں کی ترقی کا جو اندیشہ
 ہو سکتا ہے، شاعر کا ہمہ گیر دماغ اس سے بھی خالی نہیں ہے، اور مخصوص انداز
 کے ساتھ سوال اور دست درازی کی مذمت بھی موجود ہے ۔
 دستِ جواں مرد بود گنج بار دستِ نگوں ہیچ نگیسر قرار
 دستِ ستاں ست تانندہ را دستِ نگوں ست رسانندہ را
 یعنی اگر تو وہی از کف دست سجدہ کند دستِ پشتِ نخت
 سر نہ از دامنِ پر آدمی پدہ چو برگشت بہوسد زین
 پیشِ نشانندہ کہ ریزد بروں گرد چہیندہ ضرورتِ نگوں

جوانی کی باتیں

تابو د اسبابِ جوانی بہ تن روئے چو گل یاشد تن چو سن
 تازہ بود مجلسِ یاراں تو جلوہ کند صفتِ سواراں تو
 شیفگان دیدہ برویت نند زخمتِ ہوس بر سر کویت نند
 نختِ گیسو چو نسیم سحر رنگِ بنا گوش چو نسرین تر

نرگس تو بادہ ندا نگاہ
 غنچہ تو خندہ ندا رنگاہ
 تاب دہ چہ ز برنایت
 میل کند سینہ بر عنایت
 دیدہ سوئے فتنہ پرستی کشد
 دل ہمہ در شوخی و مستی کشد
 ناز کنی ناز کشندت بجاں
 دل طلبی نیز دہندت رواں
 روز چہ جوئی بہ ثبت آں رسد
 تاشب تو نیز بپایاں رسد

بڑھاپے کی گھاتیں

نوبت پیری چو زندگوس درد
 دل شود از خوش ولی و عشق سرد
 گو نہ رخسار بزر دی زند
 آتشِ معده دم سردی زند
 معے پید از اجل آرد پیام
 پشتِ خم از مرگ رساند سلام
 در تن اندام در آید شکست
 لرزہ کند پائے بستی چو دست
 چشم شود منزوی از خانہا
 رخنہ شود در شستہ و دمانہا
 قوتِ دل بشکند و زور تن
 پست جدا گردد چوں پیرین
 چنگِ صفتِ رگ جدا ز پشتِ پیر
 تار بخند و چو کمن شد حریہ
 تیرہ شود مشعل نور عین
 خشک شود عمدہ باز و چو کاک
 دل بملا کشد از کعبتین
 از مے و گلزار غافل و غافل
 سست شود مہرہ گردن بلک
 زہد ضروری بدماغ آو فتد

برہمہ این دور و مادام رسد از تہہ بگذشتہ با ہم رسد

”عہد پیری شباب کی باتیں“

پیر کہ او درد سببیلی خورد	عبیت عین دست کہ سیلی خورد
پیری ندان کہ از پنبہ سخت	راست مدال شرم ز پنبہ جداست
پیر نگیسر ندی موی سپید	تا پیر پیراں نمود زو امید
باشش چو کاغذ پیرانہ سبز	پاک ز بیدوں و دروں سبز
نافہ مشو کر پئے خون تباه	موی سپیدش بود و دل سیاہ
کوزندی نفس کن جیفہ خوار	زندہ بود ز مرغ کماں را شکار
پیر شدی پشیمہ پیراں پذیر	زشت بود لب جواناں ز پیر
پیر کہ بر سر سیم جواناں زید	مردہ بود گرچہ بعد جاں زید
وانحہ جواں پیر تیز ویر گشت	طفل بود گرچہ بو پیر گشت
نسبت پیری جوائی نہ مویست	ہرچہ ہنگام بوداں نکوست
موی کہ ساندہ پید از کلاب	نخرہ چو موی سیاہ است از غضب
عمر چو از حیدر نخواہد نرود	سیلت رنگیں بجگفت چہ سود

چہ ہے

عہد پیری شباب کی باتیں ایسے ہیں جیسے خواب کی باتیں

یاد کرد

شیان عجیبان ہما ابرد من مخ
شیخ یصبی و صبی یشیخ

مدارج عمر

عمر کے مختلف حصوں میں انسان پر چو حالات گزرتے ہیں ان کو متعدد شاعروں نے بیان کیا ہے اور ان سے اپنے اپنے طریق پر عمدہ نتائج اخذ کئے ہیں۔ امیر المومنین حضرت مولانا علی کرم اللہ وجہہ نے بھی اس خصوص میں ایک قطعہ ارشاد فرمایا ہے جسے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ غالباً کسی زبان میں اس خیال کو حضرت مولاناؒ پیشتر ادا نہیں کیا گیا۔ بعد کی نظمیں تو مختلف شعرا اور مختلف زبانوں کی نظر سے گزری ہیں۔

اذا عاش امرؤ ستین حولاً	فنصف العمر تحققة الليالي
ونصف النصف يمضي ليس يدري	لغفلته يمينا عن شمال
وثالث النصف امال وحرص	وشغل بالمكاسب والعيال
وباقى العمر اسقام وشيب	وهم بارتحال وانتقال
فحب المرء طول العمر حبيل	وقسمته على هذا المثال

یعنی اگر آدمی بفرض ساٹھ سال زندہ رہے تو گویا وہی عمر (۳۰ سال) سونے

ہی میں بریاد ہو جاتی ہے۔ اور آدمی میں سے آدمی (۱۰ سال) اس طرح گزر جاتے ہیں کہ دائیں بائیں کی بھی خبر نہیں ہوتی۔ اور اس نصف کی ایک تہائی (۱۰ سال) کو کھانے کمانے اور بال بچوں کے لیے رکھ لو۔ اب رہی باقی عمر (۱۰ سال) وہ بیماری بڑھاپے اور مرنے کی فکر و غم کی نذر ہو جاتی ہے۔ اسی صورت میں طول عمر کی خواہش سراسر نادانی ہے حضرت امیر خسرو لکھتے ہیں

ششدرہ راہ سپہنجم کشاد	ہفت و نہم در شش و پنج اوقفا
گر چہ میر چاروہ من بکاست	دل ز سیر چاروہ بازی بخت
عمر بدہ بازی و نادانی است	بست شد آغاز پریشانی است
از وسع و زہد زستی تا چہنشل	ہر چہ کنی خوی پذیرست دل
چون ز چہل پایے فراتر نہی	سگہ محال ست کہ دیگر نہی
از پس بچاہ در آید شکست	وئے بد بنگو نہ کہ رفتی بشت
از پس ہفتاد بیفتا دنی است	حد بقا ز اں سوئے ہشتاد نیست
در نو د آئین حیات اندکیست	زیتن و مرگ بہ نسبت یکیت
در بقید رفت حد پایندگی	مرگ نکو تر ز چہاں زندگی

جس نتیجہ کی نسبت حضرت امیر علیہ السلام نے از راہ انتہائے بلاغت کیا ہے کام لیا اسی کی حضرت امیر رحمۃ اللہ علیہ نے صراحت کر دی اور کہہ دیا کہ

ملت تو گر صدویا پنجد است از پئے آرائش زادرہ است

چوں تو دریں تختہ نزاری شہاؔ عمر چہ دہ چہ صد و چہ صد ہزار
مقصد و نون بزرگوں کا دامن یعنی انسان ساٹھ سال جیا تو کیا اور سو سال
جیا تو کیا، اُسے چاہیے کہ جو کچھ کرنا ہے اسی تھوڑی سی مہلت میں کر لے اور طویل عمر
کے غم میں نہ پڑے۔

مناظر

رات کا منظر

صوفی گردوں چو بخت نشست	کر د فلک سجہ پرویں بہت
طرہ ظلمت ز نسیم ہبار	مشک فشاں شد چو لب وزہ دا
دہر پر از غالیہ سودہ گشت	دام و دواز تک دل سودہ گشت
چشمہ خور برد ہر خانہ تاب	تا قن آورد ہر دیدہ خواب
مردمک چشم کساں تابروز	کر دز مژگاں در خودیخ دوز
سایہ فگن خاک بحسبیں	چرخ شدہ سائشیں ز میں
جن ملک ہر دوشدہ گوشہ گیر	دزد و عس ہر دوشدہ گوشہ گیر
زراں شب فرخندہ کہ میوں شدہ	بوم چو طاؤس ہمایوں شدہ
از اثر نور شریائشیں	مرغ میجا شدہ خورشید بین

طلوعِ سحر

مرغِ سحر گشت چو تبیجِ پاک	یا نگِ موزنِ بفلکِ شذر خاک
خلوتیِ شرقِ برآمد ز دور	برکتِ افکندہ مصلائے نو
صبحِ که شد نور بیدارش گوا	زد قدمِ صدقِ بر دئے ہوا
جنشِ پاکاں سے محرابِ گشت	چشمِ مگال پر دہ کشِ خوابِ گشت
شبِ پرہ از گنبدِ فیروزہ گوں	رفت یہ فروالہ گنبدِ دروں
بوم کہ در رفت چو دزدانِ بیابا	در د سرخوشِ شدار کوپِ زارغ
مرغِ سحر خیز نو ابر کشید	زمزمہ تر ہوا بر کشید
باد کہ بر لالہ و گلِ پائساد	رقصِ کناں رقصے بصرِ انساد
تازہ شد از ابر بباری چمن	خندہ زد از یادِ ریاحینِ سمن
ابر کہ از باد و زراں شد ستوہ	بست سرا پر دہ بہ او تاد کوہ
سرخِ مشرقِ زائقِ رونمود	ہمچوئے سرخِ ز جامِ کبود
شاہدِ صبحِ از رخِ لعل و سپید	داد حریفانِ طرب را نوید
کرد سخنِ رود بریشمِ زناں	گشت رواں جامِ صبوحیِ خورل
نادرہ صبحی کہ ہمہ ماہ و سال	شد ز دشِ فرخ و فر خندہ فال
مرغ کہ آہ از دلِ غمکش زدہ	در جگرِ سرخِ گلِ آتش زدہ

بلبل نالتد ز غم دیده تر سینه ز آواز خراشید تر
کبک و گیتو تر نفیس آمده زان وزغن درجم و نیز آمده

بهار کی بهار

باغ در ایام بهاران خوش است	موسم گل با ریخ یاران خوش است
چون گل نوروز کند نافه باز	نرگس سرست در آید بناز
سبز بر آرد خط عاشق فریب	از دل بنیده ریاید شکیب
برگ شود بر گل نسرین فرخ	آب چکد ز ابر بر اندام شاخ
سر و تر اندام ز لطف صبا	از خرب تبار بپوشد قبا
تازه شود لاله چو رخسار دوست	غنچه نو خیزد بکعبه دوست
بر ریخ گل غازه کند لاله زار	جلوه کنان دست بر آرد چنار
از خط سنبل که مغنیر شود	خاک چمن خالیه تر شود
ابر بگوید بر ریخ بوستان	باغ بخندد چو لب دوستان
تا بندد بر جگر لاله داغ	گل همه از باد فروزد چراغ
بطنه ترانه که پرود آورد	فاخنگان را بسرد آورد
گرچه کند مرغ زمستی خروش	نیزند بر سر گل پا بپوش

خزاں کی پُچار

خندہ فراموش کند لاله را	باز چو گل رخت بریزد ز خار
غنچہ بہ بند دلب شیریں کشا	باغ دہد حلقہ رنگیں بباد
در ورقِ لاله شکست افکند	سر و سرافراشته پست افکند
پر شکند فاختہ از شاخ خشک	نایبِ شکوفہ تدہ دیوے مشک
بید بیار و بسر سبزہ تیغ	مغ خورد بر گلِ نرسِ دیرین
خشک شود در جگر لاله خوں	نرسن از شاخ ورافتہ گول
زرد شود سبزہ چو گلِ خوردگان	سرد شود چمنہ چو انسر دگان
کتر دمنہ دیدہ عجب سر شود	شاخ بنفشہ کہ زیبا بر شود
شاخ دہد مژدہ ہینرم فروش	برہنہ گرد و چینِ حلقہ پوش
سایہ بہر ز سر یا سین	خنجر سوسن چو فتد بر زمین
خار نثار دسر نرسِ بہر	ابر نیار دگر کہ آنہ سپر

خلاصہ کلام

مثنوی مطلع الانوار کے متعلق مجھے جو کچھ عرض کرنا تھا وہ صفحات بالا میں پیش کر چکا میں شروع ہی میں کہہ چکا ہوں اور اب آخر میں بھی اُسے دہرانا

کہ میں نے کتاب کے معافی و محاسن کے استیعاب کی مطلق کوشش نہیں کی۔
 نہ اس کی ضرورت تھی، اور نہ یہ میرے لیے ممکن تھا۔ حضرت امیر خسرو درحقیقت
 ان انسانوں میں تھے جن کو غلاق علی الاطلاق کی بے انتہا قدرت کا عجیب و غریب
 نمونہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

وہ فطری شاعر تھے۔ انگلستان کے مشہور شاعر اور ”ہومر“ کے مترجم
 پوپ Pope (۱۶۸۸-۱۷۴۴ء) کی نسبت کہا جاتا تھا کہ

“He lisped up in numbers, for

the numbers came” (یعنی آمد کا یہ حال تھا کہ تتلا کر بولنے کے زمانہ

میں بھی وہ نظم ہی میں بولتا تھا) بلاشبہ پوپ بڑا شاعر ہے اور ادائل ہی ہے
 اس کے اندر شعر گوئی کا مادہ اور رجحان پایا جاتا تھا۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ ۱۷۴۴ء

یعنی ۲۲ سال کی عمر سے پہلے کے اس کے کسی کلام کا پتہ نہیں ہے۔ انیسویں صدی
 کے نامور انگریزی ادیب اور مورخ مکالے (Macaulay) کے
 متعلق بھی مشہور ہے کہ وہ آٹھ برس کے سن میں شعر کہنے لگا تھا لیکن اس سن کے

کلام کا کوئی حصہ محفوظ نہیں ہے (حال آں کہ پوپ اور مکالے دونوں کا زمانہ
 ”تاریخ کا زمانہ“ ہی) بخلاف اس کے امیر خسرو کی صغریٰ کا ایک پورا دیوان
 ”تحفۃ الصغر“ کے نام سے محفوظ ہے، چنانچہ اس دیوان کے دیباچہ میں وہ خود
 لکھتے ہیں کہ مجھے ادائل عمر ہی سے شعر گوئی کا فوق العادہ ذوق تھا۔ جب

خواجہ اعز الدین سے پہلی بار ملاقات ہوئی تو انہوں نے امتحاناً چار لفظ ^{موت}
 (بال) ، بیضہ ، تیرا و رتریزہ ایسے بنا کر جن میں باہم بظاہر کوئی ربط نہیں تصنیف
 رباعی کی فرمائش کی۔ میں نے فی البدیہہ ذیل کی رباعی موزوں کی ۵

ہر موٹے کہ درد و زلفاں صم ^{ست} صد بیضہ غنبریں دراں موی صم ^{ست}
 چوں تیراں است دلش را زیرک چوں رتریزہ دندانش درون شکم ^{ست}

اس واقعہ کی تصدیق یورپین مشرقین نے بھی کی ہے۔ ان کے شاعرانہ
 کمال کو دنیا تسلیم کرتی آئی ہے۔ پُرگو ایسے ہیں کہ اشعار کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی
 ہے۔ بدیہہ گوئی کا یہ عالم ہے کہ تین ہزار تین سو چوبیس ^{۳۲۴} بیت کی تنوی (مطلع الانوار)
 بے تکلف دو ہفتہ میں کہہ ڈالی۔ کل خمسہ جس کے اشعار کی مجموعی تعداد تقریباً
 اٹھارہ ہزار بیت ہی تین سال میں پورا کر دیا، حال اُن کہ شاعری ان کے لیے
 محض تیسرے درجہ کے مشاغل میں تھی مقابلہ نظامی کا تھا جو اپنے فن کے امام
 ہیں، سوائے شغلِ شعر کے اور کوئی فکر نہیں رکھتے تھے، اصنافِ شعر میں محض تنوی
 گوئی کو اپنے لیے مخصوص کر لیا تھا۔ اور باوجود تقریباً سو اسو سال گزر جانے کے
 کسی اور شاعر نے اس مقابلہ کی جرات نہیں کی تھی۔ چنانچہ ان تمام واقعات کو متروک
 ایک موقع پر یوں بیان کرتے ہیں ۵

(نظامی کی حالت)

اوزان ہمہ فکر گو ہر آمائے ننہا دبروں نزدیک روش پائے

صد زرخن چو شکر و شہد تنو دگر بختوی جسد
 کوشش ہمہ درخن لگالی خاطر زہر التفات خالی
 بارے نہ یہ دل مگر ہمیں بار کارے نہ دگر مگر ہمیں کار
 ازہر لکے و نیک نامے اسباب معاشن را تقاضاے

(خود اپنی حالت)

مسکین من مستند بے ہوش از سوختگی چو دیگ در جوش
 شب تا سحر از صبح تا شام در گوشہ نغم نگیرم آرام
 با شتم ز برے نفس خود لرزے پیشے چو خوئے سادہ بر پائے
 تا خوئے نہ رود ز پائے تا سر دستم نشو و ز آب کس تر
 مردے کہ دہند منت داد واں رنج کہ من برہم ہمہ باد
 با چندین شغل خاطر آشوب چندیں بر نو دہم ز یک چوب

نثر کلام کی مقدار بھی طیر العقول ہے۔ بلند پایہ اس درجہ ہیں کہ بڑی بڑے استاد
 اور نقاد باوجود سعی بلیغ ان کی گرد کو نہیں پہنچتے۔ مع ہذا سہل گو بھی اتنے کہ
 چھوٹا قن تک کو نہال کر دیں۔ فن شعر میں وہ اہل ایران تک کے نزدیک نہ

۱۔ حضرت امیر خسرو کی ہم عصر نئی میں چھوٹا نام ایک ساقی (دیکھ فروش) بھی ایک دن (تبیہ غنیمت چاہے)

صرف مسئلہ استیاد میں بلکہ صاحب ایجاد ہیں۔

علوم نقلیہ و عقلیہ کا معلوم نہیں وہ کون سا شعبہ ہے جس میں ان کو درک وافی نہ ہو۔ کلام میں جس علم اور جس فن کا ذکر کرتے ہیں، ایسی صفائی اور روانی کے ساتھ کرتے ہیں کہ کہیں رکنے اور بند ہونے کا نام نہیں لیتے۔ حتیٰ کہ بعض فنون میں ان کے ایجاد موجود ہیں۔ اس وقت کی کوئی علمی زبان ایسی نہ تھی جس کے وہ ماہر نہ ہوں بعض موقعوں پر انھوں نے سنسکرت زبان کی خصوصیات اور صرف و نحو کے مسائل اس نہج پر لکھے ہیں کہ صرف واقف کار ہی سے اس کی توقع ہو سکتی ہو۔ تصوف کے اندر آپ کے پایہ گراں مایہ کا کچھ اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ حضرت محبوب الہی سلطان الاولیاء کے مہمان خاص و مقربان باخلاص سے تھے جن کے ”سینہ سوزاں“ پر مرشد گونا گونا تھا اور حضرت کی درگاہ و بارگاہ سے ”ترک اللہ“ کا خطاب حاصل۔

بحر سیاست کے ایسے بے باک خواص و تیراک تھے کہ سات سلاطین کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۶)۔ اس نے فرمایش کی کہ میں خسرو ب کی ٹیکس لایا کرتے ہو، کوئی تنگ میری

بھی ملا دو۔ اس پر آپ نے فی البدیہہ کہا۔

اوروں کی چوہری بابچہ چھو کی اٹھ پھری باہر کا کوئی آوے ناہیں آدیں سائے شہری

صاف ہوت کر آگے رکھے جاہیں ناہیں توں اوروں کے جہاں سینک سماجے چھو کوٹھاں مل

(یعنی ایسی گاڑی کہ ”سینک کھڑی رہے“ یہ جاو رہے ہیں سے لیا گیا ہے)

درباروں میں بار سوخ باریاب رہے۔

خسرو کی ان تمام مختلف و متنوع حیثیتوں پر غور کرنے سے شاعر کے اس
قول کی تصدیق ہوتی ہے۔

لیس من اللہ بمستنکر

ان یجمع العالم فی واحد

اور اس لیے کمالات خسروی کے استقصا سے اپنا عجز تسلیم کر لینا ہی بہتر ہے۔

نے سوئے تو دعویٰ طاعت بریم

عاجزی خود بشفاعت بریم

البتہ یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کی نسبت نہایت اختصار کے ساتھ

چند استادان فن و نقادان سخن کی رائیں نقل کر کے ”یہ مقدمہ“ طے کر دیا جائے۔

صفحات بالا میں کسی موقع پر ان چند اساتذہ کے نام بتائے گئے ہیں

جنہوں نے نظامی کے مقابلہ اور خسرو کے تتبع کی کوشش کی۔ ان کے

علاوہ جلال اسیر، وحشی، خزین اور قاضی بھی قابل ذکر ہیں۔ اور اگر اس

فہرست کو مکمل کرنے کی کوشش کی جائے تو ناموں کا شمار کم از کم ششتر تک

پہنچے گا۔ بہ لحاظ زمانہ یہ سلسلہ خواجہ کرمانی (سنہ وفات ۳۵۳ھ ہجری)

سے شروع ہو کر عبدالرحیم دہری (سنہ وفات ۱۲۵۴ھ ہجری) پر تمام ہوتا ہے۔

گویا اتنے کثیر التعداد و داغ و قلم سوا پانچ سو سال کی طویل مدت تک برابر سرگرمی

و جلال رہے، اور یہ واقعہ بجائے خود بہت بڑا ثبوت ہی امیر خسرو کے کمال کے
مسلم ہونے کا۔ تاہم اصل الفاظ کا اعادہ بھی یقیناً خالی از افادہ نہ ہوگا۔ ملاحظہ ہوں۔

(۱) امیر حسن علاء بخاری

خسرو از راہ کرم پسندید آں چہ من بندہ حسن می گویم
سخن چوں سخن خسرو نیست سخن این است کہ من می گویم
(۲) ضیاء برنی

”امیر خسرو، خسرو شاعران سلف و خلف بودہ است۔ در اختراع معانی و
کثرت تصنیفات غریبہ نظیر نہ داشت۔ و ہر چہ نسبت طبع لطیف و موزوں کنذاری تعالیٰ
اور ادراک منہ سرآمد گردانیدہ بودہ و وجودے عظیم المثال آفریدہ و در قرن متاخر
از نوادرا اعصاب پیدا آوردہ“

(۳) خواجہ جوئے کرمانی

سو ختم این نخلچہ خسروی
در طبق موہبت مولوی

(۴) کاتبی نیشاپوری

میر خسرو را علیہ الرحمہ شب دیدم خواب
گفتم این عصمت ترا یک خوشہ چین خرمن است
(الحم)

تاہم اس سے ان شعرا کے رجحان طبع کا حال معلوم ہوتا ہے۔

یورپین مورخین و مستشرقین میں سے سر مہری الیٹ، ڈاکٹر اسپرنگر اور ڈاکٹر
ڈنیزن راس قابل ذکر ہیں جنہوں نے امیر خسرو کو ہندوستان کا مشہور ترین فارسی
شاعر اور باکمال موسیقی داں تسلیم کیا ہے اور ان محدود سے چند مشہور عالم سخن جو
میں شمار کیا ہو جن کا نظیر مادر گیتی بہت کم پیدا کر سکی ہے۔

یہ تو حضرت امیرؒ کے تسلیم کمال کا مثبت پہلو ہے۔ منفی پہلو یہ ہے کہ جن شعرا نے
کسی خاص سبب اور خاص خیال سے، امیر خسروؒ کی تنقید کی ان کو زمانہ اور عام
رئے کی تائید حاصل نہ ہو سکی۔ پھر جن استادوں نے مقابلہ کا حوصلہ کیا (اور عہد
میں اور بہت سوں نے کیا) ان میں سے اکثر سے تو پوسے خمسہ کی تکمیل بھی نہ ہو سکی
اور جن محدود سے چند نے ایسا کیا ان میں سوائے ملا جامیؒ کے کسی کو قبول عام کی
سند نہ مل سکی۔ چنانچہ ”عرفی کی شنوی“ جو مجمع الابکار کی نسبت آذر صفہانی نے لکھا،
”عرفی در باب استعارہ اصرار دارد“ بعد سے کہ مستمع از معنی مقصود غافل می شود
از ان حبلہ شنوی کہ در برابر خزن الاسرار گفتہ شاید بر بے وقوف مشتبه شود، اما
استاد ماہر می داند کہ بسیار بدگفتہ۔“ اسی شنوی کے بارہ میں حکیم بہام کا قول ہے۔

عرفی مادر غزل استاد بود خانہ خراب و دہش آباد بود

شنویش طرز فصاحت نہادت کان تک بود و ملاحظت نہادت

شنوی ”منع الاتہار“ قلمی و فطوری نے (جو دربار و کن کے ملک الشعراء تھے)

مل کر لکھی تھی اور ایک بار شتر انعام پایا تھا۔ جب ذہنی سے فرمایش ہوئی تو اس

نے یہ رباعی لکھ کر بادشاہ کی خدمت میں گزرائی ہے
 در مدح و ثنایت اسے شہنشاہِ کن معذورم دارا اگر گفتم ”مخزن“
 پسند کہ بر یک شتر زر گیرم خونِ دوہزار بیت بہ در گرن
 جلالِ سیر کی شنوی کی نسبت والدِ داعستانِ فی کا خیال ہے کہ بعضے ابیاتش
 از لباس معنی عور ماندہ۔

زلالی کی شنوی ”حن گلو سوز“ کے متعلق رائے ہے کہ ”زالال افکارش
 اکثر دُر و آمیزست“

شہید اکی شنوی ”دولت بیدار کے بارہ میں“ ریاض الشعراء میں ہے کہ ”اکثر
 اشعارش ماخوذ از دیگران است، نہ اس کے بعنوان توار و لیکہ دریں امر عاید و مصرعہ
 حکیم ابوالفتح کی شنوی ”مطہر الاسرار“ پر ظاہر ہے یہ فقرہ چیت کیا تھا کہ ”اسرارِ خفیه
 در آں درج است۔ چوں فقیر قابلیتِ فہم آں معانی ندارم اکثر ناہمیدہ ماندہ خداوند
 دریافت آں کرامت کند“

زاہد نے میر علی کو اپنی شنوی سنائی اور بسم اللہ کی تعریف میں یہ شعر پڑھا ہے
 کنگرہ سین چو خداں شدہ
 خندہ ادا زین دنداں شدہ

تو میر صاحب نے فرمایا کہ کنگرہ سین کیا تھا بے شعر تو در دیوار خند زن

فیضی نے اپنی مثنوی ”مرکز ادوار“ میں حسب عادت ایجاد معانی و اختراع
مطالب کے بڑے بڑے دعوے کیے ہیں۔ چنانچہ کہتا ہے ۵

قطع نظر کن ز خیال دگر زان کہ پسر خواندہ نگر د پسر
ہر چہ خدا داد بہ آں شاد باش طالب معنی خدا داد باش
مگر ثانی نے ایسے یوں نشانہ کیا کہ ۵

چند زنی لاف کہ در ساحری سامریم سامریم سامری
دعوے ایجاد معانی کن شمع نہ چرب زبانی کن
بلع تو ہر چند در ہوش زد یک سخن تازہ نشد گوش زد
انچہ تو گفتی دگر اں گفتہ اند دُر کہ تو سفتی دگر اں سفتہ اند
خانہ کہ از نظم بیاراستی آب گلش از دگر اں خواستی
سقت منقش کہ در اں خانہ است نقش دے از خامہ بیگانہ است
بلع تو دارد دروش باغبان ساختہ باغے ز نہال کسان
سبزہ آں باغ ز راغ دگر ہر گل رعنائش ز باغ دگر
غچہ آں گرچہ رواں پرورست یک ز خون جگر دیگرست
یک سخن از نظم تو بود درست مضحکہ ایں سخن نظم تست
گرچہ پروے تو نگوید کسے عیب تو پیش تو نگوید کسے
لیک بہ غیب تو ملامت گراں انجن آراء سخن پروراں

شعر ترا گر مہیاں آورند عیب تو یک یکتا ہاں آورند
شعر ترا پیش تو تمہیں کند وز پس تو لعنت و نفریں کند

ختم سخن

یقین ہے کہ ان تمام رایوں پر مجموعی حیثیت سے غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پر
پہنچنا ضرور سہل ہو گا کہ سولے ختمہ خسروی کے ختمہ نظامی کو کوئی نہیں پہنچتا، اور
ختمہ جامی اس سے دوسرے درجہ پر ہے۔ رہی ایک کی دوسرے پر ترجیح اس کی نسبت
خود حضرت امیر نے جو ایک سے زیادہ مواقع پر فرمایا ہے اس پر اکتفا نہ کرنا حداد
سے گزرنا ہی۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

جام مے ساختم از خون خویش نے تخم سرکہ کہ کند سینہ ریش
دو و بر آوردہ ام از جاں نگار تاری کمی کردم از نیساں نگار
زانبوہے رفرت روگو ہریں جانہ کہ انگشت ہند کس بریں
سفرہ چو در پیش گہ خوان رسد پیشتر از کاسہ نکداں رسد
چوں قلم آراستن نامہ حبست خال تہد بر رخ ناخن نخت
دُر کہ دریں سینہ نہاں دہستم یک بیک از دل بزباں پاشتم
گر بد و گرنیک ننگدم بہ پیش خواہ کش ترخ کن دخواہش
ہرچہ دلم رنجت دریں حقہ دُر قطرہ نم بود ز دریاے پُر

باقی الا تمام علی اللہ فحسب	من کنم آنچه از دلم آمد کسب
آبِ رواں بے غش و خاشاک نیست	نظم کس از عیب و هنر پاک نیست
بے هنر از عیب کند - زوچه پاک	چشمِ هنر بین بود از عیب پاک
کار خاں نیست مگر خار خار	رسم بزرگاں بود انصاف کار
کے شود از سر زشِ خصم خرد	دل چو ہمہ دُرِ بزرگم سپرد
چاشنی بادہ بروں داده ام	ایں دور قلم کش نیم خوں داده ام
ہم بیکے چاشنی بادہ خوش	تا کنم آلِ راکہ بود بادہ کشش
تا نکشم کن مکن از صد بروں	مایہ بیکے داده ام از صد بروں
آنکہ کم از ماست از دلم نہ ایم	گیر کہ حاجت فراہم نہ ایم
گذشتے پختہ ام ایں دودِ پخت	دیر شود پختہ چینیں زود پخت
و آنکہ حرامش کند اورا حرام	ہر کہ خورد بادہ حلش بکام
نامہ سید کردم دودیدہ پید	ہر چہ دریں شعدہ بستم امید
ہیچ ندانم کہ چہ گویم جواب	روز قیامت کہ کنندم خطاب
ہم تو بیا موز جوابِ خودم	یارِ باز آئینِ صوابِ خودم
بوئے علیکے رسد و استلام	بو کہ ز نثر بہت گہ دارا السلام

محمد مقتدی خاں شروانی

علی گڑھ ۹ شعبان المعظم ۱۳۲۴ھ
مطابق ۲۳ فروری ۱۹۰۶ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ایں برج و قایق کہ مطلع انوار الہی ست ایں برج
حقایق کہ مجمع اسرار نامناہی ست از ثنائے
مالکِ یوم الدین تجت کتاب یافت الحمد للہ

رب المین

خطبہ قدس ست بلک قدیم	بسم اللہ الرحمن الرحیم
زائچہ حکمت تو تسع راز	نیست مگر ایں رقم جاں نواز
شمس نہ منظر ہر دوسراے	مطلع دیباچہ وحی خداے
نامہ لا ریب چہ دریا ست ایں	بر سر ایں نامہ چہ طغر ست ایں

آن کہ زجان زندہ ہر نفس
 حرف آہی چو بر آرد علم
 عقل ازین گنج نثار دکلید
 ور کند اندیشہ دین رہستیز
 معرفت ارجوید ازین پردہ ہا
 سهل بود ہر کہ بدو حرف کن
 حرف کماش ز خط کبریا
 تا صفتش پردہ نشیندہ تر
 کے سخن او بجد مردم ست
 زین دم بادے کہ تو ان گرفت
 سکہ حکمش ز تئیر برون
 عرصہ کہ ہستی ہمہ بجد درو
 زان نمطے کا دازو نقش کس
 میوہ ہماں ست کہ دریافت ہر
 ہرچہ نوشتہ خط خویش اندر

فاتحہ خداے ست و بس
 زہرہ قلم را کہ نہ گرد دستم
 وہم بریں پایہ نیار در سید
 دست سیاست زندش تیغ تیز
 شخنہ غیرت کندش سنگ سا
 از ملک العرش چہ سنجید سخن
 قہر زدہ بردہ ہن نبیا
 کور تر آن دیدہ کہ بنیندہ تر
 زین نفیس کوہ رفتہ گم ست
 پردہ ز کارکش نہ تو ان برگرفت
 عرصہ ملکش ز تصور برون
 لیک سر موسیٰ بگنجد درو
 غایت آن نقش ہماں ست بس
 نے بہ ازین گرد و نے زین بتر
 باز نخواہد کم و بیش اندر

نہ فاتحہ نہ لفظ ہاں نہ ہیں پایہ ندارد نہ تاکہ برو - نہ تاکہ بدو
 نہ بگنجد نہ چہ گنجد نہ کور تریں نہ چشم نہ زانو نہ دوم و بادے
 نہ نژاد نہ عاقبت نہ آنے بہ زین نہ پایہ نہ آنے زان نہ تا چہشتہ نہ بازخواہ

دیدہ کن کور دلاں خیال	سرمہ کش دیدہ وراں کمال
معرفت آموز شناسندگان	معصیت آموز ہر سندگان
پردہ کش جلوہ گراں نیاز	پردہ در پردہ نشینان راز
شمع نہ زاویہ بے کساں	روزی رسانندہ روزی رساں
عقہ کٹاے دل ہر غم کٹے	نشا دکن سینہ ہر ناخوشے
مونس اندیشہ بے چارگان	خانہ برانداز ستم کارگان
نیت خداے بحر آں بے نیاز	کوست خداوند و خداوند ساز
زندہ باقی کہ جہاں فسرید	کے مرد آں زندہ کہ جاں آفرید
آں کہ بود خالق موت و حیات	مرگ بر دچہرہ کے آید بذات
نیت ہر آں بہت کے شکست	کوہمہ رنیت کند ہر چہ بہت
از دست ہفت چہا آفریں	یک نقش رست ہزار آفریں
خیمہ شش گوشہ برا ختر کشید	چار و تدرابر سن کشید
نہ تنق از اموج ہوا کردہ نشر	دامن شاں بستہ بدامان حشر
ہر فلکے را کہ بر آراستہ	از پے کار دگر آراستہ
ہر قدسے ساخت بہ آب دگر	در تہ آں رخت شراب دگر

نارساندہ روزی ۱۰ مؤخر بموجب ۱۱ مقدم بموجب ۱۲ کوست خداوند - خداوند
 نہ آرد برات ۱۳ آرد نشست ۱۴ وز ۱۵ دو حرف کن ۱۶ ہفت ملاز آبا سجد و چہار
 کنایہ است از امات علی ۱۷ زابر ۱۸ بہت ۱۹ قبح و بہت ۲۰ ہر آب ۲۱ شرابے

کرد بصف از پست مردم بپای	ایں گهری خانه مینا خانه
ز حسن تقویم شمارش نهاد	تنخته خاکی بکنارش نهاد
انجن خاک بمر دم گماشت	کو کبه چرخ بانجم گماشت
طرفه که نه بحر بیک قطره در	ساخت ز یک قطره چو آدم گهر
تنه هر دل ز زبآن بر کشید	شقه هر پوست بجان در کشید
ملک سخن تیغ زبآن را سپرد	دور خورشید جاب را سپرد
روشن از کاسه سرها فکند	از فردا ز دشت چراغ بلند
چشمه جان را ز بقا آب داد	دید دل را ز بصر تاب داد
کرد تیر چتر سیاه بادشاه	مردم دیده بسپید و سیاه
مهره کش حق مینا شدیم	نور بصر داد که مینا شدیم
عنصر یاب را بر باعی ستود	انوریان را ره شعری نمود
نه در نشان خازن هزده هزار	ز آب و گل آریست فراوان حصا
پنج بر دس سوسه در دل نیز پنج	قلعه تن داد بدو کار سنج
دزد اجل را همه درها کشاد	پاس خس در همه سرها نهاد
هر چه بر آورد فردا برد باز	هر چه که شد زنده فردا مرد باز
اولن الملک برآورد بلند	تا همه لها بود آخا به بند

مینا خانه ز مینا خانه که گذشت ز مردم که زبان لا چرخ نه به بقا نه کرده نظر
 لا بخود لا و لا لا سرها لا اکو

مناجات اول در اولیت وجود واجب الوجود و اولویت
 سجود سوسے حضرت باب المعبود و صفت دست قدرت
 کہ نہ خاتم فلک در صانع صنع او گردان ست و بحر آدمی
 کہ نہ محیط را بیا شامد و اگر قطرہ در گلو گیرش حیران ست

پہچ ترا از پہچ بدر گاہ تو	لے دو جہاں فرہ از راہ تو
شام عدم صبح وجود از تو یافت	پشت فلک طوق سجود از تو یافت
بار کہ اِنَّ اِلَیْکَ اِیَّاب	یافتہ از در گیر تو فتح باب
و آنکہ ہمہ نیست کند ہم توئی	ہست کن ہر چہ بعالم توئی
جام بقا بخش در اں میتم	چوں ز فنا نیست شود ہر میتم
صورتے از نیست بروں آمدہ	من کہ بوم خاک بوں آمدہ
از خود و ہستی خودم شرم باد	گر کنم از ہستی خود با تو یاد
آدمی فانی و معدوم کیست	گر ز تو موجود نباشد ہر نیست
کو ز قفای عدم گشتہ نیست	چوں سر دعوی کشاں کہی نیست
ز ان تو گوئیم کہ مطلق تراست	ہستی مطلق کہ در بحق تراست

ناتیس نہ ہر نہ اگر نہ قدرے نہ گشت نہ آں نہ تو گویم نہ الحق

فکرت مارا سوسے تو راہ نیست
جز تو زبان را کہ تواند نهاد
راز تو بر لبے خیراں بستہ در
وصف تو از اندازہ دانش فزون
حکم ترا در خیم این نہ ذرہ
ہیچ کس از پیچ کندت نہ بست
ایں ہمہ دندان کو اکب بگاز
گر ہمہ عالم بہم آیند تنگ
جملہ جہاں عاجز یک پایے مو
بہ کہ بہ بیچارگی جان خویش
بردست لے مایہ دہ زندگی
سوسے تو نے دعویٰ طلعت بریم
مناجات دوم در نیاز بندہ کہ اثر نعمت در تہ اوست

طلب ہیئت کہ آیتِ حمت ہمراہ اوست جُستن

لا بر تو	لا در تو	لا کشاد	لا از	لا ہر دوں
لا فزون	لا ہیچ	لا سخت	لا آرد	لا ز بیچارگی
لا از جان	لا کے			

امانِ نفسِ سیس گم دن کش از احتراقِ بانه آتش و

خوابتن دستِ مطلقِ جہتِ قہار و دنِ یوسف کش

اے بنوازش در خود کرده باز	از من و از طاعت من بے نیاز
نفس مرا کوست سزاے گداز	گر نہ نوازی تو کہ خواہد نواخت
گم شدہ گانیم درین تنگ نالے	رہ تو نمائی کہ توئی رہنماے
گرچہ بزنجیرِ درکت در خورم	طوقِ دہ از سلسلہ کوثرم
دہ بصرِ اطم قدے مستقیم	تا زل آں سوے گرامِ سلیم
در رہِ اسلام دلم بخش نرم	دیدہ از اں نرم ترم دہ ز شرم
بنیش من تیرہ شد از کارِ خویش	سرمہ سپیدم دہ از انوارِ خویش
دیو بس ابنوہ و پریشاں تنم	بدرقہ دہ کہ برایشاں زخم
ایں دل آلودہ کہ خون من بست	فریلہ دیو درون من بست
در رہِ خویشم روستے بخش تیز	تا کہم از خویش بسویت گرینز
زین دم غفلت کہ در دم گرفت	نفسِ بوں گیر ز بونم گرفت
توت شیریم چنان دہ بچنک	کاہوے من باز رہد زین لنگ

نادر ۱۲ ہم تو نوازی کہ توانی نواخت ۱۳ جز تو نواز کہ تو دانی نواخت ۱۴ ہم تو نوازی کہ تو دانی نواخت
 ۱۵ طبع دوزخ بخش درکات ۱۶ تا کہ ہاں سوے نہ دے ۱۷ ابنوہ پریشاں نہ تینم
 ۱۸ ازیم ۱۹ زین ۲۰ در رہِ خود روکشی

انچہ بوجھت کار من دور مدار از من و کردار من
 تاندر فضل تو باران فراخ کشتہ کس بر بند ہر نیم شاخ
 تخم عمل دہ کہ بکارش برم ابر کرم بخش کزاں ہر خورم
 کستم ازاں ابر پر آوازہ کن گلشن امید مرا تازہ کن
 آن علم بخش کہ بے گفتنی پیش تو آرزو بہ پذیرفتنی
 چون بحساب عمل افتد شمار حکم بدستور رعایت سپار
 حرف سیاهم کہ وبال من ست سلسلہ گردن حال من ست
 از رسم عفو دم نشاد کن خطا نام دہ و آزاد کن

مناجات سوم در ترصد دیدہ امیدوار بر قضاے

قضاے ربانی و توقع بنعم جاودانی از عطاے عطا

سبحانی تسلیم کمان خلقت خویش بقبضہ ارادت قائ

کونین کشیدن سهم سعادت از کیش صاحب قاب قوسین

صلی اللہ علیہ وسلم

لے ز تو پُر دامن امید ما و ز کرم نعمت جاوید ما

نابذل نہ وابر نہ گوشم اداں عدل نہ آرد

چوں تو کشادی در جاویدیم گنج گشاده کن و رسم بدہ
 گنج گشاده کن و رسم بدہ از ہمہ گاہ سوسے تور و تاقم
 از ہمہ گاہ سوسے تور و تاقم سهل بود عقل چه سنجد مرا
 سهل بود عقل چه سنجد مرا در لب من نہ ز سر خوان خویش
 در لب من نہ ز سر خوان خویش نعمتم آں گاہ رساں بے قیاس
 نعمتم آں گاہ رساں بے قیاس زین تن روزی خور و عیال گئے
 زین تن روزی خور و عیال گئے زان ہمہ بخشش کہ ز تو سوسے است
 زان ہمہ بخشش کہ ز تو سوسے است نیز قوی کن بدلم این اساس
 نیز قوی کن بدلم این اساس آگهی از ہستی من چوں تمام
 آگهی از ہستی من چوں تمام مصلحت آموخت نشاید ترا
 مصلحت آموخت نشاید ترا من کہ بوم کہ ز دل شوریدہ را
 من کہ بوم کہ ز دل شوریدہ را بندہ کہ باشد قد ز خاک پست
 بندہ کہ باشد قد ز خاک پست علم تو کو نقش طراز من است
 علم تو کو نقش طراز من است خسرو میکس ز دل مستمند
 خسرو میکس ز دل مستمند و ز رغوض پرسم احسان تو
 و ز رغوض پرسم احسان تو

نہ کہ بود امید نہ گنج نہ گراے نہ پات نہ قدرے
 نہ کو نہ منت نہ جو شدم

کار نکویم که چنان کن بدو آنچه ز تومی سزد آں کن بدو
 کاخِ روم کاخِ روم آید چو روز تلو سہ جاں شودم سینہ سوز
 راہ چنان بر که چو از خود شوم با شرف دین محمد روم
 نعت اول کی مکین کہ ملیک ملک ملک دوست

بیدامی امین کہ فلیک فلک فلک دوست و
 بدر نجمین انک لمن المرسلین بارانِ رحمت مارسلناک

الاحمیت للعالمین

چرخ کہ زین ساں عجب آراستند بہر رسول عرب آراستند
 احمد مرسل کہ نوشتہ تسلیم حمد بنام دے و خم ہم
 نہ فلک از نام محمد میقم ہر دو جاں در حد ہماش دیم
 گوے زین برودہ بچوگان خود عرصہ میدانش ازل تا ابد
 موجِ نخستینش ز دریائے نو شستہ بساط ابد و رفتہ دود
 ہستی کوین دریں پردہ کسیت ذرہ چہ آگاہ کہ خورشید حسیت
 زان ازل مکتب دائمی لقب عقل کل آغوش لوح ادب

نہ بدو تلو یعنی اضطراب ۱۲ نہ روم نہ چرخ کز نیماں نہ صفت آں
 نہ بدو نہ تختیں کہ نہ شست

کرده و کیلان قضا و نخست	هم بقدم سبق حدیث دست
سرخش صگل مسلمان ست	حاشیه نامه ربانی ست
درس شرف کرده بحسن المآب	شیر خرد خورده زام الکتاب
عین عنایت نعطای کریم	دال هدایت بره مستقیم
عروہ دشت کف نور اود	جل میت نسخہ منور اود
ہشت کشا از کرم و ہفت بند	بند و کشادیش سزاے پسند
پردہ کش امت شوریدہ کار	ضامن آمرزش آمرزگار
بارِ جہاں بر دل آں نازنین	سینہ چنان نازک بارے چنیں
نامہ کہ آزادی خاص ست عام	کرده بتوقع رسالت تمام
شاہ ملک شیش جہاں جو دوست	شمع جہاں تا بفلک دو دوست
اہل ایام در آخر گمش	زاویہ فقر تفاخر گمش
تینغ کشیدہ سلم انداختہ	فتنہ ز متیش سلم انداختہ
زان دو قدم کرد و جہاں پیش رفت	گرچہ پس آمد ز ہمہ پیش رفت
پیش رو قافلہ پیش میں	مرد مکی یدہ عین لہقیس
ماہ دو ہفتہ سپہر جمال	یافتہ از سبع مثانی کمال
مہر نورش بفلک پا زودہ	صبح ز مہر ش دم بالا زودہ

نا مشور سلم یعنی در ہاے ہشت گاہے جنت و طبقات ہفت گاہے دوزخ ۱۲ ز ۳ تبلیغ

ز ۴ جو داد ز ۵ دو داد

از عرق افشانِ بناگوش و
 گیسو و رو نور و دغاش بہم
 از لبِ ادیمِ نئے سبیل
 گر چہ کہ یوسفِ نمکِ کمِ نہشت
 مردہ او خضرِ بچوانِ خویش
 پیشتر از کالبدِ آدمی
 آدمِ خاکیش چو جولاں گرفت
 خاکِ بے اربابیتِ مردمِ بدشے
 چرخ کہ دورِ نشِ آبا نوشت
 بادِ ہمیشہ رو ماسوے او
 چشمہ خورشید کے قطرہ خوے
 ابروے او باقرہ نول و اہتلم
 بر شکر او گسے جبِ سبیل
 از نمکش چاشنی ہمِ نہشت
 نشہ او نوحِ بطوفانِ خویش
 دولت او بود بروے زمی
 خاکِ دیش مرتبہ جاں گرفت
 مسحِ میحائہ تیسیمِ بدشے
 بر در او کنتِ ترا با نوشت
 سرمہ ما خاکِ سرِ کوے او

نعتِ مومِ معراجِ سلطانِ لائیا کہ قلبِ عشقِ مسندِ والا

اوست شرفِ قبۃ نہ فلکِ فریشِ پائے او احمدے کہ

الف باوشِ اوند تا بر کنگرہ اسری رہت با پستاد و

ناگیسوے او ۲۴ فتنہ ۳۳ دولت جاں ۳۵ اس قطعہ میں شاعر کا دعویٰ ہے کہ مدوح کی خاکِ رشتہ
 جاں رکھتی ہے۔ اس کا ثبوت دوسرے شعر میں ہے کہ اگر بت یعنی جسم میں بھی اس خاک کی آمیزش ہوتی تو حضرت عیسیٰ کا لہو
 پر ہاتھ پھرنا زوالِ مرض کے لئے ہوتا، بلکہ حصولِ طہارتِ تیمم کے لئے ہوتا ۱۲ نہ مردم بود نہ بود

محمدؐ کے کہ والی آخرت خواند تا بر سر دنیاے دنی پانہا

نیم شبے کاں نشہ گردوں غلام	کرد بدولت سے گردوں خرام
لولہ در عالم بالا فٹاد	غلغلہ در گنبد و الافٹاد
نہ تنق و ہفت صنم خاستند	ہفت ونہ خویش بیمار بستند
ثبات نیٹا دریں انتظار	بانہ زبیروں و دروں بے قرار
خازنِ جنت دل بے سکوں	گاہ پروں مدد گاہے دروں
روضہ بر آؤر دغبارِ بخور	ساختہ جارد بے گیسوے حور
حور برہ داشتہ چشم سیاہ	گشتہ ز دیدہ دُر ز افشاں براہ
سدرہ و طوبیٰ سے بے چناں	سجدہ کنان در شب قدر چناں
بلبل طوبے کے نواز دلبند	رقص رادریس و میحاکمند
دہرہ رہ کو قدم کار زد	مخ فلک بوسہ بمقتار زد
خاستہ طاووس ملائک بکار	باسجہ بالا زدہ طاووس وار
خواجہ چو شمع بہ شبتان نور	کاشت آں پیکار تارت و دو
پیشکش آورد براتے شکفت	کر دو جہاں یکنگ میداں گرفت
طرفہ ہماے کہ پراز نور داشت	بلوے خوش از عالیہ حور داشت

نامہ نہ گرفت نہ سیارہ نہ بر آوردہ نہ دم نہ ساختہ
نہ شمع نہ کادشاں نہ کو نہ ابراں

نون^۱ آریب^۲ خوشش از مشت^۳ باغ
 ز آتش خود نه کره را کرد داغ
 فزوده رسا گفت بفرده پذیر
 کاورد آهنگ بعرش از سریر
 شاه^۴ رسل خاست بدین اتفاق
 برق صفت جیست به پشت براق
 حرز^۵ نکل بست زاو^۶ لے بسر
 چتر سیه کرد ز اسر^۷ لے بسر
 از حرم^۸ اول که شد اندر خرام
 بر گز^۹ قبت بیت احرام
 و او^{۱۰} حرم قدس چو^{۱۱} واپس فکند
 نور در اقصا^{۱۲} مقدس فکند
 جلوه نمود آستین^{۱۳} آن محترم
 خانه بخانه ز جسم تاحرم
 گنبد دیگر که ازاں جا نمود
 بر زبر مسجد اقصی نمود
 یک تنگ از آن بویه که بزدنت پاک
 چار کره کرد در با هم بجاک
 پس بیکی جنبش^{۱۴} آن را هوال^{۱۵}
 بر کره ماه شد آن شمسوال^{۱۶}
 مرد ماک چشم^{۱۷} قمر شد ز نور
 ناخن از چشم قمر کرد دور
 خامه که بخت^{۱۸} دیگر نهاد
 تیر قلم شد بخش سر نهاد
 چون بگلستان^{۱۹} سوم خاص گشت
 محسب زهره رقا^{۲۰}ص گشت
 تا چهارم فلک^{۲۱} آرد شتاب
 بود فاعلیده بخاک آفتاب
 چون علم^{۲۲} افراخت به پنجم رباط
 ترک^{۲۳} فلک^{۲۴} فت بسبب بساط
 در ششمین خانه بخدمت گری
 بنده ب^{۲۵}سیم شد شش مشتری

نون^۱ آریب لا^۲ آنچورد ز^۳ رفت ۱۱ مغزی گوشت لا^۴ قدس چو او
 لا^۵ قافیه لا^۶ چو او پس نه کرده ز^۷ رفته

چوں بستم خانہ بستم نشست
 رشتہ ز تار زحل را گست
 کرد چو در مسند مشتم ثبات
 لرزه در آمد بزم ثبات
 برہ در افتاد بجو لاش
 خواست کہ قرباں شود اندر ش
 ثور کہ بدگوهر پر ویش یار
 باریگر کرد پیش تار
 خاست و دیکر ز دل بے نفاق
 سود و ور خار پیای براق
 بر سر طای چوں دم فسخ نکند
 گشت پھر از سر طای بے گزند
 شیر لیم کوس براق چناں
 از بن ندان شد سبک کنان
 در تہ آں ابر جواہر نثار
 سبک در سجدہ درآمد ز بار
 سنگ در اگرد ترا ز و سجود
 زان کہ بمقدار ترا ز و نہ بود
 گزدم جوارہ ز دم گوئے کرد
 خار خود از راہ بہ یک سوئے کرد
 قوس چو جبریس بہ پیش کشند
 سہم سعادت کہ پیش کشند
 روضہ بزا چو در و آورید
 بزر بڑاں شیر فرود آورید
 دلو کہ از چشمہ خورشک ماند
 زمزمش از چشمہ رحمت فتاند
 حوت کہ دریای کفش را پدید
 تشنہ زنیہ بحر بویش دوید
 کرد سبک پای ز کرسی بلند
 بر سر عرش آمد و کرسی نگند

لہ حکمے سابقین نے فلک شتم کو فلک ثبات مانا جو اس کے لئے ثبات کا کیا کتنا بلیغ ہے ۱۲ نہ باے
 نہ دروں نہ دوروی نہ بیار نہ از رہ گوئے نہ گوئے برد نہ برد لہ بمعنی
 فی الحال و فی الفور ۱۲ نہ خور

کرد ز پا زحمت نعلین دور
 چوں قدم بر ترازاں زد قدم
 بس که دروں رفت در ایوان
 شد بمکان که مکانه مذمت
 گم شد از آن سال که ز حد بیش بود
 تن شدش از هستی صورت بری
 از همه سو خاست جنت خانه خیر
 پنج بهمت چوں ز همه سو بنود
 گشت چنان روی از چشم دور
 دست بدر ویزه مقصود داشت
 ناظر دیدار پسندیده گشت
 یافته عین الله ز عین الیقین
 او به یقین دیده جمال غریز
 دید و شنید آنچه نگنجد بهوش
 حرف نشنید چو ز احمد خدا
 کرد نماز به نیاز و تمام
 بود نماز از روی و از حق سلام

لا اهدو لا ارم لا نشده لا احسان لا بنور لا عین لا همه
 لا سرئی لا جدا لا شداو

بار کہ پشتِ فلک از ^{نوا} زوئے خمید
 بر سر خود کرده بدیں سوچید
 یافته تشریفِ نماز از حسدا
 آمد ازاں گونه نمازی قبت
 از سمن و لاله آں بوستان
 داد شامہ بکفِ دوستان
 آنچه ز سر چشمتہ مقصود بخت
 نیم کش خود با بویگر ریخت
 دور کراں ساقی بے جور بود
 عدل عمر نیز دراں دور بود
 ز آب چاشن کہ دما دم رسید
 قطره بر آں ابر حیا ہم چکید
 جام شرابے کہ بہ نیمز خورد
 جرعه آں جام علی نیز خورد
 بردگراں داد ازاں خم نمے
 تا بہ نمی شیفہ شد عالمے
 اے شدہ مست از کرمت میکش
 بلوے ازاں بادہ بہ خمر و رسا

نعت سوم در مخاطبہ حضرت نبی کہ بناے ہر دو عالم
 از نو نبوت است و نبوت آدم از نبوت او و کریم
 کہ کافماے کلام اللہ از کرم و کرمیتا و نشانے ست
 کافی و حکیمے کہ علت جانے را از الف لے و طیشانی
 اے سخت گنج خدا را کلید گوہر آں گنج تو کردی پدید

و زابہ سرگردوں ہرین زابہ روا زابہاں زابہ رسید زابہ نیز ہر د زابہ از کرمت بیکساں

از تو صلائے بہ است آمدہ	نیت بھمانی ہست آمدہ
غرہ ماہ از خم ابروئے ست	طرہ شام از شکن موئے ست
ماہ بطوق خدمت چوں ہلال	شام بلوغ حبشت چوں ہلال
صبح چو طفلش ز سحر شیر یافت	درت شیراز تو طباشیر یافت
برہ زگیسوئے تو شب تار سوئے	وزخوئے تو یافتہ گل آبروئے
خلق گلانی ز گل رخبتہ	تو ز گلانی گلے انجینتہ
لعل تو گنجینہ رحمن کشاد	چشم تو دروازہ احسان کشاد
از لب قی بے علی صدر جاست	جاں نتوان کند چو یئین بجات
ہر قدمت عمدہ ہر دوسراے	ہر سخت غارین وحی خداے
نام تو زائدہ بدوم پایہ خاص	نامہ چارم ز تو با اختصاص
از قلمت یافتہ حرف صواب	جائزہ اِنَّ علینا حساب
پر تو تو مشعل راہ ہمہ	ظل لوائے تو پناہ ہمہ
خادم نہ جگر تو ماہ و مہر	انجسم مسعود در اس نہ سپہر
فرش تو زرداں ز فلک ساختہ	تو ز گیسو علم افراختہ
رفتہ ز فتراک تو ہر بدست	از چہ دو رخ سوئے ہام بہشت

نامہ لہ ہلال پیشیت معرذہ ہونے کے نام ۱۶ اصحاب کا اور ابو بلال تمیمی صحابی ہیں اور ذوالہلالین
حضرت زید بن حضرت عمر بن خطاب کا لقب ہے ۱۲ ذی صبح کہ زہ کہ سحر زہ زگے زہ زگلانی گل
ذی الی نہ بنتوان نہ زدوم نہ نام چارم نہ بدہر

از پے آں بام کہ گردوں رست گوشہ فتراک تو مارا بست
 ہر کہ فتراک تو کرد اعضا م کرد بمطرح فلک را بکام
 قلزم رحمت توئی از بے نیاز کرد تو نمازی شدہ ہر بے نماز
 ہر کہ طراز تو بساز و نہاد نقد دوعالم ہتر از و نہاد
 بر مہ گزدان قیامت بدوش گشتہ ز ذیل کرم تہ طہ پوش
 سایہ خویش آنکہ نکردیش نشر داشتہ از پے خورشید نشر
 تا چو بسوزیم در آں آفتاب خود فگنی سایہ بر آں عذاب
 از عل خویش ندارم امید بر کرم بست ہزار ہمید
 رویہ بمان کہ توئی پشت ہاں ہم ذل مادہ بکرم ہم زباں
 ایں ہمہ گستاخی ما بگناہ زان سبب بد کہ توئی عذر خواہ
 تکیہ چو بر مغسم خود کردہ ایم غم خویش ارچہ کہ بد کردہ ایم
 قوت مادہ کہ پناہندہ ایم نعمت بخش کہ خواہندہ ایم
 من کہ بجاں تشنہ جوئے توام خسروم اما سب کسے توام
 گرچہ تو بچو است کنی ہدیہ راست لیک گدایاں نگزارند خواست
 خواہشم آنست کہ خواہی غیب کار زوے بندہ رساند بحیب
 آرزویم آں کہ برویشمار مژدہ عفویم دہی از کردگار

نالے ناکردار نہ نزدیک نہ ما نہ چو ناپڑ نہ کردہ ام نہ غم خور
 نہ کردہ ام نہ بچوے نہ دہی نہ نیز نہ آرزوے آں کہ

باد بڑیں مژدہ دلم خوش نفس مژدہ دسم نیز تو باشی دس
 درج دریائے ابرار و سحاب آبدار نظام جواہر دین
 فرید عقد لقیین اضاء اللہ تعالیٰ فی سلک المقربین
 کالہ لثمن بالنور المبین

ہر کہ ز دل دامن پیراں گرفت	گنج بقایز دہ ویراں گرفت
ناصیہ پیر نہ تنہا ست نور	بلکہ جہانے ست ز نور خضو
ناصیہ پیر نہ تنہا ضیا ست	بلکہ یکے از صفت کبریا ست
چشمہ خورشید نہ تنہا ضیا ست	بلکہ زمیں را نظرش کمیاست
ایں کہ مراست بخاطر دروں	نقد معافی ز نہایت بروں
نے ز خود ایں ملک بدیاستم	از نظم منعم خود یا فستم
شیخ ام قطب حقیقت نظام	خضر و مسیح از دم سحبی العظام
آں بولایت شدہ سلطان پناہ	دوختہ از ترک دو عالم کلاہ
زیر نگین عرصہ ملک حمش	خطبہ ہب لی رسم غمش
دادہ دل از پردگیانش خلاص	یافتہ از بار خندا یا ر خاص

فاخلع لعلک مقام قدم	نعبد ایاک طراز علم
رفته قدم بر قدم مصطفیٰ	راہ روئے کو بطریق صف
نسخہ دیباچہ پیغمبری	سیرت میمنوش بدیں پردری
نائب وحی آمدہ السلام او	چوں دم المام زودہ کام او
آئینہ از موم نہ از آئینش	عیب رآئینہ دل روشنش
در نظر او ہمہ صحرائے غیب	چشم یقینش بہ تماشائے غیب
جلوہ کماں در نظرش ہر زماں	عصمتیان حرم آسمان
برخشن چوں گماں بر شکر	گاہ بیانش ز ملائک شہر
گشتہ ہر نگشت کلیہ رسما	چوں ہوا برودہ دو دست دعا
در گہ و بیگہ دیر نہ چرخ باز	بہر دعائش کہ رود بر فراز
دادہ بردن گوہر پنهان ز غیب	دست در نگذارد فلک را عجیب
شیر فلک آہوئے فراق او	نطع فلک ہچو زیں خاک او
ثالث سعدین بحیث بریں	ثانی خورشید بر روی زمین
بر شرف مقصد قدس مقام	در چین روضہ قدس خرام
رکن یانی شدہ کنج صفائش	بیت مقدس شدہ برج دعائش
گاہ نمازش ز برعرش دست	گاہ وضو بر سر کرسی نشست

سکہ کا ریش بفرود و اصول	تابع قال اللہ و قال الرسول
عین شریعت بطریقش درست	شرح اگر عین نباشد شریعت
ہر چہ حق معرفتِ این فن است	جملہ حق معرفتِ روشن است
ہم تنگِ ہم بر ریاضت گری	بر سرِ او چیت کلاہِ سری
رہت عصایش چو شہابے برز	دیو کش و بلکہ غرا زیل سوز
زیر فلک قطبِ زمانہ ہموست	قطبِ گویند گمانہ ہموست
دظہر او زگدا و ملوک	دُشدا پیچا دہ بسک سلوک
بردرا و ہر کہ ارادت نمود	زندہ جاوید شد ار مردہ بود
قوتِ او بردہ زمین قوت را	تافتہ دستِ ملک الموت را
در تن ہرگز دم او جاں شد	نفس کہ دیو ست مسلمان شد
باو دش تری گل را برد	خاکِ درش کوری دل را برد
از پئے گمراہی جاننا رقیب	وا ز پئے بیماری د لہا طیب
دل کہ بسرِ رشتہ فرماں شدش	رشتہ تسبیحِ رگِ جاں شدش
نثر کہ ہر بر قدش گشت خاک	ہموے ہمو از سر سود ہمت پاک
دادہ ہر سر کلے چرخ سائے	ترک ازو بودہ وزہ از خدائے
زافیر شاہاں کلہ اوفہ	بر کلش ہائے ہوا شد گرہ

۱۵ پیچادہ کہہ ادنی قسم یا قوت جیسے چینی معنی ظاہر ۱۲ قہ زما زہ کس زہ برد - زہ دل لہر و لہا
 نو کردہ ز سودا شش پاک - کردہ ز سودا شش پاک ۱۵ ترک - ٹوپی - ٹوپی کے حصے جن کو پرت کہتے ہیں - نہ طرف کنارہ کوئی

اوشہ از ملک بسا این خویش دادہ ولایت بعلما این خویش
 منتظر از دے بعلما می نسیم خواہ نظام ست و نظامی منسم
 چون نظر جہت شگشت یار نیست مرا حاجت آموزگار
 بار خدا یا برضاے خودش خاص کرم کن بقائے خودش
 تاکہ سعادت بمن آر دپیام دولت ازاں شاہ رسد با غلام
 چوں دہی از نور مرادش نشان پر تو آں بردلِ خسرو نشان
 دعاے پتھر بہا یون سلطانِ اسلامیں بہاے ہوا

متعالی علما الدنیا والدین اود اللہ بیضتہ تحت جناحہ المنصور

صا و عن اعدائہ بجوہۃ التراب یا دام طسار الطیور

دوش کہ از بہتِ دلاے خویش باز کشادہ فلک پائے خویش
 خاست عطار دہن آورد روے رفت رہم کہ بمرہ کہ بموے
 جہنم از دہن بستم دست برد او قلم خویش بہ تہم سپرد
 مہ سزد اکون تہم را حریر چوں قصبہ بہت بہر دم زیر
 پیش کہ نہاں خانہ جادو فناں باز کشادہ بہ کلیدے چناں

در خورِ مدحِ شہِ عالم بود	آن سخن آرم که چنان کم بود
کو بجاں دادہ ز احسانِ صلا	آن بہ لقبِ نیا و دینِ راعلا
کرد قوی شریع رسولِ خداے	شاہِ محمد کہ بتائیدِ راسے
تیغِ زنِ تارکِ شکر کشاں	داغِ نہ ناصیہ سحر کشاں
جوش از اندازہ خواہشِ فزوں	کارش از اندیشہ مردمِ برون
خازنِ روزی ز کفِ گنجِ بار	نائبِ فرماں زد درِ کردگار
خمرش مہم بے چارگاں	معدش قاہرِ خونِ خوارگاں
لشکری از دولتِ دشمنی زد	لشکری و دشمنی از او پُر مراد
تشنہ حرماں ال از جود او	حالی دولتِ زمن از بود او
سایہ یزداں بسرِ بندگاں	بایہ اُمیدِ سرِ افکندگاں
بے خبر اند ز ظلِ خداے	خلق کہ پویند نطلِ ہماے
نطلِ ہما لازم و پیرا نہ شد	نطلِ شہِ آبادی ہر خانہ شد
از کرش عقلِ جنوں در گرفت	ز اہلِ جہاں بس کہ قلم بر گرفت
خاصیتِ بوم بدل گشت ہم	بوم شد آبادِ عرب تا عجم
خطبہ او نائبِ بانگِ نماز	نسکہ او بست بدولتِ طراز
خطبہ شاہ است روزاں شد ست	جمعہ کہ آزادی گہاں شد ست

خواب چه کز آئینه و آب هم	مثل ندیش فلک از خواب هم
در به از و کس طلبد آن هم اوست	دویم او در همه عالم هم اوست
در جگر خضم غلده موسیشر	سبب کین را چو نباید و لیس
آب شود چشمه رخشان مهر	بیشتر از بانگ ند بر سپهر
مشرق و مغرب همه بر هم زند	و غرضش صدمه بعالم زند
چرخ سناں افتد و خبم نگوں	و نسکند نیزه بچرخ حسون
همچو نقینه که کند دفع شک	خبر او نام کیاں کرده حک
خسرو شام و ملک نیمروز	روشن از آن اختر عالم فروز
نون خفیت ست بتاکید کار	نعل کمان سبک شهر یار
فتنه پرورده بجلاپ مرگ	بیکیش از پیکر چون بید برگ
هم بدش عین کشید و دو کرد	ناوک و چون بعد و باز خورد
شکر او خنجر بر آن اوست	زیور او آهین خنجان اوست
یاز سپه دائره همچو میم	زیورستان دگر ز تو میم
نقطه مجو دائره میم را	عکس نخواه آینه میم را
خنده پر دین همه بر آسمان	از شرف بارگش هر زمان
جرات سفله است عطاے گرم	بر در او بودن گردون میقم

نادر دوم زلاطی زلاکه سناں باکسر بر پشت افتاده ۳ زه رفیع
نادر است عطاے کریم

عفو چو در پیش در آید بموج	شعله خشمش چو بر آید باوج
تاب که آر و غفیش را بتاب	گرند هر چشمه احشاش آب
کرد و حالت به کرم کار او	آں که گنبد یزد کرد او
خلقش از احسان بشارت گری	خشمش از آفاق بشارت گری
شسته سواد از رخ هندوستان	ابر کفش کرده جہاں بوستان
ہم شود آں لحظہ کہ کمتر دہد	نیت پشیمانش از زردہد
داوہ زرا اما ہزار دے جو	زرد ہیش نے ہزار دہد
بستق مشتش بکباں یا بہ تیغ	بر ہمہ کس دست کشادہ چو تیغ
ہر دو بغض از چہ نیایند کم	بحر بچو دشمن نہ رسد ہم
چشمہ خورشنگی افزوں کند	چاشنی بحر جگر غوں کند
چوں کرم ابر گوارندہ داد	ہر چہ کہ شاہ از کف بارندہ داد
در ایل حسد و ذہین کریم	بدلش از اں بیش کہ سجد سلیم
صامت و ناطق ہمہ یکسر دہد	چوں لعل داد و سخوردہد
ہیں شرف نامہ چو شمع تلند	لاجرش زین دل مدحت پسند
باد فلک مرتبہ چوں نام خویش	تالہ از نامہ اکرام خویش

زاکرہ ز اشارت ز بحر چو پس نبود ز چو رد عبود ز زان
 لامحت ز نام ز بہ شعر بلند ز از

بنائے ثنائی ثنائی بنجا طبع خدا یگان زمین و زمان
 نائب زاق و کلید زاق فتح اللہ خزان لسموات
 والارض علی الاسلاق

وزن زرزبر و شمار از دم	لے بزبان تو وکیل کرم
دامن کسار پُر از زر کند	بذل کہ خورشید منور کند
کوہ زرا اندر خم ہر دانے	لیک فدا از چو توجہ انگنے
میوہ نشاش بنود بخر بھی	بیخ نہالے کہ تو آہش دہی
ملکے تو یافتہ پروردگی	ملکے راں بردر تو پروردگی
قاعدہ ملک تو بنیاد دیں	قائمہ تحت تو گردوں نشیں
بخت ترا سہم سعادت بکیش	روئے ترا آئینہ دیں بہ پیش
چتر سیاہ تو بہ شب پاسبان	بر سر دہلیز تو شیر و شبان
رایت ولات ستون سپہر	دامن چتر تو زبر پوش مہر
کنگر قصرت زدہ بر چرخ تیغ	کلہ بارت شدہ براوج تیغ
نام تو لا حول شیطاں نس	بام تو معراج سلاطین نس

تیغ تو در معرکہ مالک رقاب	ذات تو در گردوغا بو تراب
شیر فلک بستہ ز خجیر تو	نقد ظفر در گرہ تیسر تو
ناوک بیدیت شدہ کفر کاہ	ہندی محرابیت ایماں پناہ
صف سپاہ تو بروز مصاف	ہم سدا کند رو ہم کو وقاف
بیشتر از سپ تو بروئے سطح	کس ندویدہ بوغا جز بھستج
تیغ زنت بہمن باز و دراز	نوبتیت شجر نوبت نواز
سجرا اگر کرد یہ نوبت غرور	نوبت او بانگ دہل بد زور
نوبت تست آن کہ بیانگ بلند	غلغلہ در گنبد گردوں گند
ز آہن تو سنگ چو ز رشد دینم	وزالفت تیر تو شد قاف میم
تیغ تو کو فاختہ است دست	برتن بد خواہ تو بت بید است
چوں نے پیر تو ہر آرد نوا	مرغ نہ جند بمیان ہوا
سیم تو گر بر فلک آرد شتاب	لرزہ کند چرخ چو دریائے آب
نیزہ تو دیدہ انجم ر بود	از پیے گوری سپر کہو د

لہا دیت لہا بندے محرابیت لہا نوبت کے معنی علاوہ اور چیزوں کے تقارہ کے سکندر کے وقت سے
 تین وقت نوبت جتنی تھی جب شجر تخت نشین ہوا جو تاجان سلجوقیہ کا پٹھا بادشاہ ایران تھا۔ تو اس پر مخالفوں نے جادو کرنا
 شیروں نے تین وقت کی نوبت کے علاوہ چوتھے وقت کی نوبت بجوائی اور یہ مشہور کیا کہ بادشاہ کا انتقال ہوا اس خبر سے جادوگر
 اپنا کام چھوڑ دیا اور بادشاہ جو اڑسوس سے سخت بیمار ہو گیا تھا تندرست ہوا تو اس خوشی میں پانچویں وقت بھی نوبت بجا
 اور پھر یہ دستور ہو گیا پانچ نوبت شجر کی طرف سے ہوئی ہیں چنانچہ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بنیاد نوبت سکندر بنیاد
 سہ ازوبے شد پنج شجر نہاؤ۔ شجر نے ۲۱ سال سلطنت کی اور ۲۵ ہجری میں فات پائی ۱۳ لہا غرور لہا شجید

خصم تو در رزم بہمردار خوار
 گشت بر محنت قصبِ عہِ علم
 گر نگرد تیغ تو خصم نہ ترند
 ملک تو معمور و مخالف خراب
 دزد بعدت زیرِ ہفت سنہ خیز
 عدل چو مے تو ز راہِ دلیل
 تا تو بالضاف سرافراستی
 محتجبِ عدل تو تا جوش کرد
 رے چو خورشید تو از فیض نور
 نام بزرگاں کہ ثنواں نوشت
 بس کہ دودِ چرخ ہانگندگی
 باد برد گر ہمہ افلاک را
 ہر شبِ روزے کہ در آید بہ پیش
 تیر فلک کو لبِ علم منہ نکافت
 دیدہ زبوں دادہ کو دلِ فرد کار
 تیغ کہ از تیغ تو گشتہ مسلم
 بر جہد از خواب چو ز آتش سپند
 چشم تو بیدار و جہانے بخواب
 کردہ چو شیر از قفِ آتش گریز
 نے رسن شیر کہ زنجیر پیل
 کردہ ہم آتش و آبِ آشتی
 چنگِ دن ز ہرہ فراموش کرد
 دیدہ نہا نھاے فلک را زدو
 از تو چو تاریخ بیایاں نوشت
 تماش دہی سابقہ بندگی
 تخت تو بس ملکِ خاک را
 عمر ہمہ کم شد وزان تو بیش
 گردِ قلم جہدِ ثنائے تو بافت

ناگرگ ۱۰ اگر گرگ پڑھیں تو چنگِ دن کے معنی نیچہ مارنا مگر نیچہ شیر مارنا ہی نہ کہ گرگ۔ اور اگر زہر پڑھیں
 تو چنگِ دن کے معنی چنگ بجانیکے ہونگے اور بوجہ زدن کے محتجبِ عدل کا مواخذہ درست ہوگا اور
 یہی صحیح ہے کیونکہ دوسرے شعر میں بھی اجرامِ علوی کا ذکر ہے ۱۱۔ عنوانِ تاریخ میں مقصود بالذات امور
 درج نہیں کئے جاتے بلکہ وہ ہمید اصل مقصود کے لئے ہوتی ہے۔ یہی شعر کا مطلب ہے کہ مورخ کا اصل مقصد تیریزی
 تاریخ ہی اور اگلوں کا نام بطور ہمید ہے ۱۲۔ دید

اے سخن از مدحت تو سر بلند
 من کہ مرا تکیہ بکیوں رسید
 دیں گہر نو کہ ز کاں می شمش
 یکٹ برانم کہ ز خجالت گری
 رکم حد آں نیست کہ گستاخ وار
 یک اساسے کہ کوش بر نشد
 گرچہ بنا پست بود در سراے
 سهل بود تا کہ زر وے قیاس
 لیکن از آغازِ عمارت گری
 تا چو شود بقعہ خاطر پسند
 شاید اگر مرحمت باد شاہ
 کا پنچہ برد ذرہ بخورشید پیش
 تحفہ کہ مورے سلیمان برد
 ورنہ چہ اندازہ دہر خاک را
 جو ہر تو زبدہ چرخ کبود
 وصف تو چوں در حد نیشہ نیست

پایہٴ مع تو زخستہ بلند
 دست بہرچ تو ز دم زان رسید
 گرچہ در درشتہ جاں نمی کشم
 باز رانم بدر جوہری
 راہ ترا آب ز غم زین نثار
 از لقب خاص بزور کشند
 فر خطابت کندش چرخ سلے
 ز آب گل من چہ توان کرد اس
 دوش ز نام تو نیک اختر ی
 ماند از آرائش نامت بلند
 جرات این بندہ نہ گیر دگنہ
 عرض کند نیستی حال خویش
 عفو سلیمان نکرد - زان برد
 کتب دہ چشمہ افلاک را
 خسرو مسکینت چہ یار دستود
 طبع مرا بہ زود عایشہ نیست

فلا یتز فخلوت فجل - زول فکم فمن فعرض فآرد

تا بنیٰ چرخ بود برقرار باد ز تو چرخ وز میں رامدار

دور فلک بستہ فرمان تو دانچہ دروہست ہمہ زان تو

کام تو در دامنِ امید باد ملک تو چوں عمر تو جاوید باد

در اعیانہ ترتیبِ ایں جریدہ پر حکمت و در باطنہ ترکیبِ ایں

خریدہ بے قیمت نمودار عرصہ بر جاس و نہادش

کاغذ در آماجگاہ من صنف فقہ استمدف و خود را چوں تیر

چرخ بر اصحابِ غرض زدن ایں سہنا کاں را نشانہ

تعلت ساختن رحمِ اللہ علی من نصف

فکرت من چوں بفکرتِ اندر ش یافت ز گنجینہ توفیق بخش

بخت و وید و در دولت کشاد بیشتر از خواہش من ہدیہ داد

بلبل نطق از گلِ طسیم پرید پردہ غیب از سرِ کلکم درید

ناکہ زمیں نہ ز زمیں نہ ترکیب نہ قصیدہ نہ نسخہ کہ میں اسی طرح ہی جو میں نے
 لکھا۔ یہ فقرہ نسخہ اور ح میں بھی اسی طرح ہوا اور اس لئے اصلی عبارت کا پتہ نہیں لگاؤں اگر یوں پتہ
 (نموداری عرض بر جاس نہادن ایں کاغذ در آماجگاہ من صنف فقہ استمدف) تو معنی بکل آتے ہیں بر جاس
 کے معنی ہیں نشانہ ہدف ۱۲ نہ تقدیر

پیش دویندستانِ ضمیر
 خامه فرو خواند بباغِ صریر
 هر چه در آینه گردون خیال
 روی برآورد دوزخِ سو جمال
 فوج یفوجسم ز معانی حشر
 خوانده و ناخوانده در آید ز دور
 ز فرم دل فلک آوازه گشت
 جان جان به سخن تازه گشت
 هر نطفه را که بیاراستم
 بهتر از آن بود که می خواستم
 بر سر هر پایه که بردم سریر
 تاج نشان گشتم و آفاق گیر
 گشت چون نقد همه قلب آزما
 سایه بریدم ز همه چون بهای
 دبدبه خسرویم شد بلند
 آن رفته بود ز انداز دور
 زلزله در گور نظامی فرسنگد
 عظمه در آمد به ما غم ز نور
 نور که از خواجہ نظام رسید
 کار از آن رو بنظام رسید
 گرچه بود مهر سخن ختم لبست
 سکه من مهر زرش شکست
 خاتم ادرا چو کشادم نگین
 داد نگینش بمن انگشترین
 خاتم ادملک بسطاط سپر
 خاتم دولت بسلیماں سپر
 آن گدازم کنون از کان غیب
 کاب شود عقد ثریا بحیب
 گرچه بهک سخن از پنج گنج
 نوبت آن گنج نشین گشت پنج
 نوبت خسرو که پیشش نوبست
 پنج زن نوبت آن خسرو است

زادروز نظامی ۱۲۰۰ هجری قمری در تهران
 زادروز نظامی ۱۲۰۰ هجری قمری در تهران
 زادروز نظامی ۱۲۰۰ هجری قمری در تهران
 زادروز نظامی ۱۲۰۰ هجری قمری در تهران

سازم ازاں ساں بسرے پہنچ
 کاخسہ ہر گنج بود تا پدید
 آں منط آرم کہ ہمہ ناطقداں
 بازم از انساں خم چوگان خویش
 سکے آں ملک مسلم کتم
 ملک گہرا چو کر فتم بہ تیغ
 جیب جہاں پر ز غائب کتم
 رشتہ نظمی کہ بصحرا ہم
 ز آتش دل شمع خرد بر کتم
 در تیر ہر بیت نہاں در نہاں
 بیشترین نکتہ ز سر تا بہ بن
 چوں شود آراستہ نظم چو در
 ہر چہ نو لیم بسر داستان
 ہستم ہر کہ دوا دکنند
 نثرے ازاں گونہ کتم از قلم
 یافتہ آئین عبارت نوی
 پنج کلید زپئے آں پنج گنج
 فتح شود ہم بزبان کلید
 فرق نداندا زیں تا بداں
 کا درم آں گویے بمیدان خویش
 سکے خود نیز بداں خصم کتم
 گوہر خود نیز فشانم چو میخ
 وضع مہلکے عجائب کتم
 در گہرے مایہ دریا ہم
 بیت بہ پیش ہمہ انور کتم
 تھہ پوشیدہ جہاں در جہاں
 ز آیت و اخبار سلیم سخن
 از گہر نثر کتم خامہ پر
 رست کتم رہ زپئے رستاں
 پس روی ایں روش نکند
 کتب نثر ہم بہر د پیر ہم
 لفظش آراستہ چوں معنوی

ناطقداں نہ کُن نہ منط نہ کتم در تہاں نہ روارو نہ تیر عطارہ کو کہتے ہیں
 جس کا لقب شفی فلک ہو ۱۱ نہ عبادت

آنچه نرفته است مرا در خیال
 غیر چه آگه که دریں سینه چسبیت
 پاک خدای که نهان کرد پاکت
 آن که چنین گنج بیک سینه داد
 لعل زکائنات در نظرت چوں کشم
 تماشده ز اندیشه آن سحر سنج
 هر چه من از خانه فنا نم بردم
 خانه ام از گنج خدائی خم است
 معجزه بین خشک نهی را بکار
 نخله مریم بزبان فصیح
 حاصل قوس ز مائے بود
 مایه من از تسلیم نامی است
 مایه که اندیشه در و گم بود
 و آنچه بالهام نشستم در آید عجیب
 آن که بهردم شرف عام داد
 هر گز گمش وصف نماید محال
 کور چه داند که در آینه چسبیت
 گنج دو عالم به یک مشت خاک
 ہیں کہ ہر سینه چه گنجینہ داد
 بینشیں آن روز کہ ہر دس کشم
 پایے فرو رفت متلم را گنج
 گنج خدائی است کہ را غم بردم
 چسبیت کہ در گنج خدائی کم است
 میوہ تر کردہ نگوش ز بار
 کو ہمہ جنبیدہ ز باد مسیح
 برہ بعضے ز عطاءے بود
 مایہ نہ کہبیت کہ الہامی است
 کے حد تعلیم و تعلم بود
 عیب کسے کن کہ برد کرد عیب
 وحی خفی را لقب الہام داد

ناکم این ناکگاہ نکیت نہ خاک نہ بکائنات تماشده نہ خانه
 نہ کلک من - هر چه من زو بنی نہا بار نہ از زبان نہ از سماع نہ از سماع
 نہ از سماع نہ از این نہ قلم لوح محفوظ نہ از الہام نہ از آید نہ از عیب

ملک سخن کاں صفت برتریست
 و آنچه کند اہل سخن بادبست
 کے بدستی بود این گچست
 من کہ چن لوج ابد می کنم
 هست ز بخشند امیدم چن
 باش کہ این نامہ بعنواں رسد
 ہفت و ہشت کردہ چو ماہ تمام
 ہر وقتے را کہ بخواند از و
 اہل بصر مایہ زکائی کنند
 راحت خود چوں نگردد ہشتمند
 گر چه بریں رنج نریند و دوا
 آں کہ پذیرد بہ نیاز از منش
 و ان کہ گذر و بسوے دانم
 زان کہ قبول درد ہر کس بجیب
 داد چو ایں حرف روا نم خدا
 زان دم ایں باد بہ تندی وزید
 نسخہ ویسا چہ پیغمبریست
 معجزہ گر منیت کرامات هست
 تا نکم گفت بہ ہر ہاں درست
 حجت ایں دعویٰ خود می کنم
 کا دم من بگذرد از ہمغاں
 در بودم عمر پیاں رسد
 جلوہ دہشتم در نظر خاص عام
 ہرہ خود باز ستانند از و
 و اہل حد ہیئہ جانے کنند
 رنج مرا باز شناسد کہ چند
 رنج دلم نیز ندارد روا
 منت جان ہست مرا بر تنش
 منت صد جاں بودش بر تنم
 بخشش غیبست کساں را عیب
 زہرہ کہ دارد کہ نند پیش پا
 تماش خستہ پیش نیار و خزید

لا ہر بریت لا ہر بست لا آں لا گفت نہ بہ بخشندہ لا آں نہ کم
 نہ بیودہ نہ جانے ست نہ ابدا دم نہ از جاں بود

باد مخالف زینے کہ خاست
 بر سر اس نکتہ چہ جلے شاد
 من کہ خراشے ز خاں می کشم
 گر چه صدا فاده زید از طبیب
 یک تن اگر شد ز اجل رگراے
 باز کشادم بطیبے دکان
 آن کہ دوش تنگ نیاید ز پند
 وان کہ خوش آمد طلبد نیز هست
 دارے تلخ ار خور دهر کسے
 تپندہ گان را کہ نہ حلوا بہ است
 تلخ ز شیریں بہتر بہتر است
 آن کہ نصیحت نہ سزا بنیش
 پند کہ تلخ است بہ برنا و پیر
 آن کہ ہیلہ لبیل پرورند
 قیمت ایں مہرسم پیر مایگان
 گر تو خوری سود تو باشد بہت
 خن نتواند کہ ہند پایے رہت
 پل چہ کند بر سر طوفان باد
 نر پے خود بہر کساں می کشم
 خلق ز احساس نہ بخند نصیب
 افش سیر و کند و سبز پایے
 مرہم دل دارم دارے جان
 دارے تلخ دہم و سود مند
 یک شکر رختہ تپ را نہ بہت
 ہم بودش نیز خورندہ بے
 خوردن کشیز ز حلوا بہ است
 سود ہل بیشتر از شکر است
 تلخ مگو جز کہ بشیرینیش
 گفتن شیریں کندش دل پذیر
 دارے خوشخوارہ نکو تر خوردند
 بچہ و من می دہمت رایگان
 ورنہ خوری آن کہ خورد سوداوست

لا زیادہ نہ تلخے نہ آن سہر پایے نہ خرا نہ برترست نہ ہر کہ

ہر نفس زند کہ رانم ز پیش
 عیب تو من باز نمایم برو
 دشمنی کو عیب بوی تو گفت
 زخم زبانی که زند اہل پسند
 تن کہ بہ نیش از پیے راحت بند
 انچه مرا می حسد اند ضمیر
 شرع و طریقت بہ بیان آورم
 باز نمایم کہ ہدایت کجاست
 من کثمت را بنمون بکار
 بود در اندیشہ ام از ویر باز
 حکمت پوشیدہ بصر انہم
 بے خراں را دہم آگاہی
 گرچہ ہی خواست سخن کام خویش
 ہیں کہ رسید آن نفس جان نواز
 بہر تو ایں تختہ بہ برداشتم
 شرح دہم ز انچہ خبر داشتم

نہ چہ نہ اگر نہ گرتوبہ نہ بشوے نہ دشمن نہ کند نہ کند نہ نزد خدایتے ستان
 نہ بصرہ نہ آں نہ اندیشہ من نہ داندہ و ادین ساز نہ حکمت طراز
 نہ ابرہہ ۱۶۱۵ این کہ ازین تختہ کہ برداشتم پیش تو ایں تختہ کہ روانم

اے کہ نداری خطِ عشق از غذا
انست اماں نامہ یوم الحساب
گر روی ایں رہ کہ درین ماست
گر نہ ہی عمدہ آں بر من ست
من کہ درین خم کہہ دیں شدم
مست ہم از جامِ نشتیں شدم
پوشش عونت بد ما غم فتاد
باو تکبر بحسد غم فتاد
پسے چو زیں ہی تنزلزل زدم
تکیہ بدیوار توکل زدم
کرد توکل چو بدرگہ سخن
ما و تو کلّت علی اللہ سخن

خلوتِ اول در فضلِ تبعید کہ اوش تائے تعبست و
آخرش دالِ درجت و فضیلتِ تہجد کہ بہ نہایت
بہدِ قلب تمام شود و بہ نزدیکِ اصلِ فکر
روشن کردنِ نورے کہ در دلِ شب بیدہ عینِ یقین
معائنہ شد و باز نمودنِ صفائے کہ از دلِ آہنی آئینہ
صوفی گردوں چو بخلوتِ شبست
کرد فلکِ جہم پر دیں بہت
طرہ غلت ز نسیم بہار
شکفتاں شد چو لب و زہ دار

لا عشق نہ آں نہ نزدی نہ بان نہ کن

دام و دود از تنگ زندن آسوده گشت	دو هر پراز غالیست سوده گشت
تا خنن آورد بهر دیده خواب	چشمه خور برد ز هر خانه تاب
کرد ز قمر گاه در خود میخ دوز	مرد یک چشم کاس تا بر دوز
چرخ شده سایه نشین زین	سایه فلک خاک بپسین برین
دزد و عسیر دوشده نوشته گیر	جن ملک هر دوشده گوشه گیر
بوم چو طایوس بهایون شده	ز ان شب فرخنده که میمون شده
مرغ میخا شده خورشید بین	از اثر نور اثر تیانیش
رخت بردن بردم از ایوان خاک	من بچین تیره شب تابناک
دولوله دل رگ جانم گرفت	جذبۀ مقصود عنایم گرفت
بردم ازین تن خاکی بردن	دل که شد از سینه بپاکی بردن
باد هوا را هوا بر زدم	چون قدم از خاک فراتر زدم
تاب نماند آتش سوزنده را	چشمه شکست آبی وزنده را
کشکش طبع پرانده گشت	جوهر جانم ز دل آکنده گشت
سوی سر پرده را زدم کیشد	فکر کزین حسنه فرازم کیشد
کز سرم افتاد کلاه سری	دیدم از ان ساا شریف برتری
کای سگت زهره چناندی فرای	داد و دم همت عالی گرای

نا توشه گیر نا گوشه گیر نا دب به نا بردم نه رسید نه رسید

من کہ بدیں گفتہ مدد یافتم	گرم روی کردم و بشتا فتم
لرزہ کنان بر شدم از جانے خوش	من ز پس و حاجب امید پیش
یستم آراستہ نطع حضور	بوسہ ز دم ذیلِ کرم راز دور
دید چو دستور عنایت مرا	خواند بصد گو نہ رعایت مرا
در ترقی معرفت ہم بار داد	بے اوبے را ادب کار داد
گفت باں ساں کہ دلم ز ندہ گشت	سینہ تاریک فرو زندہ گشت
کاسے گیس گلخن ازیں حفیہ چند	مرغِ فلک شو کہ بر آئی بلبند
ہر چہ نہ سبحہ ہدف ستاں بدو	ہر چہ نہ قبلہ صنم ستاں بسوز
پاسے دل از راہ صناعت برآر	دست بہ تحریم طاعت برآر
گردن شیطان بقفا پست کن	ہر و جہاں را بہ پس دست کن
دور ز زدے کہ بازی بود	شو بہ نمازے کہ نیاز می بود
گم مشوا ز حضرت جاں بہ ہیں	دل بحضور آرد حسد را بہ ہیں
بو کہ دلت بشنود از گوشِ حال	از درِ نیردانِ تعالی تعال
خیر کہ مشبہ شبِ غنق ست	بلکہ شبِ تھنہ دل گفتن ست
چوں کہ عنایت بمن این نکتہ گفت	نفسِ بد ہم خاست نہ خواہے کہ گفت
واعیہ صدق در آمد بمن	رختِ برون برد گرانی ز تن

نابیں نہ در شدم نہ بدار نہ نیازی نہ نمازی نہ شبے نہ دایہ

ورقده خاست ز غفلت ملال
 عطمت از آنجا که ز تابم نگند
 را لئ تو فبق در افشرد پای
 دیدم بر انداخت تقاب دو چشم
 آبت دم بر رخ صافی صفات
 گشتم از اندیشه عالم بری
 غفلت تکبیر بر آید ز کام
 سر که بسجده ز زمین تاج یافت
 رمی تعبید برین داشتم
 قامت من کو بفلاک سر فروخت
 نور حضورم که بدل حنا کرد
 زان همه نوای که شب افروز بود
 مقتدری من دو ملک و بری
 ز حمیت و سوا س در اندیشه ست
 فاتحه جز عقد زباں
 گوش پیر از گفت خداے حلل
 تکیه ز دم پر کرم ذوالجلال
 بار و گردیده بخوابم نگند
 مفرقه زد که بستم زجاں
 غل صفا کردم از آب دو چشم
 دست بشستم ز همه کائنات
 رمی نهادم به نیایش گری
 پشت قوی شد بر کوع و قیام
 در دل شب پایہ معراج یافت
 فرق تجرید بهم افزاشتم
 در ملکوت علم صدق ساخت
 جاں بپریش رقص چو پروانه کرد
 ز اول شب تا محرم روز بود
 بنده کریم الطوفین از دوسوی
 خلعت اخلاص بر اندام چیت
 عقد هکشاے که عقل و جاں
 نے میاں واسطہ جبریل

دعوت من کرده هست نیاز
 رفتن ز تن ز رحمت جُبا نغم برون
 تن که نماندشش اثر زندگی
 نیم شبها ز اعلیٰ بے ریا
 یافتن امانه بمقدار خویش
 چشم یقین سرمه جاوید یافت
 ریختن این نقد فلک را بحیب
 جان و دلم کاختر میمون شدند
 کروز سر زنده بدانش هر دو تاب
 پرتو خسر و بهوا شد ز پست
 هفت در گنبد گردنده باز
 برده دل از هر دو جهانم بیرون
 زنده باقی شده زان بندگی
 خاص شدم در حرم کبریا
 نعمتی از هر چه توان گفت بیش
 نقد عمل که امید یافت
 بانگ تقبُّلت بر آمد ز غیب
 شمع سرا پرده گرد و روشن شدند
 مشعله مرده خویش آفتاب
 صبح بدر و نیره بر آورد دست

خلوت و دم در صفت صبا و صباح و روح ریاحین و
 ریاح و بیان حال سماعی که رحمت را از آسمان باو
 میخوانند و ملائک لیلیات ناں فرود می آیند و رحمت
 می افشانند

مرغ سحر گفت چو تسبیح پاک
 بانگ موزن بفلک شد ز خاک

خلوتی شوق برآمد ز دور	بر کف افگندہ مصلای نور
صبح کہ شد نور بصدقش گوا	زد تدم صدق برٹے ہوا
جنبش پاکں سوے محراب گشت	چشم سگاں پر دہ کش خواب گشت
شب پرہ از گنبد فیروزہ گوں	رفت بہ فردا لہ گنبد دروں
یوم کہ در رفت چو زداں بیاغ	در دیر خویش شد از کوب زراغ
مرغ سحر خیز لوار کشید	ز غم نہ تر ہوا بر کشید
باد کہ بر لالہ دگل پائسدا	رقص کنناں برے بصر اہناد
تازہ شد از ابر بباری چن	خندہ زرد از یاد ریاحین سمن
ابر کہ از باد و زل شد ستوہ	بست سراپردہ بہ او تاد کوہ
سرخ مشرق ز افق رونمود	ہمچو مئے سرخ ز جام کہود
شاہد صبح از رخ لعل سپید	داد حریفان طرب انوید
کرد سخن رود بریشم زناں	گشت رواں جام صبوحی خوراں
نادرہ صبحی کہ ہمہ ماہ و سال	شد زدمش فرخ و فرخندہ فال
من بچین صبح مبارک نفس	کم نفس قدس پراں پیش و پس
ہمچو خروسان سحر صبح خیز	نعرہ بکیر بر آوردہ تیز

لا زبردازہ لا بغیر ذرہ ۱۲ ہوں ۱۲ لا بیل از ان قصد لا بیل نو خیز لا خندہ شد از روی لا رواں لا رواں

پیر ملک رستہ ز بازوئے من	پر زده معرفت این فلک سوس من
سوی نو آئیں چنے خاستم	بال به پرواز بیا را ستم
بخت همایوں بهو خواہیم	طاہر اقبال بهم را سیم
متشکک اللہ بطول البقا	نفسہ زناں دولت فرخ لقا
ابر ہوا سایہ فلک بر سرم	باد صبا مشک فشاں از بزم
بوئے گلہم رہبر بستان شدہ	قمری و دُرّاج بدستان شدہ
گشت از چشمہ جاں روشنم	چوں گزرافشاں در اں گلشنم
لذت روحانیم اندر دماغ	داد نسیم گل و نسیم بباغ
جلوہ طاؤس بند و ستاں	کردم از آرائش آں بوستاں
خاک ز سبیل شدہ غنبر سرشت	زین چمن تازہ چو خورم بہشت
نغمہ مرغان ہوا سو بوسے	خندہ گلہاے چمن رو برے
خرقہ دیرینہ در انداختہ	جان کہ ازاں نغمہ سر انداختہ
گردگیریاں زہ ازرق زدہ	فاختہ شیانہ دم از حق زدہ
خندہ فرد خوردہ شکوہ بکام	زاغ کہ بالکبک نمودہ خرام
ہمچو دل مدخل و دست کریم	بند و کشت ادگل و غنچہ بسیم
چشمہ ز خورشید جوا نمرود تر	آب ز مہتاب زین گرد تر

قطرہ غم بر شمعِ ترچہاں	کابلہ بر عارضِ سیمین تناس
عاشقِ گلِ غنچہ پوشیدہ حال	پروہ در شگستہ نسیم شمال
لالہ کہ شد یاد دہن بوسِ او	دیدہ ز گس شدہ جاسوسِ او
رفت از بسِ روضہ بفر دوس بو	غالیہ نوزدہ حوراں بموسے
من بچنیں گلشنِ بنو نشان	دامنِ اندیشہ بہر سو کشتاں
بر سر ہر شنبہ کہ پامین دُم	از دل شوریدہ نوا میزد دُم
ہر گلِ نورستہ کہ برداشتم	از قرہ در خونِ جب گداشتم
بہر قبحِ لالہ کہ کردم بدست	جوشِ شرابِ دگرم کرد دست
در تہ ہر شاخ کہ جستم پناہ	ہمیزم افروختہ کردم ز آہ
ہر خلدِ حنر کہ خوردم بگشت	صد خلدِ بحرِ حجابم گذشت
ہر سمنے کشِ نظر انداختم	ناوکِ غم را سپرے ساختم
سینہ گرفتار ہوائے زشوق	جاں تہمنائے سماعے ز ذوق
کامد از ازاں گو نہ کہ رفتم ز ہوش	از طر فے نالہ در کفے بگوش
طرفہ سروے کہ بجاں در گرفت	آتشم از دلِ بزباں بر گرفت
بس کہ از ازاں ز فرمہ گشتم خراب	چرخ زماں گشتم از ازاں سو تباب

لاجھر لڑا ناک لڑا امید لڑا سرودہ کہ لڑا پائے زدم لڑا نواسے زدم لڑا ہمیری
 لڑا خلد لڑا تہاشے لڑا زشوق لڑا سروے لڑا در گرفت لڑا کردم

بر دل تنگش غم چوں کوه بود	رفتم و دیدم که بهم اندوه بود
درد دل خویش برون میفکند	سوخته و آزار از غم خون میفکند
چیت که می نالی ازین گونه باز	گفتش ای ناله تو جان گذار
پنجه من را حد این کار نیست	گفت ز کای که بقدر نیست
در سیر این کار فرو شد بخاک	کار که چندین سیر مردان پاک
در سیر خالی سر و کای چنین	آدمی عاجز و بارے چنین
کار و گشتی برون در سجود	تا چه بود این تن ناقص وجود
چرخ نگوں خیسر نگوں اوفتد	صدمه بهیبت چو برون اوفتد
شوخی مردم که نهد پیش پای	پیش چنین صدمه عالم پای
پشه رقاص بطوفان باد	مرد شناسد که تواند ستاد
ذره سرگشته شدم در هوا	من که شنیدم سخن آشنا
آب ز چشم آمد و از سر گذشت	حال من از حالت من در گذشت
داع من از نغمه ترانه کرد	اونفس رفت و ز سر تازہ کرد
دولت و دشمن ز سر آغاز شد	پرده از عالم دل باز شد
ز ان شغب عشق بهانم کشد	هر چه ز بسیج نهانم کشاد
روز شکیش همه تاراج بود	آنکه شبش بایه معراج بود

دیدم که گه ز سوخته رو ز گذار ز زار ز آں ز غاک ز کار و دستار ز شناسم
 ز حالت او ز اونفس رفته ز پرده ام

عاشق دیوانہ بھٹکا افتاد
 زہ زدن مطربش آوارہ کرد
 مستیش از مطرب نے از کے
 نالہ عشاق بجاں کردہ کار
 شمع شوق آمدہ ہمان من
 کردہ دل از شربت معنی سخن
 طبع بیلابی عدم دادہ رخت
 جاں شدہ عاصی ز تن ناپاں
 گریہ بھگولے نیاز آمدہ
 پاک شدہ نامہ طولانی ہم
 جوشش و بہر دیک جانشہ
 او غم خود گفتہ و من ہنر خویش
 آرزوے ہر دو بیک کام بڑ
 ماتم مادیدہ گل خندہ ناک
 چوں دل مالالہ افروختہ
 گشت تہی دیدہ ز گن خواب
 خور دیکے جرعه داز پافت و
 زخمہ او پردہ حبس پارہ کرد
 مطرب دوست ترازوے بے
 عافیت از سینہ بروں بردہ بار
 دامن خود بستہ بدلائن من
 کوزہ تہی گشتہ ز درد کمن
 عشق بگنجینہ قدم کردہ سخت
 بیخرا از کار گران حواس
 قطرہ چو صوفی بہ نیاز آمدہ
 روح شدہ جسم ہیولانی ہم
 موج و دغونہ بہ بدر یا شدہ
 دیدہ نمک نختہ بہر دوریش
 چاشنی ہر دو بیک جام بود
 جامہ خود کردہ بصد جاسے چاک
 شکف خونی ز میاں سوختہ
 بلکہ فرو آمدش از دیدہ آب

لہ بودی لہ آواز کرد لہ افتاد لہ باز کرد لہ ہمان دل لہ بدلائن دل لہ اگر چہ بھرا
 لہ بیک لہ لالہ برافروختہ لہ زرد آمدہ

غنچه ز دوستگی پنهان خویش	کرده فرو سر بگریبان خویش
بید که آگاه شد از درد ما	لرزه فتادش ز دم سرد ما
یافت چو مار اهلک اندر	سینه بغلطید بجاک اندر
مرغ که آه از دل نمکش زده	در جگر سیخ گل آتش زده
بلبل نالنده ز عنم دیده تر	سینه ز آواز خراشیده تر
کبک کبوتر بنفیه آمده	زان غ و زغن در نیم و زیر آمده
ز آه دل من بهمه غان باغ	سوزسته پر دانه صفت چو ل چرخ
بود نو ازنده نو اسازد رو	تا شدم از عقل سر سیمه فرد
رفت ز تن هم دل هم دم برو	ببخودیم برد ز عالم برو
چون بفنا نیست شدم در وجود	هستی بے نیست جاملم نمود
یافتم آن خطبه بحال اندر	آنچه نگنجد بخيال اندر
طرفه بود که ساقی سپرد	کم ز فنا بزدو باقی سپرد
بسکه نگنجید در آب و گلکم	آنچه نمودند بحشیم دلم
گفتم اگر من بزبان آورم	این سخن دل که کند باورم
بانگ بر آمد ز دل در دناک	کاسه شده باز بچه طفلان خاک

بہ کہ ازین شعلہ نغدی چو برق تا نخوری تیغ سیاست بفرق
ور نہ توان بست گره نفس محرم خسر و دل خواہ است پس

خلوتِ سوم در گرفتنِ احرامِ مجریمِ حرمتِ کعبہِ حرام
تعظیمِ عظمتِ سدّہِ عظیمِ شیخِ شیوخِ الاسلامِ ذکرِ خواب
کہ آن بیدار دل جاوداں دید این خفته را از آن خواب

بیداری بخشید کہ در خواب نتوان دید

من کہ شنیدم ز دل این استیلا	راست شدم بر قدمِ راستیلا
گرم بردنِ جستم ازین وضع گاہ	نے خرم از سردی از کلاہ
پای نہادم بر آشفته دار	کوہِ غم بردلِ دمنِ بیتار
بے غم ہستی کہ بر پستی کشد	شریتِ ثوتی کہ بستی کشد
رو بسوی خواہ و دل سوی دست	ہر دو یگانہ شدہ در مغز کپست
بسکہ رہم بود بد آن رہنما	دیدہ حسد برد بر اقبالِ پام

لا اگر در نہ کہم نہ غم نہ پستی کند نہ بستہ کند نہ بران نہ باقبالِ پام

برکت پا بسهمی ز دزمین	رشک همی کرد سپهر برین
گرد ز ره من که صبا تحفه برد	کحل تبرک بکواکب سپرد
دیدم ادریس ز فردوس پاک	خضر و شی دیدم بجای خاک
ره چو قدم گاه خضر سبتر	باد رواں بخش سیجا اثر
سبزه تبسج ز باں کرده باز	گوش هانم نهان کرده باز
خار قدم دوز به پیرانم	سوزن علی شده در دامنم
من شده چون رشته مریم تاب	کرده گزرهاں سر سوزن تاب
هر طوف از سایه من تابد در	دیو گریزنده چو سایه ز نور
روح زمستی بر کوع و سجود	و جد مصورشده نقش وجود
زین نمط آلوده شوق و نیاز	در نظر خواجه رسیدم منراز
کالبد سوخته بر جان رسید	مرده بستر چشمه حواں رسید
کار شناس از نظر دور بین	شد ز دل تیره من نور بین
دید ز رم را بسته کوره در	علت بیمار بفتار و ره در
گفت رسیهای تو شد ریشم	کت نفسی میرسد از گلشتم
سکه خاموشی تو در دهن	میکند از عالم دیگر سخن
دولت از آن خواب که مارانند	دولت اینک بدار نمود

تاب نمی زنم کنی پای خویش
 خواجہ کہ این واقعہ برین کشاد
 بوسہ دم از سر حرات بجاک ق
 خواب تو دانم کہ نباشد خیال
 ذرہ کہ زان صبح صفا جت تاب
 پرده بر انداخت ز راز نفث
 کای شدہ از دولت مابھر مند
 بنیش ما از نظیری ریا
 چون تو نمودی خط خود را رقم
 نیم شبے کاخ تبر پر نور ما
 کلبہ گل رفعت در گاہ داشت
 جان ہمیں مرتبہ پیوستہ بود
 آن نہ شبی بود تظلم تاسے
 نور ہی ریخت زماں تا زماں
 از شرف و عزت با سچ چنیں
 دیدم از اں ساس کہ نمودند با
 پیشتر کہ رو کہ چہ دریاست پیش
 فکر مرا پرده ز روزن کشاد
 گفتش ای تدوہ مردان پاک
 حال بروں دہ کہ در آیم بحال
 خذہ کشاد از لبیاں آفتاب
 دانچہ نہاں داشت زان پرده گفت
 گشتہ سرت نین در دولت بلند
 کردہ مس قلب ترا کیما
 مار قم خویش بخوانیم ہم
 کرد طلوع از دل معمور ما
 سکہ دل نقش مع اللہ داشت
 کہ خودی خویش بروں جتہ بود
 بل شب معراج رسول خدا
 نجم بہ نجم از تنق آسماں
 کافیر ما داشت تباری چنیں
 پہلوی خویش بہ بساط نیاز

من شده از نور مقدس بتاب	مقبس از من تو چو منزه آفتاب
گرچه نه این پایه بخت دارست	لیک از آینه نمودارست
کاش این مشعل تابدار	بر تو شمع افکند انجام کار
می نگرم زان اثر دلفسرد	در شب تاریک تو آغاز روز
مطلع این صبح که در خنده باد	بر تو در روز تو فرخنده باد
من که بدین مرده قوی دل شدم	پیشتر از خویش بمنزل شدم
منزل اول خبرم شد ز راه	رخت را هر دم بر جب یگانه
غارت دزدان ست بره بشمار	زنده بمقصد بردم کردگار
لیک چو شد بد رتبه کار من	پیر من و قاصد سالار من
گرچه بود در هنر کالابے	در پی این خواجه چه پاک از کس
قیمتی من که مبادش کرد	بخشش آن منع بخشنده یاد
اوند بد بهره خواستن بحیب	تا نرسد ازین خدایش زغیب
و آنچه بدستوری رحمان دهند	که ز پی غارت شیطان دهند
یارب اگر حفظ تو بنود براه	مایه درویش که دارد نگاه
خسر و ازان بهره که دارد پیر	مهر نگهبانی خود بر مگیر

مقاله اول در علو درجه آدمیت و سمو درجه آدمیت و وقت

نظر مدققان و مذاقت بصیر محققان و پایتخت ابلندی^{ان}

که چوں فرونگری همه عالم هیچ نماید بلکه هیچ بهم نماید و

دیدۀ تنگ صه اچناں فراخ کشاؤن که جز بزرگی

خداے تعالیٰ هر چه پیش چشم آید همه نقش چشم نماید

ای نازل گوهر پاک آمده	گوهر تو زیور حاک آمده
چمبر نه چرخ بے بیخت خاک	تا تو بردن آمدی ای کدو پراک
آل خلفی تو که ز روز نخست	گون بهمانی شش روزت
خود ز پدر گر چه کنوں آمدی	با پدر از حبله بروں آمدی
دفتر معنی تو ز بر خوانده	تخته اسم از پدر خوانده
عرصه عالم بمافست تراست	دولت آدم بخلافت تراست

را آن وقت را پرزدن از را از حد را معنی نذر را معنی بزر را عالم

نخل و گروں دہ سپت لطن
 چرخ و زمیں امر قضایت بشت
 جبل و رید تو فگندہ بلند
 نور تو ہنگامہ انجم شکست
 جانِ جانِ ہمہ عالم توئی
 ہفت دراز گوہر تیغ تو زنگ
 توشی استلیم تو ہر دوسرے
 گنجِ حنہ دارا تو کید آمدی
 چرخ کہ از گوہر احسان خست
 آئینہ زینگو نہ کہ داری بچنگ
 سرہ این سکہ سیما یقت
 ورتو ہماں آبِ گلی در سرت
 خشت تو آنکہ تہ و بالا خورست
 آنچہ کہ در پیشہ نازل برند
 موش کہ غریب کس خاک را
 بر رخ ابلیس شدہ انعن
 لوح و تلم ستر ہدایت بشت
 در شرف کنگر اللہ مکند
 دست تو بیج ملائک گست
 داخپہ نگجذ جہاں ہم توئی
 نہ کمر از دور میان تو تنگ
 تو ملکی تخت تو شد چارپاے
 نرپے بازیچہ پدید آمدی
 آئینہ صورت حمان خست
 آہو ستر آہ کہ دادی بزرگ
 ساختہ ہر نبوت درست
 پختہ شوا از مایہ گلخن چو خشت
 بر سر محراب و تہ منبر است
 بر ہم از اس گونہ بمنزل برند
 پاک نہ بیزد علف پاک را

لہ نخل کو اگر کوئیں تو سن ہوگا اور رخ کے اٹھنے سے فرکو کہ کوٹے کی لات سے رخ ابلیس و ندا ہو گیا تو نتیجہ خر ہوا
 دہ سپر لند دہ الد فگند ن وادی جاں ہمہ دہ داکہ گنجند دہ داری بزرگ
 دہ سکہ سیما دہ تو اینکہ دہ خراست دہ نازل دہ از اس آنکہ دہ خاند را دہ دانہ را

گر گس جفیه شود باطل ست	آنکه بملک ملکی قابل ست
پیر ملک روید از اندام تو	مشر به نوش کن آشام او
کس نخورد شربت باران چاه	مرسته جو که برانی بساه
اول ذوالنون شد پس بایزید	بس که مسه نوره یالاگزید
تا قدم از همت والایافت	هیچکسی ره سوئے بالایافت
تا نه نمی برد و جہاں پای خویش	بر تروی یک قدم از جہاں خویش
رخنه بنش پیک نظر تیز دار	دیدہ اندیشہ فلک بیندار
ہر چہ بدان سوست ہمہ نگری	چشم چو بر چشم سوزن بری
دیدہ بادام صنوبر بنما	سہل بود تا چہ نماید بما
ز آنکہ غلط کار بود چشم ہر	از نظر دل بجہاں کن نظر
مورخ دید و ملخ دید مور	دور ز چشمی کہ ز نزدیک دور
کشتی برج و کنارہ دواں	بنش عکس ست کہ بینی دران
آنکہ ہمہ کثر نگرد چوں بود	چوں نظر است دگر گوں بود
دیدہ ز صاحب نظر ان ام کن	دیدہ کثر از مژہ دام کن
خانہ چشمش دہ اگر دشمن ست	آنکہ بنش نظرش روشن ست

ن تو ن برسہ خود ن بین ن یک نظر ن تنگ نظر ن ہر چہ از ان ن ہر چہ براں

ن دیدہ بادام ن رواں ن کثر نگری ن بہ نظر دشمن

گل نبود گر چہ کہ زیرِ با چشم	باک نباشد گلِ مینا بچشم
از نظرِ بی نظراں دور باش	زانکہ سہانیت چومہ نورِ پاش
کور کہ اور ہیرِ کوراں شود	صفِ زدہ در چاہ چوموراں شود
ہست ز یک سکہ چو مینی ہوش	کو تھی چشم و درازی گوش
نیت مگس را چون گاہی بلند	فرق نجاست نشا سز قند
تشنگی آب رود ز آب جوی	تشنگی چشم برد آب روی
ای دل تو تنگ تر از چشم مور	حرص در و گشتہ چو دریائے شور
بہر چوے تا کیست ایں کار گاہ	عذر رہا خواری کستہ خواہ
قطرہ آبے کہ تن مردم ست	در دل آں قطرہ جہانے کم ست
قطرہ کہ صاف ستار لال اندرو	چرخ گنج بد خیال اندرو
چوں کہ تو در قطرہ آبے گمی	نیت ترا قطرہ از مردمی
پری دل سوی بلندی کشد	پستی ہمت بہ نثر ندی کشد
آب کہ میلش ہمہ دپستی ست	در پریش لاف زبردستی ست
موج ز ند بحسہ کہ تالاب بود	کوزہ بریزد چو لبالب بود
چند چو طائوس بر آراستن	وز جل زربفت خرا آراستن

۱۲ ہر دے فن قیافہ چوئی آکھیں شرارت کی اور بے کان حق کی دلیل ہو ۱۲

زائیت لاکاہ کاہ داکتر خواہ ن از پریش

کرده لباس تنگ تر پدید
 شانه ز بهر دل شکر لبان
 گشته امانت چو روزی شود
 کار نه پوشیدن حال خودت
 آنکه دلش راست ز بهت لباس
 بحر که در دایه گهر جوشان
 سفله که زیور همه بر خویش بست
 گرچه بساط از خرد اطلس بود
 پیل که از برگ گیا کرد نوش
 نیست گیس را چو ز بهت سخن
 آنکه بکاوش کنی از دایه خوری
 زان که خر طعمه ز ریشش دهد
 چون شتر سوخته نالان بود
 قدر فرومایه نباشد عیان
 پست نگر دد به تمنی بلند
 گوهر مردم ز پی سروریت
 قطره آبی که بخوابد چکیده
 جعد تو لیسیده بچندین زبان
 موی بر اندام چو سوزن شود
 پوشش بیگانه جمال خودت
 حله دهد گرچه پیوسته پلاس
 جامه غو کیست ز بر پوشش او
 شد سرش از سر زش خلق پست
 نیز لکه خواره بر خرس بود
 برهنه بینی خود و آفاق پوش
 باد و حریرست برهنه بدن
 تا نمد که بر تو از دایه بری
 وعده بهمانی پیشش دهد
 پریش گرش ز شغالان بود
 سکه ندارد درم با هیال
 گرچه بانگشت کند پابلند
 همه خر ساختنش از خلیت

زانگاه را تو سوزن را که بدست داد است ده کن و خودش را زن و غارش را شغالان و گاو

چرخ ترا بہرہ شہرت ساختہ	تو تن خود دیگ علف ساختہ
تیر کہ ترک از پیہ آماج خست	مطبخش چو بہ تمام خست
جامہ کہ گاز بہر آب شست	شعلہ دارش ز پی شعلہ جست
پنبہ کہ شد پوششش تن افراغ	پنبہ قتلہ کنیش در چراغ
آدمی ست از پیہ کاسہ بزرگ	گرنکہاں ست حاکم بزرگ
قاعدہ کار چو نازک بود	دست کسے راست کہ چاک بُو
پنجہ رگ زن چو بلرز دزنیش	جاں برد از غمہ خونیز خویش
پای رسن باز چو گزند براہ	کہ برش برد و از روئے چاہ
ہمت اگر وہم ترا بشکند	ایں ہمہ دشوار تو آساں کند
آنکہ ہند پایے کرامت بر آب	کشتی ہمت بودش در نقاب
واں دگرانی کہ بسبالا پرند	ہم ز پر ہمت و الا پرند
مرد نہ محتاج بیاری رسست	ہمت او تکیہ پشتش رسست
تکیہ چہ آری بعصای کسے	زندہ نشد کس بقای کسے
شمع بشب گریہ کتاں مینید	ز آنکہ بجان دگراں مینید
دال بود بر سر دولت پیایے	ز آنکہ شد از معنی خود رہنمایے
ہست الف ابلہ بالادراز	ز آنکہ کند از دگراں پا وراز

چند ز بالِ پدر و جد پری باد بود هر چه از خود پری
 دانکه ز باد می سپردن قناد سسل بود تا چه پر و خس بیاد
 دانکه چو طفلان همه در خاک نیست هست مردان چه تناسد که مصیت
 قالب مردم که جهان گفته اند عرصه دل دارد از آن گفته اند
 در نه چه یار اقداری خاک را کوته دامن کشد افلاک را
 در سرت از چرخ چه گنجد بگوئی کیلنگون رچرچ سنج بگوئی
 سسل بود باخه چه آرد بدرون مایه دریا بتغاری نگول
 لیک دلی کو در همت کشاد خرمن عالم ز جوئے کم نهاد
 چسبست جهان در دلِ الادرون دانه خشخاش بدریادون
 دل که بایں پرنشو دامن گیر گزید تو پیرانش بشیر
 دل چه پرتماز فلک نگزرد چو چه که در بینه بود چون پرد
 سائیه دل باید از آن سال فراخ کز تیر آں گم شود ایں کمنه کاخ
 آدمی آنخ نرسد از زمین تانہ دمزد و پیر روح الالین
 ایں پروالات نروید ز گل تانہ بود دانه دهمت بدل
 تانہ دم پرتوانی پرید ور چه پری زان توانی پرید

ز باد ز پری ز آنکه ز تا چه برد ز زیاد ز آنکه ز همت مردم ز لیک ز ادرون
 ز چون ز همت ز بایں ز دیر ز چو ز تانہ دمزد دانه دهمت برین
 ز پروالات ز تانہ دم ز پرتوی توانی پرید

تیر کہ شد عارتیش یار پر
 نیم پریش منی با چار پر
 پرزدن آں به سائی بود
 پرزدن مرغ هوئی بود
 دود کہ تشنه است چرخ کبود
 سر بہ نیم ابر نیارد فرد
 دل کہ ز پستی سوے بالا نشست
 ہر چہ فرد دید ہمہ سیج یافت
 چوں ز بلندی نگری سوے پست
 خرد نماید بہ نظر ہر چہ هست
 ہر کہ دوسہ نیزہ بر آید بلند
 اسپ نماید بہتش گو پسند
 در قدری بر ترازاں یافت کو
 پیل شود در نظر او چو مور
 مرتبہ چوں بر ترازاں گشت نیز
 زیر نظر ہیچ شو جسمہ چیز
 نسبت از ازاں جاست کہ دید از غیر
 آنچہ بلند است جہان را حقیر
 در نظرے کش بندارہ بود
 ہیچ بود ہر چہ سوے اللہ بود

حکایت مولیٰ علیہ السلام کہ ہای ہمتا و خواست کہ
 جز ہای ہویتا و چشم و و چار کند

گفت بزرگ بکیم حسد ق کای بہ بزرگی ہمہ را رہنمای
 بس نہ کہ کوئیں سخن آنجا زدی غفل رویت بچہ یار از دی

۱۲ تیر کے برعایت ہوتے ہیں ایسے باد جو چار پروں کے اُسکا اڑان آد باہمی نہیں ہوتا
 ۱۳ داکٹر نے کہا کہ دود کا گھروں کی ساخت اور خواست اور جز اللہ کو بس کہ تو
 ۱۴ کیا یہ کافی نہیں کہ جناب باری میں زبانی باتیں کیں دیدار کی منت کس بہتے پر ۱۲

این چه طلب بود درین کارگاه
 داد جوابش که چو کردم بر از ق
 چو نظم می‌نم از اوج بود
 دره آں دیده که هستی نداشت
 گفت دل از بهت عالی گرا
 بر دو چو فکرت بخت ایم کنان
 خواستم از نیست کناره کنم
 حیرتم از خویش چو بر کشید
 بهمت گشتن ز بر روی گشت
 غیرت از اینجا که کس کرده بود
 تا بچنان پایه بپایستم
 آں ادمم گرچه به پستی فکند
 در دل مرد آنچه که غیر خداست
 آنکه بهمت ز بر عالم است
 بهمت خسرو چه بود زین نفس
 دین چه طلب بود دران بارگاه
 دیده بنیش همه خلق باز
 هستی عالم همه پیچ نمود
 پیچ رقم صورت هستی نداشت
 نیست ز هستی اثری پیچ جاب
 یافتم از هستی مطلق نشان
 هستی بی نیست نظاره کنم
 تا در جات طلبم بر کشید
 هر سر میم آرنی گوی گشت
 در ادم دست در آورده بود
 کرد بیک لطفه کن نیستم
 بود هنوزم سر بهت بلند
 گر نبود نیست بهمت گداست
 در نظر او همه عالم کم است
 که همه عالم کم از نیست کس

لا دران لا آں دید تا بنیش لا نظم

لا در کشید لا بر آورده لا چنان لا هستی
 زان لا آنچه لا چه بود

مقاله ویم در استظلال از مظله علم که مربوط است
 بحبل اللہ المتین و استبعاد از حبل کعب منوط است فی ضلال
 مبین و افاضت علماء راست کار که از انبیا بنی اسرائیل نمو
 اند و ریاضت حرفان کیشل الحاکم ثبات فعل و اثر گونه اند و فرق
 کردن عمامه داران زیر کلاه که برای بطانہ منعم کلاه اندازند و
 پرده داران زیر چپہ که دستار نعان را پایتایه

ظالم سازند

مهر جہالت بدیاں برزده	بے زخرد خیمه فزاتر زده
گم شده در بادیه کاه گمست	فارغ از اں فن که ره مردمست
در شب تار یک چراغیت نه	از مد علم فراغیت نه
تاچه دود مور بعشربال در	راه پر از چاه و تونزال بے خبر
در شب تار یک در افتد بچاه	آنکه چراغیش نباشد براه
گاؤ بود خرمگس گاؤ نیز	چون نبود مردم بدانش غیز

لایاتایه لاجات لآ تاچه زود لآ بغریل

سنگ خورد جاہل آلودہ سر
 آنکہ بزدانِ جہالت گمست
 مرو کہ از علم تو نگر بود
 علم و درم ہر دہنہ بر سر گست
 آنکہ با بھرہ روزی سپرد
 خاتمہ دانگشت کینیش پس
 عالم اگر چاشت نذر دہنام
 گر نہ با نصاب شوی پردہ دوز
 پس چو چنیں ست زار با بخت
 گر چہ کشد گاؤ جوال گہر
 گاؤ فلک گوہر پر ویش بار
 لے مصر از جہل چو در مصر خر
 شمشک چو گاؤ زر کہ آہ آب گیر
 کوئل سنگ نداند ز زر
 ہست گداگر چہ زرش صد خست
 کے نظرش بر زر و گوہر پو
 از ہمدان راہ بد متعال بے ست
 دانش دانندہ زر و زنی شہد
 آنکہ بزرگ ست مینیش پس
 جاہل اگر خسرو روم ست و شام
 حیف بود در حق جاہل ہنوز
 عیب بود بر زر جاہل خروش
 بار زیادت شودش سنے ہنر
 چوں خرک زہرہ بود ز زر زار
 اہل و گدا باشند و اہلی دگر
 سینہ تپی چوں سیر ناخصیر

لا نذار و لا بجز و لا برگرد ز بود و لا بدش
 لے خرک جس کو اردیں گمراہ کہتے ہیں وہ لکڑی جیسے تمام تار و فلک زور پوتا ہی زیر ہم نظر کی آواز نرم و باریک
 یعنی زہرہ جسکو مطرئہ فلک کہا جاتا ہے اسکی آواز سہانی آیا جو دیکھ کر پتار و پلاد جو اسکی برفلاف سرج کو گردی کے بوجہ سے کچھ
 فائدہ نہیں۔ پرویں سرج تو میں ہیں ۱۲ و زہرہ بود و زار زار و زار و زار
 سنے شکر چھوٹی چادر علاقہ دستار۔ سر کا دپٹہ۔ سر مار فٹہ مترادف حضرت ایک ری کا نام ہے۔ لیکن ایک نسخہ میں لکھا ہے کہ ایک
 مطلب ستر بجی کا نام ہے۔ سنی شعر یہ ہوتے کہ سراد دپٹہ تو آنا بیڑا ہے مگر سر کے اندر کچھ بھی نہیں ۱۲

اہل نگر و دیہات سہ سیفہ	خزنت و از جل و بیا فقیہ
نیت چو دستار ترایہ پیچ	بہ کہ پہنچی سرازین پیچ پیچ
زشت بود کسوتی جہل کیش	بہرہ نہ با صد گز کپاس بشیش
جہل سرت را چو بہ پستی فکند	کے شودت از دق مصری بلند
چوں نہ طیبی نہ دولت حاذق ^{سست}	مایہ مبراز پئے دق کاں ^{ست}
چوں کنی از صحبت ^{علمت} کراں	تا کیت از علت دق سرگراں
در چہ کہ پوشی سلب ناقداں	جہل تو پوشیدہ نہ گرد دہاں
جابل و تبلیہ ^{ست} از حد بروں	جہہ پیداست ^{ست} رنگیں دروں
جب ^{علم} شش منگر کیش بہر	حنا رہ نہر ^{ست} و لطیفی زہر
ای کہ بکسوت شدہ صدر جوے	گر ز تو پر سند چہ گوئی بگوے
منصب بے مایہ نہ در خور بود	گر ہمہ فرزند ہمیں بود
باب تو گیرم کہ علی مری ^{ست}	وہ کتا ز اں باب کیدے ^{ست}
تیکہ خرمیت با شش دہال	ز انکہ بود جاش ^{ست} بصف ^{ست} بحال
ور تو ہمیرا ^{ست} ز آباہی خویش	از ہمہ ہر تر طلبی جائے خویش
آنکہ بود دار ^{ست} پیغمبر اں	جاش کہ ام ^{ست} چہ گوئی دراں
از ہنر خویش کشا ^{ست} سینہ را	مایہ مکن ^{ست} نسبت دیر ^{ست} نہ را

آبِ گھربائے کن اچھے	دُر چو کُن گشت بود ز در دے
زنده بمرده مشوای ناتمام	زنده تو کن مرده خود را بنام
زنده که از مرده فضولِ یست	مرده بمرده بختِ بولِ یست
زنده کن مرده میخافست	و آنکه دم از مرده برآر دست
از گهر دانش خود ساز تلج	نے ز ریمے کہ گہر بہ زعاج
از پدِ مرده ملافتِ اجواں	گر نہ سگی چوں خوشی از استخوان
ہست ز دانش در جاتے کہ ہست	وز پئے جاہل در کاتے کہ ہست
چوں پئے جاہل در کِ اسفلست	پایہ اعلیٰ طلبد اجلست
بے بصرانِ رست بہر جایگاہ	کاستن از دل و فردونِ رجاہ
بیش و کمی نیتِ بینا کار	دیدہ نہ فرہ شود و فی نزار
فائدہ علم بہینِ خاص	کت دہد از جاہ و تکبرِ خلاص
سبقِ ادب کر پئے خود بینیست	مطلعِ دیباچہ بید نیست
علم تو نورست سیاهش کن	شمعِ سیہ خانہ جاہش کن
مشعلِ کعبہ بگلخنِ مسوز	دلِ حق حذر از سوزِ علی مدوز
مرد کہ دانش ز پئے آبِ جت	دست ز دانش ہم از آبِ جت
چوں طلبد ز اہل تکلف قیام	آنکہ بود مقصد صد شش مقام

برتر از آن شد شرف بهمند	کشت نبش اند بصدربلند
مصحف اگر بر سر و پا بکفست	سود سر و سودگی مصحفست
منبر و محراب سزای کسست	کشت سخن از دین و دینت
چون زند از هرزه مذکر نفیر	بوالعجی باشد و هنگامه گیر
خونگر کشت و خط از بر بود	ولے که صد محفل از و کر بود
بهر نایش صفت بهسراں	نفسه بهوده زند چوں خراں
نیشکرے باش ز پری خموش	چند زدن چوں نئے خالی خوش
آنکه نداندر قی بهر نام	به ز قی که بود نام تمام
حقه ز یک مهره بنالد زبن	خالی و پر هر دو نگوید سخن
آنکه تھی مایه نفس در گرفت	و آنکه بود پر دم از آن برگرفت
خم که ز بالاست تھی تا فرد	نائب گر مایه بود در سرود
عالم غافل بسوال و جواب	هست بیانش چو لیدن خواب
خفته که بهوده لب بر سریر	دیو مسلط بودش سخره گیر
علم که از خواب سگالان بود	علم نه کافیه زالان بود
علم چیاں خواں کپس زندگی	خواب تو باشد شرف زندگی
چون تو نے از شاد و می جلدی	علم مگو خواب پریشان گوے

چند بود ساغرِ نہاں زدن
 زشت بود ز ہر بلو زینہ در
 حافظِ قرآن کہ خورد بادہ ہے
 علم کہ را ہش سلامت بود
 خود و وطن خویش بود سوختن
 آنکہ یہ تعلیم دل افروز دت
 تیشہ زن اندر ہنرِ آموختن
 شمع شب افروزی کا شانہ رست
 خاک شد سوزن پا آزمائے
 خامہ مزین سوختن عامہ را
 زرق تہ رخصتِ نعلان بدہ
 بیستہ کل مرغ بئیر بہاے
 شرم نداری کہ چو فران ہی
 عالم نیر داں بود از جیلہ دور
 جیلہ تنویر بحسبِ صواب
 پس نفس از رخصتِ قرآن زدن
 یادہ و قرآن بیکے سینہ در
 کفر بود شستنِ قرآن بے
 بدرقہ را ہ قیامت بود
 بدرقہ را رہنر نی آموختن
 رہنر پے دوزخ سبق آموز دت
 تخت نسا ز پے سوختن
 نر پی آتش زنی حنا نہ رست
 خار مکن سوزن خود را پائے
 آلت تنویر مکن حنا مہ را
 زیر ملک ہیستہ شیطان منہ
 از نسب خویش بود بچہ زلے
 تیغ نبی در کفِ شیطان نبی
 ہیچکے سایہ نہ بیند ز نور
 بوقلمو نیست برام الکتاب

سلہ افسر اور صحت کا کلہ ۱۲
 ۱۲ منہ
 اس پر بال نہیں ہوتے ۱۲
 و تختہ
 ۱۲ کل مرغ ایک قسم کا گدہ جو جس کا سر سرخ ہوتا ہے اور
 ۱۲ یہ داں زائیدگی

ز آنکه بداند زه و سیر و رود	این تہ شنیع بر آگہ رود
حاک بنود بر ورق بے نگار	کس جہلار آنکند جرج کار
کز رہ تحقیق بر آری نفس	علم بہان ست تحقیق و بس
ہم بوی از ختم خدا ترسناک	ہر چہ کنی گرچہ صواب ست پاک
علم تو در دیں غلے ست عظیم	چوں تو نداری ز خط نیز بیم
وز پے تحقیق عمل پائے مست	ای ز پے فتنہ میاں کردہ چست
کالبدے دارد دو جانیت نیست	علم کز اعمال نشانیت نیست
کنده بود کالبد بے کلاہ	کالبد از ہر کلمہ بیش خواہ
خط کشش از خود ہملا گشت	آنکہ سبق خواند و سینہ نگشت
گرچہ بصد حبیلہ بر آرد سرے	عالم بی کار نیابد برے
صدرہ سزیر کند یا زبر	سوزن بے رشتہ ندوزد اگر
داع جبین کحل اسفار یافت	کار شناسے کہ رخ از کار یافت
کو نہ عمل دارد و فی علم نیز	قاضی بے علم نیز زد پیشیز
عامل شر کردہ قضائے خودش	نہ علی بہر خدائے خودش
گاہ قضا دو زخے آشام کرد	دو دچراغ آنکہ نیارست خورد
تیو تار یک بود از دروں	و آنکہ خورد دو دچراغے فزوں

نابود ز بود زاپس زاکر ز عملے زاکار ز حال ز بدش ز اثر ست

از پئے یک میرستم کیش را	محو کند صد حق درویش را
جیلہ گرانے کہ مظالم کنند	شرع بنی سخرہ ظالم کنند
ہرزہ شہ را دم نہاں دہند	کفر ملک را لقب ایمان دہند
واجبہ کہ شہ کار پریشان کند	آہنہ از رخصت ایشان کند
او فگند مال کساں در خاک	شاں ہمہ گویند حلال است پاک
در فن بوجہل کنند اتفاق	عدل عمر نام نہند از اتفاق
ہر بزرگ کو صعب و قوی تر کند	سہل نمایند کہ دیگر کند
ور دم ترست است از ابریر	در نفس از جیلہ کنندش دلیر
جامہ پئے صرفہ خلق کردہ اند	از پئے پوشیدن حق کردہ اند
دور خیالے ز ملوک آب جوے	رے در آتش ز پئے آبروے
علم نہ علم ست برابر باب جاہ	جادوئے ہست از پئے تسخیر شاہ
خواب تیکرار بے اند	تا شودش خاک بہ سلطان بود
بہرہ علم از در سلطانی ست	چادش شہ عالم ربانی ست
امی سخن از کوفی و شبانیست	چند در خسرو و خاقانیست
میل یقینقر و بعتر امکن	شدہ تما جیت اغرا مکن

رُ نغان ہند رُ کنند سہ ہرزہ فحشیں بیگناہ و خطا ۱۲ رُ ۳۱

رُ جرق رُ جادویت رُ دود رُ اپیں رُ شبانیست رُ اجلتیں خسروی خاقانیست رُ قیسفر

ترکی کو ہندو کے گوشت کا شہوبہا۔ ہنرا۔ ہنران خاں بادشاہ کا ایجا کردہ ایک کلمہ پڑا۔ و شکہ نرم پڑا و پانوالی ہی ایک کلمہ آتش ۱۲

دور زمیری کہ بود خیرہ خیر اوز تو آزاد تو ازے اسیر

حکایت مشعلہ بادشاہ کہ شکایت عالم تریان و شن کرد

ورقم جائزہ احساب و گشت

نیم شبان نکتہ شناسے شگرت	پیش چراغ ملکہ خواند حرف
ہر دو چو گشت نہاں ز نقاب	دیدیکے شان ز بزرگان خواب
گفت بدانا کہ چگونہ است حال	گفت چہ پرسی ز عذاب بال
گفت کز انسان کہ ترا بود بست	با شرف علم و بال توجہیت
روز شب و مشعلہ حالے کہ بود	قصہ بروں ز روز و بالے کہ بود
چوں ز ملک جست حدیث چراغ	گفت کہ شد بنعم آں شعلہ باغ
سبق معلّم ز پے شادیم	گشت ز آتش خط آزادیم
اوشدہ از مشعل من تافتہ	من ز خطش حرز اماں یافتہ
جاہ فقیہ از امراے سفیہ	سود امیرست و زیان فقیہ
خمسرو اماں ز امرانیت خیز	سوے فقیہان حسدانی گیر
از پے کفارت تعظیم میسر	دیدہ ز پایے علماء بر گیر
مقالہ سیوم در کمال کلام کہ مالک قلب ست ممالک پان	

ملکتِ تکلم کہ فضلہ جان ست فضل انسان زبانہ زبان
 رابد و احتراق نیند و دن اگر نقدے اشتعال یابد آب
 وہاں را کار نمرودن

قالبی از بہر سخن ساختند	ہرچہ دریں چرخ کمن ساختند
قالبی این سکہ بہ از آدمی	لیک نیفت ادبش ز می
جاں نتوان گفت کہ قالب بود	ہر کہ نہ زیں سکہ لباب بود
کادمی از ناطقہ زندہ است بس	زندہ بجز آدمیاں نیست کس
از طرٹ ناطقہ نازندہ اند	واں دگراں جملہ کہ نازندہ اند
وانکہ بدوزندہ بود زان ست	پس چونین ست سخن جان ست
حرف نخستیں شدہ در خط کمن	ای تہو دیباچہ عقل و سخن
ہر دو ہم شیرہ جان تواند	ایں خرد و لطف کہ زان تواند
لیک کلید شش زبان داند	گر بخرد گنج ہنساں دادہ اند
وین دم جاں را بہماں کاویت	کس چہ شناسد حد گفتار چیت
بلکہ یکے از صفت کبریاست	کے سخن از غفل آب گیاست

رازیں را آدمیں را بدو را خطا کمن را چو ہمیشہ

یک بیاید دل باریک جوے	کو بسجن فرق کند موبوے
شانه مشاطه بود فرق کوش	مقنعه بر فرق زنان فرق پوش
فاخته چون نغمه بگو کند	بوم چسپرا بید که کو کند
هر چه بینگام نگید که	خاموشی از گفت نکوتر بے
گاه نوا سرفه قوال پیر	بهر خموشی شود شش حلق گیر
صوت که دندان کشد در فغان	اره دل باشد دسویان جان
گر شغب غوک بدے دلپذیر	چاه نکرے ز نفیر شش نفیر
آنکه حدیثش به تئیز نیست	مژده دل در تن او نیز نیست
خواب مجاور که تیز ویر است	گور تپی بهر تعبیر است
لفظ مزور که عبارت نمود	بر درم قلب خط خوش چه بود
لعل که آں راست کند از دروغ	قدر ندارد که ندارد فروغ
نرخ ندارد و بر قائلش شناس	قالی ابریشم و تارش پلاس
قول سه کس نیست بد هر استوا	شاعر و قعه زن و اختر شمار
لاجرم آں که سه مکرم است	هر چه در آرد برکت کمتر است
نیست ز شاعر دم سیری درت	کز الف گرسنه اشباع حُت
ز آل همه بحر شش که در معنوی است	برگذر قافیه حرف روی است

قرص خوراند ز خوردندانش نیست	و آنکه فلک بنیزد و هم نانش نیست
ماهی و شمش بجل با هم است	ماهی نه بحر شمش کم است
تخته خاکی طبق خوان اوست	کی کشد او سفره که صفر آن است
تا چه دهد پهلوی چوبی تراش	قرعه ز نمان نیز کم اندر معاش
گی و دانه آرد ز زبجان او	قرعه که گردند بفرمان اوست
مزد و رونغ ست بگفتارشان	این همه ناراستی کارشان
کش بود از راستی خود کلید	پس در فتح ست کسی را پدید
حرف نرفت از حد جدول برین	راست و ال راست حد کا و زین
سرنهند اندر قدم بر استان	آنکه شد از سخت سری داستان
پیش زو راست نگونی کند	گرچه کماں سخت حرفی کند
باد حوادث کلمش کثر نکرد	سرچو سوی راستی آورد مرد
قالب توقیع سلامت بود	هر که به تن راست علامت بود
تیر شد از کالبه راست است	صدق جز از راستی ل نخواست
مسطر حرف دگران شد بیست	آنکه رگ راست را ندانم است
هر خط او بر کثری خود بود	مسطر که چون تیر کاعتد بود
آدمی از جوش سخن غالب است	بس که نه گفت همه بر قالب است
برهنه هم کرد زبانش تمام	مرد که پوشید زبانش کام

پرده در اہل درم گشت نال
 دیدہ آتش کہ لشکر و نساہ
 در و زبانی ست صواب گزاف
 میل بود باد و زباناں دیرن
 کار و کہ قصاب و دہر ہم زند
 مار کہ چون پیہر رسن لیس ماند
 طرہ گفتار مکن حسم حسم
 نکتہ کہ افزوں نیست دست و پا
 قفل فلک در سج دہاں را ہر دہاں
 گفت شنوب ز سخن دار ہاں
 پستہ پر منتر نگوید حسن
 ہست جلاہل بنظر پستہ و شش
 باز چو کج شک دہاں باز نیست
 بلبل از آشتی گی خود نگر
 پرده در اہل قتالت قتال
 پاسے زگل پارہ شود لب ہاد
 خطانہ نویس قلم بے شکاف
 گر دوست نیست فزن بد تیغ
 پشت بصد زینش خون خم زند
 از د و زبانی ست کہ لب لیس ماند
 گر چہ دل آویز جاسے ست ہم
 گوش خرگ داس کہ بھر کرد جاس
 گم کن اگر ماند کلیدش در دہاں
 پنبہ کش از گوشش نہ اندر دہاں
 گر چہ دہاں ست ز سترابہ بن
 کرد و سمنگے بھفاں ست خوش
 جاسے سخن در دہن باز نیست
 خرد زبانے و بے شور و شر

۱۔ پیہر - سیاہ اور سفید - اہل ۱۲
 ۲۔ مکن - نہ کلیدے

۱۔ قدم
 ۲۔ پیش
 ۳۔ حال
 ۴۔ تکیہ
 ۵۔ زبا
 ۶۔ خوسے
 ۷۔ دہن
 ۸۔ فغاں ست و خوش

ہر کہ دہن باز بود غافل ست	فاثرہ ز خواب ست و لال ست
و آنکہ دل اوست خموشی پسند	خواہ دہن و اکن دخواہی پسند
حلقہ کہ در گوش کساں گشت	با دہن باز حدیث نہ گفت
مرد بود کم سخن و تان رے	قہقہہ در خندہ گلہا مجھے
در لب ازادہ نہ بیمے بود	پاسخ سوسن بر نسیمے بود
آدمی غم بڑہ بیچارہ گشت	کز شغف رعد زین پارہ گشت
آں کہ کند گوش کج آواہ	ناب کرناے بود نامے او
خبر چو کند بانگ ہمائیگی	منہ نہ آتد تہی مائیگی
کس نہ کند از سخن نرم بیم	در سخن سخت تبر سہلیم
بانگ زند سخن تشدید اگر	حرف خرد در دل حرف دگر
تیز کن تیغ زبان در دہاں	تا نہ حلق ترانا گہاں
تیغ کہ اد گوشت بر دہیست	تیغ کہ از گوشت بود آں بیت
ہیچ کے ز حسن نہ بانی نہ کرد	کا تر آں کار زیانی نہ کرد
خار کہ دارد بزبان نیشتر	ہم بخیلدن شکند بیشتر
لیک تر سند زبان آواں	گاہ جرات زد دل یاد آواں

ز خواہی ز زماں ز شغف مگہ شنب منہی شود و خوش
 ز کہ کند ز در زماں ز روشت ز ازماں ز یادراں

خیر زبانی زخم سجان ز زند
 از دل سخت بستن با نایب جنگ
 ره نبرد سوئے خموشاں کے
 در دل شب ہند کے درد از کجی
 ہرچہ لبیت را سخن رہ درست
 چون شنوئے است خدا موبو
 نے ہم لب را تو در اندو زبانی
 گوش منہ بر لب نیست گم
 راہ مدہ هیچ خشک آب گوش
 خاصہ ہندو کہ بلا گوش درست
 نیک شنو باش ز گوش سری
 قطرہ نم در صدف پاک جرم
 ہرچہ رسد پر حشر اے آب گوش
 سمع بزرگاں بہ بصر شد دلیل
 ناشنوائی ست دلیل کری
 خوں جہد از بوسہ کہ شتر زند
 تیزی خنجر بود از خارہ سنگ
 زخمہ خور و مرد سخن گوے
 تیسر زند بر سخن آدنی
 جائزہ قلم سمع اللہ درست
 ہرچہ نیرزد شنو آں گوے
 سامعہ اہم ادب آموز ہاشم
 تا تو حسم لبنا ز نباشی در اں
 و در دہی از پندہ دہانت پوش
 فتنہ پنہاں بہ بنا گوش درست
 بد شنو آں گوش کہ شد سری
 در شد اندر صدف زشت کرم
 زود گمازند بد چشم ہوش
 مروءہ چشم بود گوش پیل
 گوش گراں ست نشان خری

لہ چیرہ لہ زخم لہ کیس لہ آدیں لہ شنوئے
 لہ بشنودرگو لہ خامہ لہ شود
 لہ خامہ لہ شود

هر که سخن نشنود از عیب پوش
 خود شود اندر حق خود عیب پوش
 گرچه بر دهنده زنده مرد و زن
 یاب و بگوئے شود پشون
 آن که ندارد بد با آن انگیز
 گشت زبانت چو ز رفتی درشت
 کام و زبان از بد خاص است عام
 لوث که در گرد زبانت بود
 لیک هر آن فربله کاگنده
 نیست چو هیچ آب دهنانت پدید
 نه همه گفتار از آنسان خوش
 گفته که نغزش نباشد به بن
 نیست چو از زبده معنی سرخ
 خود شود اندر حق خود عیب پوش
 ادهم از آن خنده شود خنده
 یار و گنگان و کرا گیسو
 گرد و از دست شربت میس
 شربت جلاب چه سودت بشت
 به که زبان را ازسانی بام
 شو اگر آب دهنانت بود
 هر چه بشویند شود گنده تر
 ماند بن چار زبانت پلید
 هر چه پسندیده بود آن خوش
 کن بود ز فرس بے سخن
 چند توان و کله چو مشکین

حکایت عنان اری ابراهیم ادهم ز جولان بیوه
 راه رفته کرد از ادهم سوال ق کافه که تنبیه آن حال

را ارچه رود را گیر و رد را درست را زبانت را مانده
 را ز را ز غیش را کله

صحیح فلک در تیر پایاستی	ایں قدم آخر ز کجایاستی
غازین گنجینه گره کرد باز	راز بردن ادا ز صدق از
گفت از آن دو که زبان لعل	دشتم از بیده گوئی نگاه
در سجدهاں انخواستم ز بند	بجز سجده که بود سودمند
زین همه راهی که سیرم میاید	ایں علم شد بخت دانهام
گفتن بے فایده ترک حیات	قول مویجه صفت نبیاست
خبر از ایوان تو برگشت وز	تا کیت ای حسنه درانی هنوز
زین بین باز نه شد مدار	گر ز خدایت ز خود شوم دار

مقاله چهارم در تمهید اثین و حدت تانی و تشید اثین و خمسه
 مسلمانان اول شجره طیبه شهادت که فروغ آسمان اختر
 ثمره جانی برداشتن دوم اقامت ستون تاج که قافه
 دین پیغمبرست در ارکان بافرشتن سوم از زر و سیم فرکا
 زکوة کلید نجات ساختن و در شبت کشادن چهارم از زو
 ماه رمضان مهر بر بردونخ نهادن پنجم سوبه انان

۸۰
 کَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ لَهُ مِثْرَاهُ بِرَدِّ شَيْءٍ فِي مَالِ اللَّهِ
 وَعَوْنُهُ وَتَوْفِيقُهُ

تینچ اساس ست که ایانی ست	هر یک از ان حسن سلطانی ست
هر که در آئینه عمارت بنیاد	مایه خود جمله بعنارت بنیاد
اول از ان جمله شهادت شناس	هر الفش هم سعادت شناس
لای شهادت که بتوحید خاست	دو گشت او دو گواهند راست
لا چو به وحدت در الازده	هر چه جز الایمہ رالازده
این دو کتابت که دو عالم در دست	سهل مبسک کانیچیز این هم در دست
بانگ نماز ارجسته قوامی رود	قامت او هم بر سماعی رود
پاک دینت ز سماء زمین	رسته ز سر چشمه عین الیقین
هر درفش حمله مغلده شده	نامی از الله و محمد شده
دنیا و عقبی ز برش مایه	سدره و طوی ز سرش سایه
شبهه او بر فلک برتری	میوه او ز آبی و باغی بری
رخت چو در سایه شاخس بنی	میوه نیایی ز رختی الای بی
بچه شهادت کنی از حق پدید	کوست گواهی و کنی بی شهید

لَا اَسْ لَا اَدَّ لَا ز لَا تَار عه آبی - بانی و سرکش ۱۱
 لَا کَوْتُکُو اَهْت کَفَنی الَا شَیْد

ہیں گے گواہی چہ موجبِ نبوت
 آں کہ قبلہ شد اللہ نبوت
 مرد دم در ہمہ ایام خویش
 تیغِ فریضہ ست بہنگام خویش
 ہر کہ قوی باز و از ان پختہ
 گردنِ شیطان کفشِ رنگِ گشت
 جبلِ متینِ کلمتِ محتاجِ یافت
 از پئے این کنگرہ معراجِ یافت
 پشتِ کماں در آباں کن دست
 کیں حدِ قوسینِ معراجِ دست
 شرمِ نداری کہ ترا حی پاک
 خواندہ بمعراجِ دوتو خفتہ بنجاک
 ہر چہ بدہر آدمی ست دپری
 نیتِ مگر بہر پستش گری
 لے بطلالتِ چو فرو مایگان
 چند خوری نعمتِ حق رایگان
 وحشِ طیلوسے کہ چرخوار کرد
 سرگبہ خور و نگونار کرد
 قطرہ آبے نخورد مایگان
 تا کفِ دوسوے آسمان
 جسم و جافے کہ بکوبہ و دہ اند
 ہم بزبانیِ بقیّالی اللہ اند
 سنگِ دگیا ہے کہ تو بینی خموش
 غفلِ شانِ ست فلکِ الگوں
 و اں کہ بری خارجِ حیوان شدہ است
 ہم پستش ہمہ تن جاں شدہ است
 و اں کہ ملکِ پائے تریحِ یافت
 بر شدن از رشتہ تریحِ یافت
 چرخ ہم اینک بشکستِ بود
 ہست ہمیشہ بر کوع و سجود

را چہ را نشست را نشت را کنگرہ را کماں دار
 را بمعراج تو را در اند را شانِ ہست را فلک را ہم آنکہ

جمع کو اکب کہ چیاں می روند
 آتش و آبے کہ دریں پڑہ اند
 و آب و گلے کاں تہ آسودہ اند
 خلق ہمہ بردردا دیا ر خویش
 آدمی ست آں کہ بعت گمست
 آں کہ سجدے بر سرش کم بود
 کسوت اسلام در اندام حیت
 حیل و کسوت روشن دین کیست
 کمنہ گلیمہ کہ نمازی بود
 جامہ اسلام بر اصحاب ریو
 این لباس ست کہ تلبیس ست
 راکع و ساجد شدہ تن چون لال
 ہوش میخانہ دتن با جدے
 بیضہ دل خواندہ تو دل انہام
 چوں بوداں بیضیہ اسلام چوں
 ہمہ بر سرش سجدہ کناں می روند
 ہم رخ خواہش بسا کردہ اند
 ہم سر طاعت بزیں سودہ اند
 ہست پرستندہ بقدر خویش
 دیو دل ستا چہ تن درمست
 باشد از ابلیس نہ زاد م بود
 قوت اسلام در اندیشہ ست
 سایہ طاووس نگارین کیست
 نہ اطلس نوبہ کہ بیازی بود
 پیر فرشتہ است مگر ران دیو
 و آں نہ خیال ست کہ ابلیس ست
 پویہ زناں مشرق و مغرب خیال
 ولے ابلیس طاعت آلودہ دے !!
 وز منی آلودہ در و نش تمام
 کاید از و چشم طیلان بروں

لادب لادار لاعت لایمان لہ علیہ لا دیں لک ازان
 لہ بیخانہ دورو لا دزیں - پدیں لک ایں

سنگ تو در دیں بود ار استوا
 نفس که رویش نه مسلمانست
 بیضه شیطان شکنی صد هزار
 خطبه او سلم شیطانست
 دور ز نفسی که چو آهنماں
 چند توان اشت درین یولان
 یک دست ارباب دفرماں بود
 پاکی آن مومن پاکیزه خوے
 قطره آبے که چکد ز آب دست
 گاه وضو شستن دست از سخت
 کاوری آن دم که بدرگاه رو
 مسح شراں گونه کن سرسری
 پاک چناں شو قدم روشنست
 شد گل سرشوی چو پاکیزه
 سهل بود ز آب که شوی برین
 پاک شود راه حن و اندگیر
 تخت پیشانی خود کن بکار
 بیهوش شیطان شکنی صد هزار
 خطبه او سلم شیطانست
 دم زند از نفسی که مطلق غناں
 ز آنچه مجلس دیواں فراخ
 مرتبه ملک سلیمان بود
 کاب نمازی دهرش آب رو
 دشمنه بود بر جگر دیوست
 مو عطف می کند از پرده پست
 دست ز آرایش باطن بشو
 کاب ز سرگذر دست از تری
 کز تری آزاد بود دامنست
 گرچه که خاکست بیهوشت جلے
 آب چناں جو که بشوید درین
 گرچه پلیم - زمین این پند گیر
 تخت خاک از پے رو ز شمار

ز رویش به مسلمان ز تعبیه
 ز بر ز چوپاکی ز سهل بود آب
 ز بخار

تا شود ناصیه در سجده خاص	که شود از ناصیه گیران غلاص
نقش آلی است بلوچ حبیب	بر در مخلوق مست بر زمین
وای که تا چند چو افسردگان	سجده کنی بر در این مردگان
لے که گزاری بجزا زه نماز	سجده نیاری که نذار و جزا
زشت نمازے که ریاشان است	مزبای دیو در ارکان است
گشت ستونت چو ز دیوک تہی	ستی آں سقف کہ بر تہی
ایں ہمہ جائے ست کہ فرضت بجا	ہرچہ جزاین ست چہ جائے ست
لے ہمہ در جمعہ و عیدت نماز	کے بود آبت ز در بے نیاز
تہج خطیب ارچہ کہ محرابی ست	کند و سر افکنده زبے آبی ست
آں کہ نذار و دل اسلام جوے	ہست بہر جا کہ زود ز دروے
ہست چو زرد آئینہ مندواں	سرخ در و دیدن و چوں آں
پیشہ مرد ست نماز و نیاز	زن بود از عذر زنی بے نماز
تن کہ بطاعت نہ بود نور دار	عذر زن بشنو و معذور دار
نیست نماز آں کہ کنی بے خشوع	وزدی ارکان بسجود و رکوع
سجده نہ باشد کہ برے زمین	بر صفت مرغ شوئی دانہ چیں

از ناصیہ سجده - ز بود ع مراد از زشتگان عذاب ۱۲ ز ننداری ز کہ بر خود ز نفی
 ز آبت بدر ز کہ بود ز مردانت ز دور ز زانو

تو بچیں چیدن نہ ز خاک
 کن بہ نازت ہمار کاں دست
 کے پری اندھ صفت غمان پاک
 ساختہ کن بابے از ارکان سرا
 مات شود جائہ ایمان دست
 یافت اساس دین چوں بہ راز
 سوے عمارت گہ ثالث خرام
 بوکہ دہ شمع حضورت خدای
 سدائاں بند ز سیم زکوٰۃ
 محکم از پنج ستون مناز
 مال کر احسان بکات دیست
 داں ہمہ بنیاد ز زر کن تمام
 آں کہ زینہ دہدت بوشک
 دور درم کن سپر مہلکات
 خواستہ ناخواستہ دادت خدا
 پنج زد دینست زکوٰۃ دیست
 زانچہ نصاب ست نصیب بد
 کمتر از آن کشن ہی از چل کیے
 سوختہ را درم خوش فرست
 دلے کہ تو خواستہ ندیشے
 چوں سہ بنیافت بطاعت قیام
 فرد دایے بطیبہ بدہ
 روزہ کرم نامہ روزی دہا
 مہر بد روازہ آتش فرست
 ماہ نوروزہ کہ گردید پدید
 قاعدہ چارمی آمد صیام
 کردہ اشارت یکا برد کہ ضم
 نامہ کہ حرفش انا اجزی بہا
 گہ چوسہ غرہ گہ عین عید
 وز دگر ابروے اشارت کہ قم

لائزیں لڑنجاک لڑستونے لڑسیم لڑزرکن
 لڑات بودر قیامت نجات لڑاحسان کوت لڑانچہ لڑروز لڑہم لڑغم

صایم ازین مملکت دین فزائے
 عید شدہ شخہ شہر شس باز
 بود چو مہر زہمہ سالت شکم
 یازدہ شہر از شکمت بوناک
 زشت بود دل بخش از تن شدہ
 چرخ تراہب شرف ساختہ
 گنبد مسجد کہ شدہ از مال ساخت
 چون تن مردم زکیاست پرد
 گرنگی کاہل شکم را بلاست
 گر تو سعیدی ز غم ناں منال
 روزہ کہ خورشید دے آتش و سست
 باید تا نہ رصف دیوان شکست
 و اں کہ خطا کردیکے راز جاے
 چارہ نہ باشد چو بیابی تمام
 پیش کن آنجاہ بصدق طریق
 کورنہ۔ نور صفار اہیں لا
 مشرق بند آمد و مغرب کشائے
 چادش خوان آمدہ بانگ نماز
 کم زمی کت بود این نایہ کم
 کم زیکے شہر کہ دارش پاک
 عرش خدا در چشم گلخن شدہ
 تو تن خود دیگ علف سناختہ
 شیر کش مہر ز چال ساخت
 کو چو خراں بار نجاست برد
 راست رواں اہہ تنم صکات
 سنبہ بر مشری آمد و بال
 نورے اینک سپر آتش ست
 تیر خطا کم زن ازین نیم شست
 سہم زدہ گشت زشت خدا
 زاد حلال از رہ بیت الحرام
 بندگی حضرت بیت العقیق
 لنگ نہ۔ راہ خدا راہیں

را در تہ گلخن را کے چو خراں را کن را تا کہ را پیشہ کن را بصدق طریق

گرتن بیار بود گوشه گیر
 در دل بیدار بود توشه گیر
 خیزد دریا و بیاباں ترس
 تشنه بر و غرق شود از جاں ترس
 ز اشکِ ندامت گهر افشان کجیب
 ترویه ده به پنجبیاں غیب
 لیک صفای تو گرازمی بود
 دم زدن از راه صفا کرد بود
 گوئی بتان دل ظلمت پناه
 بیت حرمت بس و سنگ سیاه
 مسجد اگر هست مثل پیش در
 از پس سائے رسی آنم مگر
 در همه سالت نبود ایں هوس
 جز بر آویج نخستین و پس
 آن که دو گامی ره سالت بود
 در ره یکساله چه حالش بود
 حکایت حاجی که در راه حج صرفه تعلین کرد و برهنه که

از پوست سینه خود تعلین راه بستن

کعبه رفس دید بصدق و ثبات
 برهنه را بره سومنات
 جاں زدیم شوق مساحت کنا
 خاک ره از سینه مساحت کنا
 خشکی سینه بر راه دراز
 از سر دل پوست همی کرد باز
 گفت پرماتِ خون و رجا
 کین سفر آخر ز کجا تا کجا
 برهنش گفت که سالیست بش
 کین از نیگونه گرفتیم به پیش

لوتیار ز چو ز زومت ز اگر

گفت نیشنده که چون پاویست
سینه چاوداری ازین گوشت پست
گفت چو دل در ره بت باختم
پا برش نینزد دل ساختم
لے که ز بت طعنه به بندبری
هم زے آموز پرستش گری
گیر که میرش به نشانه خطاست
هست بکیش کز خود تیر راست
سستی آن کز روی دین سست
کو بکشی ماند بکیش درست
هر که درین کیش از دخم زفت
راست نشد تا بهجت نمفت
تیر که در کیش کماؤش بود
عاقبتش تاب ز آتش بود
خسر و من کوش به تیر صواب
تات شود ترک خدائی خطا

مقاله پنجم در تقویت تقوی و جهد جهاد اکبر و اقوی
و تطهیر نفس از لوث شهوت و تذکیر جمع و ارجیای

سنت و جماعت

لے شده باز پیچ دست هوا
کرن ردائی بره نار هوا
جهد و مال این چه پریشانیست
ترک خدا این چه مسلمانیست
پیچ کس از بند خود آزار نیست
پیچ دلی رازحت دایانیت
ریج طبیبان بسیل است نبض
مرگ نویسنده باطلات و قبض

لے او لے ازین خم برفت لے خطائی که هر لے لے نار لے لے لے لے در اطلاق

بے گھرے خلق کہ کاں میکند
 گزنگری حسرت ہمہ جاں میکند
 در غرضے کوش کمانت بود
 کوشش بے سود زیانت بود
 نامہ چو از آب نویسی رواں
 شستہ شود ہم نوشتن رواں
 ہر کہ بہر ہمیز زیر دھیب
 از پلے دار و نہ رود بریب
 ہر کہ نہ بیز عمل خویش را
 ساختہ شود گو غضب پیش را
 سرمہ چو ہموار نہ ساید کے
 چشمش از اں سرمہ بگرید بے
 مرد نہ از چربی طینت نکوست
 نورتن از مغز بودے ہیوست
 از گل چربا رچہ کہ باشد چراغ
 کر زیدار نیست زرد عن چراغ
 تمانہ پر تو اسلام نور
 کے شود از جہیہ سواد تو دور
 زہد بردقت تبسمایہ را
 خنجر خورشید برد سایہ را
 لوث چو پریش نہلاکت کشد
 آب چو بگرفت نہلاکت کشد
 خنجر کہ از بہر تو کردند پاک
 قبلہ گردون و مصلّا خاک
 چونکہ زیں سجدہ گہ رویست
 چشمہ خورشید زیں شود دست
 کالبدے داد و خدایت دست
 سستی جانت کہ گزارش نیست
 زانچہ خدا داد و نولے باز
 مردہ نہ دست بچاے یزن
 پیش کہ آں دادہ تانند باز
 در منکر بتہ تو بارے یزن

لاچوں لائش ز حیلہ کرید ز پاک لڑچوں یزیں ز جانش ز آنچه

پشیرک زان کہ باند زکار	ہیکل آسودہ بکاسے در آر
نرپے بازی ست کہ این دادہ	جان دست از پے دیں دادہ
گندہ بے تیشہ بیکار چیت	دار ویت از زوں ترن بیکار چیت
کم زیکے تخته حرز خدے	تیشہ تو ساخت بوجیک دما
کوشش پاک ہلاکی بود	در عملے کوشش کہ پاکی بود
ہمدکن بکے اگر می توان	کار چو پیش ست بچہ لے جواں
زان بکے ہست خود اور بے	نیکوئی آموز بہرنا کے
آتش غرود و دم گرفت ست	آں کہ بدم داد دن مفسد خست
تاچہ زوں کرد بد ریا ز آب	آں کہ در افگند بد ریا لعاب
غرق شدن دستح می دام	لیک پسندیدہ نشد صبح و شام
بر سر چہ رقص کناں موش کور	بر خیم می داں دل مفسد نرود
بخز مغ و مطرب کہ ستاید ترا	دل چو میخ نہ گراید ترا
بلبل ادخند بیاباں بست	گل چو بویرانہ بیاباں بست
نقل۔ کبابے نکش ریختہ	چیت شراب آب شرآمنیختہ

را ساختہ بس را بجد را جد ہی سے کروش سب نگوں میں ہی لیکن کروش اور جبری کو کہتے ہیں وہ
 معنی یہاں میں بنتے۔ کرنش چھکی کو کہتے ہیں اور قصہ یوں مشہور ہے کہ جب فرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام
 کے لیے آگ جلوانی تو اور اسی قسم کے جانور گرگٹ وغیرہ نے آگ جلانے کے لیے بیٹھیں ماریں۔ اور یہ
 نے آگ بجھانے کو پانی ڈالا۔ اسی قصہ کی طرف اس شعر میں اشارہ ہے ۱۲ گز شدہ رہے بیرون از کباب نگ

خوردن میبردنی راست سر
 بود بریشم زین مار عشته دار
 کفشگری سپرم کهن می گزید
 مست بجز سحره هشار نیست
 خلق و تواضع که زمستان بود
 طیبیت می کش نبود بوی طیب
 گل که ز خضر اے دمن بود
 خانه مخالی که پیر آلودگی ست
 مست بنجما کند آشامی
 جان گس بهت غم پارگی
 پای بلرز دچو لب بر می بود
 شرب ز ناتیره کند رای را
 شیشه می کوست بجل فساد
 هرمن و سر کز آن آب فیت
 هر که بجام این قدح از شربت
 رے چوبے آب شد از ردت
 دال که بدش مخور دکن خود
 لرزه آواز بدو گفت یار
 بوسه دهن گشت بدانش فرید
 مسخره دیوشدن کانهست
 شعبده یاده پرستان بود
 دیو دال بود از وی نصیب
 بوسه از گلشن دیگر بود
 غوک و جعل راز و کسودگی ست
 پاک هم از بوسه افتد بقه
 زهر بود بر گیس آبیس
 مستی و ثابت قدمی که بود
 شاهد و مست کند پای را
 چیت کز آن ام نجاش ترا
 نرگس خود بسته این خواب یا
 آب هم از بوسه دم از شربت
 شیت چوبے آب شود مردن

لبراس لربود لربهتبد لرققاد لركود لراس

گاہ جوانی من گرتاب خویش	زود زود سیل از آب خویش
قطرہ کز پشت درشت تو ریخت	گوهرے از مہرہ پشت تو ریخت
گوہر سلک تو چو رفت از میان	مہرہ مخمل شود از ریسمان
نفس ترا جوش تو بے تاب کرد	نطفہ تو خون ترا آب کرد
مشت بندار بودت میل ز	چند ترا گشت تو در عقد بست
مشت کہ از عقد تو نگر بود	شست سے از بست تو نگر بود
چند نو دبا سے توان اشت چند	مشت ز عقد نو دوسرہ بند
مرد دم از شہوت آمادہ زد	زاں گرہ نیفہ نرد مادہ زد
مردی آن مرد کہ کم جوش کرد	ہر دو گرہ بر زد و خاموش کرد
مرد نہ آن شد کہ شہوت پرست	مرد کہے داں کہ ز شہوت پرست
طفل کہ بازی دھدش دست	در صف مرداں بہ بلاغت
مرد کہ تو بالغ دیں سازیش	اوست کہ شیطان ہد بازیش
زردنخواہی ز زنا رے را	پردہ فلک چشم زنا جوے را

لہذا ہم از عہدین شعر عقد نال کے متعلق ہیں جس کی شکل یوں ہے کہ ابہام کا سر بتا بہ اور وسطی لگی کی ہیں۔
یہ خاص حالت کا نقشہ ہو جاتا ہے۔ تریب کا عذیبہ کہ انگوٹھے کا سر انگشت شہادت کی دوسری پورے کی لکیر پر کھو
اور خضر و بصر و وسطی کو بند کر لو اس میں علیحدگی اور ترک پائی جاتی ہے۔ ترانوے کے عدد سے تمام مٹھی بند ہو جاتی
ہے۔ اس طرح کہ انگشت بتا بہ کو ابہام کی جسمیں گول کر کے ملاو اور باقی تین انگلیاں بند کر لو۔ باقی مٹھی
صاف ہیں ۱۱

را گرا ز را شود را فروتر را شود

دیدہ بود مہرہ کش^{۱۱} دل بعین
 ریم سگان ست بہر سو نگاہ
 آن کہ پھر رشتہ کش^{۱۲} نہ اہست
 کند بود گرچہ کہ دندان گرگ
 چشم پلیدی کہ ز پاکی پرد
 پیچ^{۱۳} کہ شد غمزہ زنی سازاد
 دل کن از شہوت آلودہ شاد
 تر ملائک مطلب کاے سلیم
 تاکت از رخصت دیوان شمار
 گر بغیریت نہ دلت خوں شود
 ہر کہ دریں آویہ ابلہ دش مست
 زنگی ناخوش بیماری دروں
 صندل ہندو کہ بہ پیشانی ست
 ایں چہ زمان ست کہ در ہر طرف
 ہر نفسے کار گنہ پشیر^{۱۴}

نرد نہ جنبد مگر از کعبتین
 شیر سر انگشت دہ خرامد براہ
 جعد^{۱۵} سلام و نوح شاہدست
 ہست زبان برہ سوہان گنگ
 بے بصرت آن کہ فریبش خور
 کور بود آن کہ خردنا زاد
 خیرہ بدہ نعت جوانی بیاد
 باقی از سببت شیطان کلیم
 دقت غریت ز رسیدت بکار
 دیو تو لا حول کہ بیرون شود
 فسق مراور^{۱۶} ابجانش خوش مست
 حور شمار و عز^{۱۷} بش از برون
 غالبہ مبہر شیطان ست
 ہست بفسق اہل جہان آتش
 خواری دیں باشند ازین بیشتر

۱۱۔ مہرہ دل کش بعین۔ مہرہ کش۔ وہ شخص جو گایا کسی دوسرے کو مہرے جلاو۔ ۱۲۔ پتخ۔ دونوں مترادف ہیں اس شخص جس کی پکلیں گر گئی ہوں اور اس کی آنکھوں سے پانی بہتا رہے۔ ۱۳۔ پیچ۔ ۱۴۔ ہر نفسے کار گنہ پشیر۔ بلون۔ رش۔ عیش۔ عجب۔ مجرد۔ کوارا۔ بے بیابا۔ ۱۵۔ جعد۔ ۱۶۔ فسق۔ ۱۷۔ عز۔

آن که بفرضه نکند کاهلی
 متقی اش نام کند و دلی
 بس که شد از کفر جهان پر ز دود
 آن که شرار سیت چرخه نمود
 کرم شب افروز زشت نام چو زان
 دود بود آن که نماید چرخ
 پیکر ستاره که باریک شد
 پاره نور از شب تاریک شد
 دلی نه یکبار که صد بار دلی
 زین همه گهران مسلمانان
 دعوی دین دل بے ترسناک
 زیر لب این خنده بدرابکش
 دوزخ سوزنده شد ارغلی
 دود گناهت چو سیاه کرد
 بس بود از گریه مجرم نمی
 رے سیه آب و دیده بشو
 دود گناهت گبرانت نسبت
 نام مسلمانیت از بهر حسرت
 نیکوئی از نفس نه از نام رست
 زیور طایوس ز اندام رست
 آن که ملک از شرع فزاید زده است
 زشت بود از غر کاهل ستیز
 اندک است که کند قبله را
 زشت بود از غر کاهل ستیز
 دین چو عمارت پذیرد ترا
 گبر که چه کند ز بهر ثواب
 باش که تا نامه بدست نهند
 رفت با تش هم از آل آب
 چوں شکن نامه بکشتند دهند

لا هر که از بشاوت چو از آتش از سوزنده که لا بودش و کونین

هر چه بخوانی و به پیچی مخوان	نامه چه خوانی چو به پیچی روان
مغفرت امید دار از امید	تا دلست از ترس نه لرزد چو سید
نور و دخال هر دو قهر آن دارند	خوف و رجا هر دو بایان رند
رخس برون تا ز که میدان سیت	گر بر ریاضت صف جلال سیت
گنج دو عالم است از دست	تا علم شریع بیان دست
تا نگشتی استی از اصل و فرع	میوه حالت نه پیش از شریع
ز خضر در خواب نه نهار بنده	طرح درین حسنه چه افکنده
فاتحه از سر احسان پس	علم گرت نیست ذخیره پس
پرتو یک شمع زرد و شعله پیش	در بودت علم و عمل هر دو خوش
نور و عید است که یکجا شود	عید که در جمعه مهیت شود
از پُر رحمت بسبب می کند	از تو که رحمت طلبی می کند
کرده و ناکرده پیش یک است	ورنه در آن درگاه نماند کسی
از گل ماش چه میش و چسبم	گر نه بهانه است ز نهر کرم
تا چه برد آره پاسبی	تا که نرد مهره رخشان تیغ
کار چو با دست پر و ز حساب	با کنه ایریم ز خشم و عتاب
جائزه آن علینا حساب	بس بود از پستی بخطا و صواب

از طاعت از فاتحات از پیش ز بود ز رحمت ز بحر کرم

گرچہ عمل نے بقیاس عطا است ہم ز عمل دست کشیدن خطا
 کار کن لے دوست کریں کشنیا تخم عمل راست برے بشمار
 و عملت فی سبیل اللہ سزا است آں کہ خدا می نکر دہم جزا
 حکایت نہایت کہ از جملہ فروطاعت بدین حق تعالیٰ
 قناعت کردہ

زاہد ہے از خوان ضا تو شہ گیر گشت ز غوغاے جہاں گنج شہ گیر
 شد ز بے سجدہ پنداش خاک زیں صنل پیش
 تا بہ نو سال میں ادوی دشت ز توفیق خدا یاوری
 صبح دے خضر ز خضرے دشت سوے نہاں نہ رازش گشت
 گفت ز علی کہ مرادادہ حق معرفت ہر دوسرا دادہ
 می نکر م کاین عمل صدق را می کنی وی نہ پذیرد حسدا
 پیر ز حالت چو گلے بر گفت آستینے از طرباقتا ندو گفت
 گر نہ پذیرد ز من پیچ کس آں کہ نگہ می کند آنم نہ پس
 من عمل خویش کم بندہ دار آں کہ خدا نیست برانم چہ کار
 خسرو اگر ویں سلی کار کن طاعت نرواں کن بسیار کن

لا دریں از پے ز دل ز می گفت ز ریزہ

کن بکن بیش بگفتنی آں چہ نیست و به پذیرفتنی
 مقاله ششم در شکر صوفیان صافی نوش و شکر
 لعل نشان زرق پوش و گام گزاری پیش قدم
 خطوتین قد وصل و گفاری پای در گل ماندگان طینت
 کالکار فی الوصل و سز نشن و اغداران فتگوی بهاجا
 و سرفرازی حکم داران تک ماسوی الله

ای قدم اندر ره مردان د	هفت در گنبد گردان زده
بر زردی یک قدم از طایفه خوش	تازه نمی بر سر خود پیای خوش
خاک شوازه بار لکد چوں گیا	بو که ری بر فلک کبریا
لنگر آرام بیک گوشه نه	راه بلا را نه رضا تو شمه نه
ژنده محنت علی ساز کن	بر سر ایوان فلک تاز کن
تا بهما کوس ای زنی	دیده نوبت شاهای زنی
باز نه دانند ز رفی دلی	صیت تو ز آواز چربیل
نام تو زان مرتبه کافروں کشند	غفلت در گنبد گردون کنند

لا بر نزدی لا برد جهان لا زانده لا بار کن لا فلک باز لا بدانند صیت تو آواز لا زند

گاه و غادر صف مردان مرد
 طبل که سوراخ کندش سپو
 تان شود خسته بعد جادلت
 چهره سنگ از نه کنی گو بگو
 خواجه که صد مضمضه از می کند
 هست بے صوفی نشین پوره
 چون زیش دور سلطان شود
 شب پره در قبله خرد پرفیس
 زاهد خشک از پئے اندام شو
 گر تو بجز آب شوی آب جے
 هر چه در آلودگی افتاد پاک
 دیدن خورشید که توان تاب
 رفعت از آلوده بتابد عنا
 گرفتن مردم بفساد است زرق
 مصدقہ است بفرق اندک

نام نہ برداں کہ خاک کے نچوڑ
بہرِ برونِ فتنِ آوازِ است
نورِ دقایق نہ شود حاصلت
دانہ کجا سودہ شود جو بچو
ولے کہ آشامِ ہلاکے کند
کش نرسد بانگِ موزنِ بچو
تنبہ بحرابِ حناں شود
صبحِ دم از بانگِ نمازِ خروں
کتبِ رسد از جے کساں ابرو
ردغنِ دوزخ شود اں آبرو
پیش نظر مانہ بود تابناک
بس کہ تو اُن دیدنِ تیرش دیر
پست نماید تیر آبِ آسمان
ز آدمیاں تا بلا یک چہ فر
مغرب و شام ست معنی یکے

و حقایق را که او را در کتاب پوشیده نوشت را رود را رود را به را طوذن را تا را
عه که از مال دیگران جمع میابی را را آب را کند را توان دید بر آیه آب را را در حق مردم را

ہست ز او تا د فلک اندا
 نوبہاں از قدم اولیاست
 مرد بہ پشیمہ دروں کم ہاں
 حذب زرگاں نہ شناسد کسے
 زو بفلک تا نگری در حضور
 ہر کیا اینچم کہ بخت کم ست
 آں کہ سہارا نگری ذرہ وا
 نسبت مرداں ہم ازین جاگیر
 این ہمہ مرداں کہ ملائک پذیر
 چند چو سنگ بزمین رشوی
 پرتوا شراق چو پخشندہ گشت
 آں کہ ز مرد ز قمر تاب یافت
 سرتہ دامان کسے در بر
 قبلہ مکن پیر حجابت را
 ابروے قبلہ چو اشارت نمود
 کردستوں چوں تواضع قیام
 خیمہ بے منج نگیں قرار
 جان نظر و جسد تو تیاست
 کوست جانی تیرے مئے نہاں
 صحبت شاں تا نگر نید بے
 چشمہ خورشید چو دریائے نور
 در محل خویش یکے عالم ست
 ہست بمقدار زمیں ہر ذرہ با
 مرے اگر یافتہ پیا بگیں
 موز نایند و سلیمان فرزند
 پرتو شاں جے کہ گوہر شوی
 سنگ سیہ جوہر رخشندہ گشت
 لعل ترا ز چشمہ خور آب یافت
 کو کندت غرقہ ز دامن تر
 تا بخرا بی نبسہ ذات را
 نخست گل آئند بر کوع و سجود
 بام زمیں بوسہ نند و السلام

مرد شمیمہ درو را جے گیر لایے گیر کہ آں ہمہ ز وند ز خورشید ز پخشندہ نیست ز زم ز رنگ ز آید

زشت بود صوفی تمسیل زرش	موسے نہ و کوه گراں پیش
مویچه تراشی بسرت بار سخت	خودشوی اصلع چو گراں سخت
زر چو سنجید بنگ شکوه	ہست گراں تبے از سنگ و کوه
چونکہ نسجد سر تو بار موسے	کوه پیہ ساں می کشد آخروے
دعوی فقر و عمل زردام	فقر گراں ست تجارت کدام
زند مقام کہ بود پاکباز	بہ ز عبادتگیر با حصہ و آزار
عاشق ز رعاشق در گاہ نیست	زاں کہ دولی در خوار این راست
اں کہ ز دنیا نش نباشد غم	حاصل دنیا دھند اندر غم
داں کہ گرہ زو بدل اودرم	تہمت اسراف نہ سدر بر کرم
کسب زار خود بشریت بود	در روش فقر خلعت بود
تا تو ندانی کہ ز راز بت کم است	بر ہمنان است زیں ہم است
ایں ہمہ شیخان ایں پرست	بر ہمنانند - بت زربدست
دنیا و دین ہر دو ہم در نہ است	ز ہر زپا ز ہر سبب ایشان سخت
کس بہیکے کفہ نکرده است دینا	سبقت شیر و مژہ ہائے گوزن

ز صوفی میل ز موز تراشی ز اصلع چو ز زر چو سنجید
 ز بنگ و شکوه ز آخروے کسے ز فقر کدامت و تجارت کدام
 ز بہ ز عبادت ز دانکہ گرہ بردل اودردم ز از جور

از پئے دنیا که نیست زنده
 هر که بخت بد بگردید بے
 مردی رہی چنانچه بنگار
 کارِ جہاں اہ جہاں و اگر از
 ہر کہ سبک شد ز جہاں بجاں
 بار سبک دید و ترازد و گراں
 گر تو بہ تکلیف بنیابیستی
 مرتبہ نیست بہ از نیستی
 بخت تو گرفت نہ چندان بدست
 خواب پریشان نگری آں بدست
 پاک و دل اکن از فاقہ عیب
 گنج آئینش نگہ کن بحیب
 سهل میں سختی سنگ فقیر
 گوہر آں سنگ نگریہ فقیر
 کوہ کہ بندد کمر از خارہ سنگ
 لعل و زری ہم دہ از کان
 آب خور خاک کہ اندک است
 آں کہ ازین جفیہ بڑی فتنہ
 سفلیہ چو زین لچہ خور خود سیر یافت
 در تہ کلخن بزماں کرم خرد
 تاکت ایں مزلہ مسکن بود
 آں کہ ازین جفیہ بڑی فتنہ
 مرد نہ زین چو نرند آں رود
 گریہ کنان آید و خداں رود

ز اگر تونہ نیکی بہ ز کہ بگرد ز گنج آئینست ز زین رہ ز چنان دیر یافت
 ز در چ کلخن ز کن گشت ز کلخن بود ز شد ز مردن زن با چو
 ز بزدان

راہِ رودار پانہ نہد برہوا	کے پردان چاہ زمین رہوا
اں کہ ز دنیا تہ لنگرست	پرزون او بہواست گرت
باید مرغے ز ملک پراں	کش نشود لنگر دنیا گراں
نہست گراں برین پلاں درآ	پشہ ہم از بانگ راہ ز پا
ہم سکی جوے کہ پردان را	بار جلا جل نہد باز را
کے روداں ہ بگرا نی تے	لنگر عے چو شود سوزنے
شد ہی از سایہ خود بر گراں	ز انکہ شدش سایہ دیر ہ گراں
اں کہ تبارک کلہ ترک دخت	ہستیش از نیست باید فروخت

حکایت ترک شبلی کہ یکدم در گروہ خود نہ نسبت خود

در خلفان او چلے درم بستن نہ بود

شبلی از انجا کہ تدمش دشت	رے بدر ویزہ درویش دشت
گفت پیرس آنچہ توانی سخن	گفت کہ در ترک بیانی کن
پیردرون دیدہ و بیرون شناسا	صرفہ نگہ داشت سخن را بپاس

لہ پشہم از باد	لہ در آید بپاسے	لہ ز انکہ شدہ سایہ	لہ مقصود درشت
لہ آنچہ توانی	لہ درون دیدہ بیرون		

در طلب تقدس و خانه خجست	تقدیر داشت بیاثری خجست
داد و هم اندر نفس بازگشت	آنچه بر و راه زن رازگشت
کاسه بدرغیب ز خاصان بار	رسم بد کردش ساس کار
نیک بستم که بدانی تمام	راز که در پند صبح ست تمام
قفل مرا هیچ کلیدی نبود	چسبست که با این همه گنج وجود
راه در خانه گرفتنی فراز	من بچشم سلسله جنبان آ
خوانی دانگه من آری جواب	تا رفته را که بدانی صواب
عربه در گوشه نه دو گوشش باش	پیر خنبد که خاموش باش
راه گرفتیم بوطن گاه خویش	من که بگفتار تو خستم ز پیش
هست درین مرتبه کوتاه نیست	تا تو نه دانی که دل راه نیست
یک رسم داشتیم از ملک مال	لیک از آن ز که نیز زد سفاک
در کف درویش نهادم که رد	بود بد آن حسنه در دلم گرد
خرقه از رق نشود زرق راه	تا چون از ترک بر آرم کلاه
تا دم این سکه حلالم بود	قلب ز دم را آنچه دبالم بود

ز من که شدم ز را که ندانی ز در گوشه کن و ز لیکن از آن
 ز از تنگ بر آرم ز قبله زرم آنچه

شرم ندارم که بدلق کُسن یکدم نقد و ترکم تحسن
 لے کہ نہ گردی تو بصد گنج سیر چون دم تجرید بر آری دلیر
 پے چو دفتر نہی زینهار دست چو خسرو ز گدائی بدار

مقالہ ہفتم در انوارِ نفسِ خوش رسند کہ روشن چوں نفس
 خوشیست ترکِ اِلِ نال کہ در قلبِ الم جاویدست
 و چوں گوہ پائیدار دامنِ گن اس سنگِ خویش کشید
 و چوں باو در حرمِ لے خسان امیدِ خاشاک

ناوریدن

لے دم از این قناعت زد مہر بر ہاے صناعت زدہ
 گر قدمت راست ثباتے دیر بر تو فریضہ است ز کواستے دیر
 صبر چو گنجست بکج خراب رو کہ توئی منعم کمال نصاب
 مرد تو ننگِ صبور ی بود لیک نہ صبرے کہ ضروری بود
 طالبِ رداں درون بقرار در شکم مار بود پے مار

لا یکدم نقد و ترکم تحسن لا یکدانی برآر گز فریض ز گئے

آب خوش از مشرب گل خورند	کوزه زر بهر تمسبل خرنند
به که برون شربت پدید و ترنج	قرص چو کوزه آبے بکنج
سیر گردد مگر از خاک و بس	آن که دهن باز دودش پس
خاک خور دزان دهن خنده تا	پای مسافر که بخت در خاک
پیش نشینده غلامے بود	مرد که هرے بکاسے دود
بوسه زناں بگذرد از پایے که	باد که با کوه مناسید شکوه
بایے اگر تک زنی از بهر پاک	بهر حرامے چه دوی حیلہ ناک
گر کنی آن است هزاراں عیوب	بهر حلالے که بود خوب خوب
رنج کشاں راست مسلم حلال	پاک زباید تن آسوده حال
پاک تراں لقمه که بخشش و	تیره تر آن خانه که بخشش و
هست به از تیغ درم گیر شاه	سوزن رزمی بدود آنگسیاه
کے چو دوس پاره هینیم کشت	آن ر سوزنده که چوں آتش است
صندل تبرقین نازک گراں	کنده سبک بر سر هینیم کشاں
زهره چه دار و خبر از ککشاں	ناز طلب از تن نازک دشاں
شیر دود چوں سگ پاسوخته	ریگ بیاباں چوشت افروخته

لنجانک را بجایے را زند را خاک

هم تو کنی گنبد هم پای تو	تا فته گرد و چو قدم جاسے تو
ز و شرف نفس بیک سو شد	آں که به آسان خورشید خورشید
کچھ کند دست بجائش تھی	خواجہ زمانے که ندارد ہی
زیر سطرلاب خرد غلبوت	پشت منجم چو قوی شد ز قوت
رقص کناں گشت بھر او بام	کرد تنده چو بگر ما خرام
رفت فرو تا کمر اندر زمین	جولہ ازین شرم که شد سایه بین
او خاک گن کس که بدلتش خوشست	لقمه خالص که سختی کش ست
برورد و نمان نکند بندگی	خواجہ که داند روشنی زندگی
کش نبود گندم سلطان کزیر	دارد از آں جو خود را عزیز
میل ز زریش بود بر جوش	آں که بود سنگ و سفال تو
لے محک زر محک جو بود	ترا لہ که سنگش زخم نو بود
از پئے لوزینہ دوناں د	مانے اگر هست میسر ز جو
کو ز جہاں گشت بقر صبو	چہرہ خورشید از آن یافت نور
کچھ کند بر در خورشید دست	ماہ از آن کاست گر آن حاجت
کو نہ فتنہ بہر گشتن برنج	شد ششم انگشت زبردست پنج

ز خوشی را کہ جو ز صفا

را بکاسہ را کردہ تنده را کشتی

را بے را بود را از آن جا

دست بشوز آب کسان تن به دست مشوز آب سُرخ خوشین
 آب سُرخ از جے خیساں جوے کن نہ سخیہ جہد خود آب سوسے
 ضامن وزی تور دزی سالا دیدہ کور تو بسوسے حسا
 ہر جے مرغ بدہ جا پرد کرم ہم اندر دل جو جو خود
 ہر جے ز اسباب تو پردا خند زان چہ تو دانی بہ از اس خند
 برگ میشت کہ بگیاں دست ہر جے کہ بالیستہ ترا زان دست
 آب ہوائے کہ دم دجان تست بے در سے در ہمہ جازان تست
 ز آتش دغا کے کہ نداری گوئی خانہ بجانہ شدہ آرام گیر
 گوہر دلع کہ نیاید بہ کار چون نگری قیمت او بشمار
 بودے اگر دانہ چو ہر گراں زندہ کہ ماندی چہ گوئی دیاں
 ورنہ ز دانہ کہ ز زراں بے لقمہ در ویش کے آساں بود
 زر کہ سگفتہ چو ہباری ازد جز نظرے بہرہ چہ داری ازد
 تا تو بدانی کہ کرم کردہ اند کار تو پیش از تو ہم کردہ اند
 ہر د و خون خاں کہ خوں شیراد طبع در آراشیں نچیر است

لہ ہر جے کہ بایت لہ آب ہوائے کہ دم جان لہ دانہ چو ہر لہ زندہ کہ ماندی کہ کمانی
 لہ کہ لہ دل لہ خوں خوارہ

واں کہ تنش از نبات ست تاب	مطمنی اوست مه و آفتاب
چرخ بدلا بی شاخ جوت	ابر بقالی کشت نوت
خاک بصد جاسم شکم کرده پاک	تات یکے خوشه بروں آد پاک
غنصر اجرام بکار تو یار بکلام	نشود تا نیز چو غنصر بکار
چرخ وزیں ہر دو بیک جابده	تا چو یکے میوہ میتا شدہ
خادم اسباب تو چندیں کساں	تو زپے رزق دواں چساں
آں کہ فلک ابلا میت خواں	رزق تو آخر نتواند فناں
ہر چہ کہ روزی ست سوزناں	وانچہ نباشد نہ رسد بگیاں
پس نیپے آنچه نخو خمدید	بہر چہا ہیئہ باید دید
از دل خورسند برآور نفس	کا نچہ رسد بہرہ ہماں ست بس
مردم ناقص کہ چنچہ باقصا	نشہ لنگ ست دمنارہ عصا
لقمہ بدانی کہ دہد کردگار	سچ نی بردل تا استوار
پاکی آں گنج کہ پاکش ہی	خاک براں نہ کہ بجا کش دی

۱. باب ۲. از این کشت ۳. داد ۴. نگار ۵. تو یک ۶. از بدل آخر نتواند فناں

۷. نتواند رساند ۸. جہد ۹. چنچیدن - کوشش کرنا - جھگڑنا - چندان صنی ہر ۱۱

۱۲. بکشت ۱۳. برانی ۱۴. گنج ۱۵. نی

بوئے عمارت بجز ایسے رساں سوخته را دم آید رساں
 چشمه سبیل آورد از بسبیل قطره کنج شک بنابر خلیل
 بے درمی نقد رضا پیش نہ محشمی لقمہ بر ویش نہ
 حاصل دنیا خور و لب پاک دار راه خویش در خس خاشاک دار
 لب کہ بود سادہ عسل خوش خور سلبت پر دام گل گستر
 باد مکن در سرازیر خاک دُخ خوش خور و با خاک یکے با دُخ
 ہیں کہ بہ ہشیاری خود پیلست خاک بسر کردہ خور دہر پیست
 پرستی دُداں ز پسندیدگیست حلقہ تہی چشم ز بردیدگیست
 شد شکم و خلق حوصل فراخ باز شکم تنگ بود دل فراخ
 آں کہ ز آمال بود تشنہ حال سیر نکرد دزد و دریائے مال
 ریگ کہ تشنہ است نہ غایت پر خشک فراخ است بدر یاد رول
 نقد گرہ بستہ و معدہ تہی تنگ زبے نشیہ زہی البہی
 لے غلہ را در غلہ داں کردہ کوہ چند گرہ در شکم و تنگ چو مور
 نیشکرے کوئے نابے دُشد ق صد گرہ سخت تابے دُشد

۱۲. بغایت

۱۳. خوش

۱۴. مہینہ

۱۵. آنکہ زبے نشیہ ۱۶. بر ۱۷. بود ۱۸. بود

لاجرم افشار دهندش بے
 جانوے کوست بجز آدمی
 آدمی ست آنکه نہ سیری بود
 بے خورشی کسب ز شاگیاں
 آن کہ گم دارد و کاں میکند
 چند با فردن غم افزونی
 چون کتہ کاؤ کہ در راں خرد
 باد تاسف مخورے نامراد
 ہر دم حسرت کہ بدل در شود
 آن کہ بدہ توے بود جہ ساز
 داں کہ برہنہ است چو سیر از جن
 گل کہ ہر جامہ صد نوہنساو
 خار مقیلاں کہ نہ برگے در دست
 پس بربذ آب ککندش خے
 معدہ چو پرشد بودش بنی
 بر سر سیری غم سیری خورد
 ہست چو فردوری گل ایگاں
 جاں ز برے دگر اں میکند
 شیر دیت ہست چرا خون خوری
 شیر ز پتاں نہ مکد خون خورد
 ز اں کہ شکم سیر نگردد ز باد
 آتش حرص تو فردن تر شود
 بفسر از سردی خود چوں ساز
 بگز روش ہم بیکے پیر من
 لرزہ کند با تن نازک ز باد
 بس بودش جامہ ہاں توے ست

لک ایں لک بہ از لک سیری پرد لک خورش
 مع کہ چھڑی جو دھوروں کا خون پیتی ہر ۱۱ لک نہ مزد لک مزد
 لک بشفرد از

شقه سلطان منکر ز زَناب	جه در دیش نگر ز آفتاب
لے که ترا دولت خور سندی ست	شکر خدا کن که خداوندی ست
گر ز خرد پایے بد اماں توئی	جای نگر دار که سلطان توئی
شریت آسایش تو آب بس	مشقه شام تو مهاب بس
گر چه خوری شریت جلاب ناب	تشکی دل نه رود جز آب
با شربت چو ز آب ست نوش	بهر تکلف به تکلف مکوش
آب عجب هست حالات بکام	فعل تو کردش تبکلف حرام
گر بی و میوه نه رایت بود	شریت آبی همه جای بود
در چه بری لقمه سیری بزیر	سیر بود لقمه خور نیم سیر
آنکه منش آرزو تن بود	سیر بناچار بیک من بود
خر که من به بوی که دم خورد	دل شودش جو اگر کم خورد
با کم کم ساز چو پیش آیدت	تا و بدت فوق چو پیش آیدت
سیر بسیرت چو دام رسد	رنجه شوی لابد اگر کم رسد
شیر سیاهی بگ دکان مشو	باز سپیدی بگس خواں مشو
ایکه شک دشمن و خویش تو شد	تنگ فراخ از کم و بیش تو شد

لا درویش نگر ز آفتاب لا بام نه بوش نه شیره انور نه مر
 نه نیمه نه دانکه نه نیکاری نه آنکه نه دشمن خویش

خود بشو و چرم بحلیت گری تنگ ز شنگی و فراخ از تری
گر چه که توان بد و ناں ز ستین بگم از اں نیز توان ز ستین
چند کشتی از پے بستی گزند کوش بخور سندی و باش از جند

حکایت پیر گراں سنگ کو ہمار کہ از نبات نخک حلوائے خرسندی خود سست

کار شناسی پے کارے گرفت رفت بغلت بن غارے گرفت
شد ز گریباں کشتی غم ستوہ دامن خود بہت بد امان کوہ
تن ز تنغم بجھائے نہاد دل ز قناعت بگیائے نہاد
خاصگی از ملک ان دیار روزے از اسے گزشت از ہمار
گوشہ نشین را بطواف اندر وں دید چو سیمخ بقاف اندر وں
پیکرے از کرب محن چون خلائ قاضی از سلخ فلک چون ہلائ
رنجہ شدش دل بچناں دیدنی کرد زباں رنجہ بہر سیدنی
کائے بحن دادہ جوانی بہاد روز تو پیرا من پیراں مہاد
کام تو از بودن این گوشہ چلیست در رہ وادی طلب تو نشہ چلیست
پیرید و گفت کہ اے از جند بخیری ز آفت چرخ بلند

زایاکم زابہ خرسندی ز رفت در غلت ز ملکان زہ آشکار ز کونکرب ز خیال
ز کام چو دایہ طلبہ تو نشہ

من که شدم آگه ازین کارگاه بار برون بروم ازین بارگاه
 زاویه کردم بسته خارِه طعمه گرفتم ز گیا پارِه
 گفت سوارش که مگویش و کم آدمیاں را چه گزیر از شکم
 گر تو زنی دست بفتراک شاه وارهی از خوردن مشت گیا
 پیر بخندید و بدو گفت باز کاسے شده باز بچہ دست نیاز
 گر تو قناعت بگیا کرده بندگی شاه چرا کرده
 هر که بسلی ز بهاں شاکست همچو من از بندگی آزاگست
 و آنکه طلب کرد حلاوت بکام ماند چو تو همچو خودے را غلام
 خیزد لا برگ قناعت بساز تات چو خسرو نند و اند نیاز
 مقاله ششم در بلیدی پایه عشق که صفت صفوت و کانی
 و پلیدی مایه فسق که شمره شهوت شیطانی است و کف
 ظلمت شہاے فراق که سر مہ بخوابی بیداران بہت
 شرح لذت و تنگانی وصال که بادہ خرابی ہوشیار
 و بیان حسن معشوق کہ فضل تفضیل است بیان محن

عاشق که فصل و تفصیل است

چون تن آدم ز گل آر استند	خانه جان بھ بدل آر استند
آدمی آن است که در دے دل	ورنه علف خانه آب و گل است
دل نہ ہاں قطرہ خون است توں	کز خور و آشام برآر و نفس
دل اگر ایں مہرہ آب و گل است	خرم از اقبال تو صاحب دل است
لیک دل آن شد کہ ہوائے درو	وز طوفی بے وفایے درو
زندہ بجاں خود ہمہ حیواں بود	زندہ بدل ہش کہ عمر آں بود
زندگی دل چہ بود پسوز داغ	مردہ بود ہر کہ نسوزد چراغ
زندگی جو ز دل دردناک	زندگی کالبدی چیست خاک
شوق نہ در آب و گل قالب است	مست نہ گردد خم اگر قالب است
میخ کجا داند ذوق کباب	نیشہ چہ آگاہ ز بوے کلاب
گرچہ ہاں لقمہ زنگشت خواست	ذوق دہاں است نہ گشت را
کچھ ز دیگ ارچہ کہ حلوا کش است	چاشنی آنراست کہ حلوا کش است
غمزدہ بہ جاں کہ غم اندوز نیست	سوختہ بہ دل کہ درد سوز نیست
سردی دل مردگی دل بود	خوں چو بہ تن سرد شود گل بود
زابل تکلف نتواں یافت سو	تا بنود شعلہ ہستی فروز

سوزش آن از دل آزرده پرس	عشق زبانی زهرافسوده پرس
چون بجراحت فکری آتش است	ذوق نمک گرچه زبان را خوش است
گریه کند بر سر آتش کباب	خون دل سونگهاں باشد آب
ریش نمک خورده تراوش کند	گرچه کس از خسته نه کاوش کند
پست کجا پرده بوگردوش	نانه که بو از همه سوگردوش
دود بغازی آتش بود	آه گواه دل نمکش بود
کو بکذا زافت از یک شرار	موم بود دل که در عشق است زار
کاه گلی کرده و سنگی بنزیر	بهشت چو دیوار تن زود سیر
هنرم تردد بر آرد نه نور	خرقه آلوده ز صدق است دور
کوشش آتش سوخته بالا بود	سونته را جنبش والا بود
سونته شد عقل به پروانگی	مشعل عشق چو شد خانگی
آنکه اماں یافت از دم کسی	کشته ایس تیغ سیاست بسی
عالیها سافسها ز در قم	راند چو بر تخت همتی قلم
داغ به پیشانی شیطان نهاد	زله بهمانی انسان نهاد
گشت بنجاک آتش دیرینه را	راند چو بر خیم کمن کینه را
رایت آتش بزمن در کشید	قاعده خاک بر اختر کشید

داد سگاہ را بکلامک برات	کرد بدل لاشہادت بلات
جام چہ آگہ چہ صہباست این	خوک چہ داند کہ چہ دریاست این
ہشت حدیقہ چمن این گلند	چار فرشتہ گیس این ملند
چرخ کہ زیرست وز برہر نفس	زیر زہر کردہ عشق ست دہس
طبع کہ میلش سوس مرکز بود	از کشش مرکز آں نتر بود
روح دریں زاویہ بگاہست	عقل دریں سلسلہ دیوانہ است
آنکہ چشید این قح تلخ فام	تلخ شدش چشتمہ حیواں بکام
ثمرت شیریں بخمارے خوردند	بادہ تلخ از پے کارے خوردند
چاشنی بادہ تلخ آنکہ یافت	رے ز شیرینی عالم بتافت
نہیفتہ از بوسے مہ افتد خراب	عارف ہیشیا ز بوسے گلاب
جاں بیکے جرمہ کہ این نکست	کرد خرد حملہ و بیرون گرخت
زندہ نہ آنست کہ جانے در دست	اوست کہ از عشق نشانے در دست
جان کہ نہ عشقش بود آں بازیست	عشق نہ بازیست کہ جان بازیست
چند بری عشق بیازی بسر	عشق دگر باشد و بازی دگر
مرد کہ در عشق بجاں فردیت	گر صفت کافر شکند مرد نیست
زندہ دلاں خوش زغم دل شوند	جانوراں پاک بہ سہل شوند

پاک دلے کہ با گاہی اند
 بہ کہ دریں رہ برضا ایتی
 گر ہمہ بردیدہ زند دوست تیر
 چوں تو فغان از سر خارے کنی
 دل کہ اسیر رخ رنگیں بود
 خار اگر چہ بود تیز سر
 روی نکوراحت نظر کیست
 آنکہ تو بینی رخ زیبای شمع
 صورت شاہد اجل معنویست
 کس ز رخ خوب وفاے ندید
 ہر بت زیبا کہ جہانش بود
 مردن عاشق نہ زغم خواریست
 نزہوس ستاں ہم آشوب دل
 دل کہ بود شیفہ نے از خود ست
 سیمبر نے کہ تو بینی چو ماہ
 کشتہ حق چوں ملخ و ماہی اند
 رنجہ شوی چوں بقضایستی
 منت بردیدہ نہ وہ پذیر
 بہ کہ جز از عشق شمارے کنی
 موم شود گر چہ کہ سنگیں بود
 آتش سوزندہ از و تیز تر
 بر دل عاشق غم و آوارگیست
 سوزش پروانہ شد و زیر جمع
 خطا مسلسل رقم جاہویست
 کیت کہ آں دید و بجائے نہ دید
 فتنہ نیازادہ خاش بود
 کرپے جاں غمزدہ بدل داریست
 ہست تباں را قرہ جاہ و بدل
 حاجتی ابروے خواب بدست
 عقرب جاں اند ز زلف سیاہ

نا مشو نا تیز تر نہ عاشق کہ نہ بجاں داری نہ دہد نہ چہار

عہ نیازا لکسر یعنی پدر پدر و بمعنی قدر و عظمت نیز آمدہ۔ نیازادہ عیص اسحاق بود ۱۱

طرہ شاں ز دِ ولایت نیست	ز گیس شاں آہوے شیر فک نیست
گرچہ ہمہ چشم و چراغ دلند	سوخته داند کہ چہ داغ دلند
مایہ ہر اندوے کینہ جوے	دشمن جانند وے دوست وے
آفت تقویٰ لب می نوش شاں	زلف بلائے بہ بنا گوش شاں
چوں خط شاں سرمہ دہد دُشمن را	کیست کج راں بادہ نہ گرد دُشمن را
دل شدہ گاہ ابرخ زیبائست	مستی بلیل نہ زبل کز گلست
گر نبود دیدہ شہوت گراے	چہیست بہ از دیدن صنع خدای
دیدن خج باں ست بشوہ وبال	قد چو می گشت نباشد حلال
گر نگری پاک رُخ لالہ فام	نیست گل و لالہ بدیدن حرام
آنکہ ز حق پاک چشم عطاست	منع ز رخسار بتانش خطاست
دیدہ کہ دروے نظر پاک نیست	سرمہ آن دیدہ بخر خاک نیست
دیدہ نباشد کہ نظر نیستش	کو رچہ بیند کہ لب نیستش
دیدہ بادام کہ بے نور زلیست	از گل بادام چہ آگہ کہ چہیست
دل چو رخ خوب تمنا کند	دیدہ بناچار تماشا کند
ترا نچہ کہ دل را غم آوارگیست	دیدہ چہ آگاہ کہ نظارگیست
ز آل دل آزرده خرابی کند	کو چو نمک یافت کبابی کند

ہر صنفے را کہ نمک بیش تر
 حسن نیکوئی رنگ ست بست
 نیست غم از رنگ صفائے هست
 باز چو در شگفت از جمال
 آنکہ درو شوخی خواباں کم است
 نافہ کہ بومیش نباشد پوست
 خوب کے احسن ندانند فروخت
 باغ چہ داند کہ چہ چیزش خوش است
 لاجرم آنکس کہ بگل روئے کرد
 آدمی ست آنکہ بلائے دل است
 ہستی ایس طائفہ سترنا قدم
 آنکہ دماغ بشر ایس بوجے فیت
 فیض ز قالب کہ ندانند گزشت
 آئینہ و آب بود عکس گیر
 دیدہ نہ خود دید ز نزدیک دو
 گوش کہ صد مشعلہ باوے بود
 خستہ دلاں را دل از وریش تر
 ہر چہ کند جاے بد لما نکوست
 ناز و کرشمہ ست بلائے کہ هست
 شہ کندش خون کہو تر حلال
 میل بدو هست مے یک دم
 خون فسرہ نتوان داشت دوست
 سیدہ ز آتش نتواند بسوخت
 گل چہ شناسد کہ چہ اداکش ست
 داد و دتش چو دے بوجے کرد
 آفت پوشیدہ برائے دل است
 عاشق و معشوق شد و عشق ہم
 قابل آں بود از ایں روئے فیت
 ہر دگرے خود نتواند گزشت
 نیست گل و سنگ تصور پذیر
 قابل آنست کہ بنید ز نور
 نیست چو قابل نظرش کے بود

نہ ہر چہ بدل جاے کند آں نکوست نہ آں کو بچھے نہ قابل

نقد وفا عشق شمار دهنه هوش	روئے نگو چشم شناسد نه گمش
چاشنی دارد هر کس بکام	شه ز لب پیرس گلاب رشام
بازنه قابل دل هر مردم ست	بس دل مردم که بغفلت گم ست
در رود آتش بدل ننگ تنگ	راه نیابد بدل همچو ننگ
و آنکه بود آتش او خانه خیز	رخت دے از شعله ندارد گر خیز
شوق نباشد به تمنای نرم	تا نبود جوشش خونهای گرم
پوست چو شد پاره و از بند ماند	خونش جوشد سرد ز پیوند ماند
دوست که مهرش به تمامی بود	جزوی از اندام گرامی بود
جزوی از آنکس که بر بند پاک	مردم بود و گر نه شود دردناک
قدر غریزان نبود در حضور	چاشنی وصل ندارد صبور
دوست بعجبت چو فراوان بود	خوار شود گر همه سلطان بود
آنکه لقب خمر و شامش کند	ز بهشت که از دور نگاهش کند
عاشق مفلس که دلش برشته است	گر طلب وصل کند ابله است
گرچه بسوزد دل حرب از تاب	که دهنش چشمه خورشید آب
لیک چو خورشید بود جلوه گر	فرّه بناچار شود گشته سر
سوخته را دل بود از صبر دور	آتش سوزنده نباشد صبور

نه کوشش نه خویش نه پس نه خراما نه بود نه سوخته دل

دل کہ بسوے رخ دلکش بود ہست چو موئے کہ بر آتش بود
کرم کہ مردانہ بر آتش پرد بوسہ از شمع بجائے خرد
اے کہ زجاناں کنی افسانہ کم نتواں بود ز پروانہ

حکایت گلخن تاب کہ پیش جہیمہ معشوق از گرمی مہر او

سوختہ شد

گلخن کرد بنشای نگاہ رفت دلش در خم گیسوئے شاہ
شہ چو بگرامہ رسیدی فراز سوختہ بردیش برابر نماز
در رخ شاہ دیدی و بگریستی گاہ بگردی و گے ز لیتی
شاہ در دیدی و دریافتی در دل از اں سوز اثر یافتی
کردی از اں گریو ز دیدہ جوش خندہ دزدیدہ نہفتی بنوش
روزے از اں غم کہ عنانش گرفت جذبہ عاشق رگ جانش گرفت
رخ ز گرامہ دگر سوئے تافت گرم سوئے گلخن خود تافت
گلخن سوختہ کاں سوئے دید تاب نیاورد چو آں سوئے دید
اوشدہ زان سوئے بنظارہ عرق سوئے دگر شعلہ گرفتش چو برق
سوختہ تن نمی و برخواستہ بود او تہاشا ز خود آگہ نہ بود

نارود نارود نہ پروانہ نہ در دل کیوں شاہ نہ تافتہ نہ کائن
نہ کہ بود

سختش دید چو معشوقِ غام تما بدو سوخته بود او تمام
 ایکه میری زلف یک شرار لاف چو خمر و مزین از عشق یا
 مقاله تم در مرافت و موافقت قضاے اتفاق و معاند
 مباعدت قریبے بانفاق و استدامت محبت مجہان
 مع الاحباب رُخنا و غنا و استقامت قلوب معیت
 مصاحبان مع الاصحاب رُخلا و ملا و بے دیدگی آن
 تہی چشمان کہ از خساں چشم مردمی دارند و مردمی آن
 دور بٹیاں کہ خار و دوتاں را بدیدہ قبول کنند و چشم بخار

زان ہمہ کا ادبِ نکو کاری ست پایہ اول ادبِ یاری ست
 زانکہ در آفاق ز برناو سپر ہیچکس از دوست ندارد گزیر
 چون نتوان دامن صحبت گزاشت بایدت اندیشہ بصحبت گماشت
 دوستے بایدت آن گونه جبت کاں ابدال ہر بماند درست
 ہمدے کش نہ درازست امید ہیچو خضاب ست بچے سپید
 گوئے خود رنگ نہ گردد ز تاب زودر و درنگ تکلف ز آب
 دیدہ چو گردد ز سپیدی چو شیر ^{بہیچ قدرتی} کے شود از سرمہ سیاہی نپیر

خانه کاشش بود از خشت خام	پست شود از دوسه باران تمام
هر که حق صحبت یاران نداشت	عمر هم اندر ره ایشان بیخاست
دوست نگر دشمن کم نگر را	دزد و شمر مخلص بے مغر را
دوست گموا آنکه زرد پوستی	باز نماند ادب دوستی
پسته بود یار و فادار نگر	کو بود آگنده لبالب زمغر
آنکه چو خرماست رفیقش فحواں	کوست بر دین مغر در دل استخوان
با که دمه صحبت از انسان گزین	کز تو خردمند شود نهشتین
چند چو آتش که آهنگراں	دود و شراب دمی از هر کراں
باش چو عطار که پیلوسے او	جامه معطر شود از بوسے او
آدمی از خوئے نگو خوش بود	خس همه جاد و نور آتش بود
همفسانے که درین عالم اند	پیشترے محرم صحبت کم اند
تا توئی از روئے تو باشد نشاند	چون شدی پیش نیار ندیاد
دوستی از هر که گمانت بود	چون نگر دشمن جانت بود
یار نگو هست چو تیغ بهشت	دوست چو آئینه ندادست
تیغ دور و سست چو بینی گهر	آئینه از پیش دگر پس دگر
مشرق و مغرب همه پیر بهر دست	لیک از آن گونه که باید کم است

نادر چادر ره نماند نداشت نادر نادر نادر

شیشہ بزار چہ ز مردوش است یک آزد پرس کہ گوہر کنش است
 ہر کہ سلائے کذت یار نیست ہر صدے را در شہوار نیست
 چون نتوان یافت دین و زکا یار کہ آں را بتوان گفت یار
 تا فلک از پردہ دغاے بخت اہل زنا اہل بیاید شخت
 کن ز سگ بوزنہ ایوان تہی تا ز شتر گر بہ عالم رہی
 سفلہ زد شمن تبرست لے غری کو بود بادل خود راست نیز
 شوخی ناداشت ز جلا دہش کو تن غیرے بردایں را خویش
 یار و دہن تیرہ بردن نہ زیاد گر ہمہ لالہ است و ان کن بباد
 زان دلاں را نفس شوم دہ مغر غلیو از وسیر بوم دہ
 یار کر لہ بستہ بود کتر نشان خواہ تو بر چشم چو ابرو نشان
 مردی از کس مطلب پیش و کم گر مثل قرۃ عین ست نہم
 نفس تو ہم با تو موافق کم ست دیدہ در رنگ ست وسیل ہم ست
 چشم کز مرد میت ہست امید نور سیہ دارد و ظلمت سپید
 نر سر و گوش آدمیت آدمی دیو بود مردم بے مردی
 کرسی تخت ست بقوۃ درخت کندہ بود نا شدہ کرسی و تخت

نہ از ان نہ بناید نہ سگ بوزنہ نہ ناداشت علاوہ اور معنوں کے چہرے

فیکر کو بھی کہتے ہیں نہ پر زباد نہ زیاد نہ بر نہ وہم نہ درنگت و

آدمی از فردیت مردم است	عود که بولش نبود ہمیزمست
لطف که بارے ترش کرد یار	بر دل یاراں بنود خوشگوار
سرکه که با آب در آمیخت ناب	نے فرہ سرکہ ونے ذوق آب
فاقہ بہ ارتلخ بود میسزباں	کور بہ ار خفتہ بود پسباں
کس تبہ تکلف نشود دوست رو	تا طبیعت نبود دوست محو
عکس تو کا یلینہ پذیرد دوست	کے چوتوہست ارچہ بصورت چوت
زاہل صفا و امن تر ارچہ تاب	آبِ ملوث نتوان شست آب
گرچہ کہ رخشندہ تر آبے بود	چونکہ بود تیرہ خلا بے بود
گر شمری دوست کسے راشمار	کو بود اندر غم و شادیت یار
دوست کہ در شادی و غم نیست	زوچہ شوی شاد و غم خود ہم او
یار چو در کار نباشد غم مست	کار کہ بے یار بر آید کم مست
یار غرض حجے فراداں بود	آنکہ کشد بار تو یار آں بود
غرت بازست ز بہر شکار	در نہ ہمہ مرغ بود طعم خوار
انکرہ برب زده مہر سکوت	می نمکند پیچ سخن جز کہ قوت

نہ شاد کہ غم خود ہموست

زادہ نشود

نہ پیچ سخن سپے نہ قد

گرمیِ خوں جوید پیوندِ جان کارتن آید ہمہ پیوندِ نال
 دیدہ بد دور ازاں ارجمند کو شود اندر سرِ یاراں سپند
 دل کہ بہ پیوند نکو شد بدوز یار کہ دل سوز نہا شد بسوز
 خاطر بے سوز بود پر خراش مردم پر سوز بود مهر پاش
 یار چناں باش کہ نامت بُرد بے سلامت بسلامت بُرد
 ترکِ بجا کن کہ چو شیریں بود نام تو دیباچہ تحسین بود
 میل کسے کن کہ صفایِ دوست نئے گل رنگیں کہ نمائے دوست
 آئینہ آں بہ کہ ز آہن کنند زرنشود گرچہ کہ روشن کنند
 میل تو ہر سو کہ بہ پیوند خست آدمی از دیو بیاید شناخت
 دوس کہ شکم سیر ز نانت کند بہر جوے قصد بجا نیت کند
 سفلہ خواہد دگرے را بکام خس نگزارد لگے را بجام
 حاسدِ پرتسنہ بیا زندگی لکرم والا بنوا زندگی
 دستِ تبرزن تبر انداز سخت سایہ کنناں بر سر رویش خست
 سوزش گلِ حبتہ گلآبی زبو گلِ بخش خندہ زن و تازہ رد
 گندہ نمک را چو بخوانی بخواب پیشتر از ناں خورد افسوسِ ناں

نہ کاغذیں آمد نہ پر سوز بود نہ دیباچہ نفیس نہ کس نگزارد

نہ باز زندگی نہ بر سر رویش نہ چو نشانی

تو دہی اور قدھے خوشگوار	اور مے و مجلس تو در خار
تو نہیں سینہ بھاد در دہن	اونہ خور و جزبگر خوشیتن
وہ کہ شرابے بھفا چوں خورد	آنکہ شرابش دہی خوش خورد
مے کہ حرام ست و بالت بود	چوں نمک خور و حلالست بود
دہن ازاں گندہ نمک در خورد	کو نمک گندہ کند گاہ خورد
در فلک از کشن خستہ اس ق	پایہ بلندت دہا از ہماں
پس مجہ از پیش نشینان خویش	رے مگردان ز قریبان خویش
تخم تکبر مفتشاں سینہ را	پشت مدہ صحبت ویرینہ را
میل ہم صحبت درویش کن	پیش او از دگراں پیش کن
و آنکہ بود نقد مرادش بدست	پیش او خود بکند ہر کہست
چشم ہرو نہ کہ مرادیش نیست	وز ہمہ سو چشم کشادیش نیست
آہوے صحر کہ خور از خویش داد	مغربشہ پوست بدرویش داد
غرق درم ماہی دریا تمام	نقہ بے خار نہ بخشد بکام
ولے ہراں مدبر ناقص عیار	کو کہ قبیل نہ بلید بیار
قامت صندل چو بر آید بلند	صد شجر از بوے کند بہرہ مند

نہ شود نہ شود نہ شود نہ از دگراں پیش او

نہ آنکہ نہ بہ بخند نہ شود

سایہ نشیں رازند از برگ تنغ	بید بود کو چو کشد سر به منغ
رخت برون نہ کہ خریدار هست	نات متاع بے بار هست
ورند ہی خود بہر روزگار	خود بدہ آں بایہ کہ داری بیار
برخوردازیافتہ تو کے	کوش کہ چون داد خدایت ہے
زیر لاک ست چونا خوردہ ماند	چشمہ حیواں کہ پس پردہ ماند
بر سر بے بخت نشانہ نثار	دولت آں سر کہ پوشد بختیار
گرچہ جہانے ست بنانے کم ست	لیکن از انجا کہ دل مردم ست
دستگھی یافت کہ پاکم نہ کرد	کیست کزین اترہ لا جور د
شتمہ خلقے نہ گزار د بجائے	باد تکبر چو شود سر گراے
راحت مغز آمد و روح دماغ	نکست مردار بہ مغز کلاغ
در سر و در مغز خلد دوک را	بلوے گل د لالہ خبر دوک را
پیشہ شود یافت چو چربی پیوست	سوختہ محنت اگر ست دوست
پیشہ شود پوست چو روغن رسد	آتش سوزندہ چو در تن رسد
بر قدم خویش نمازد سلیم	ہر کہ درفتاد سیلاب سیم
چند خساں دیدم و در چشم خویش	کوری من کز فلک آمد بہ پیش

نات بے یار نہ چو بود خبر دوک - وہ جانور جو غلاظت کی گولی بنا کر کھچے
 پیروں سے لڑھکتا ہوا لیجاتا ہے ۱۲ نہ خرد نہ پیہ پیہ پیہ دو
 رنگ - بلق ۱۲ نہ پیہ

کاں ہمہ بودند بہ پہلوئے من
 چوں سرشاں یافت ز رفت کلاه
 من ہم از آنجا کہ عیار من ست
 آنکہ علیکم نہ بگوید تمام
 کوہ کہ سنگ ست سخن کم کند
 آنکہ تگوید سلامت جواب
 مردمی آں را کہ نہ ز ایزد عطاست
 ہر کہ بہ تنگی کند از تو گریز
 میل کسے کن کہ وفایت کند
 بہر خفیں دوست کہ جانی بود
 جاں کہ از وہ بہجہاں یار نیست
 سگ کہ وفائے بریانیستش
 یار تو اں یافت بگیتی بے
 صحبت آں کن کہ بصدق وصف است
 دامن او گیر کہ اہل وفاست
 ریزہ خور من چو سگ کوئے من
 بیش نہ کردند بسویم نگاہ
 میل بہر سفلہ نہ کار من ست
 بہ کہ سلاش نہ کنی و اسلام
 گر تو سلاش کنی ادہم کند
 سنگ بہ ازوئے بطریق صواب
 دیو بود صحبت دیواں خطاست
 تو بفرایش رواں کن کہ خیر
 جاں سپر تیر بلایت کند
 دوستی جاں ز گرائی بود
 پیچ نیزد چو وفادار نیست
 ز آوئے بہ کہ دف نیستش
 لیک وفادار نیابی کسے
 دامن او گیر کہ اہل وفاست

حکایت پیر وفادار کہ دامن بہ صحبت خار و خنث

نہ یار نہ بہگوید نہ دواں نہ بگرائی نہ اوکن

وا از زخم زباں و سر سوزن خلع نکرد

راہ نور دے ز بزرگانِ راہ	در طرفِ دشت شد از خانقاہ
از اثرِ بجا دہ غبارِ بھر	وزے دو شینہ تھارے بھر
چوں بجرِ آشپے کارے گرفت	دہنش اندر سرِ خاکے گرفت
اونشد باز بعزمِ طواف	دامنِ ازاں سوزنِ امنیگان
زانوے تعظیم زد اندر زمین	گشت بہم زانوے خود ہنشن
گفت کہ با من سرِ کارش بہت	ور نہ بدامانِ من اورا چہ دست
آنکہ کشد امنم از بہر تنگ	من دہمیں گوے گریبانِ چنگ
از پیشِ یک سال کہ آں خار بن	خاک شد از گردش چرخ کن
خاست نشیندہ صحبتِ شناس	گفت کہ بے نقد چہ داریم پاس
ایکے امیدت بویا آزمود	ترکِ وفا ہیں کہ ز سوعے کہ بود
صحبتِ توداد چو دستوریم	ہم تودہ انصاف بمعذوریم
ہر کہ ازیں پایہ وفائش کم است	آں نہ وفا بلکہ فریبِ دم است
آنکہ در آفاقِ وفا بارِ اوست	ہر کہ در آفاقِ وفا دارِ اوست
حسرو من سوعے وفا کن خرام	تات شود ترکِ وفا پیشہ نام

مقالہ دہم در حرمت و حرمت فرمای الارحام و فضیلت
وصلت ایشان بغير استخدام و طلب جمال و جاست
بشعار محاسن جمال و ترک توجہ بحالہ و حسن

ہر کہ نسب شد ز خلف و تنش	دولت بخت ست کہ زاد آتش
یک خلف ار در بے سر کشد	بر سر صد سیکس انسہ کشد
بے خط صد صفر نیاید بکار	یک خط و صد صفر بود بے شمار
مرد زند از خلفاں بانگ کس	تاج خروس ست ز خون خروس
زادہ کہ او صاحب پستانی ست	در ہمہ جا غرتش ار زانی ست
مہر کہ افتاد بروں از سرے	بست بیازوش دگر سرورے
یک شب روشن ز بس سنج بہ	یک بر شیریں زد و صد تلخ بہ
سگ بچہ پیش آرد و شیر اند کے	آں زیکے دہ بود ایں دہ یکے
تیرہ بود دودہ دامن تراں	نور بود زادہ نیک اختر اں
دود زخم دودہ چو از روغن ست	دیدہ از اں تیرہ و زین وین ست
آنکہ ز باروش تنگ یافت	در روش خویش ہاں رنگ یافت

کوزه که بنودره نولش فراخ	ز و بخت جز غم باریک شاخ
بلوے مراد از تن رنگیں محبے	رنگ ہد کاسہ لالہ نہ بلوے
زوچہ تو اس خورد کہ گاہ نوید	کاسہ سیاه دارد و مطبخ پید
خلق دعا گو ز پئے فائدہ است	جے لایلف پس از مائلا است
کم بود از چرب زباناں فراغ	دیگ کجا پختہ شود بر چراغ
آنکہ کشادیت بکار اندیش	بانگ دست صریر درش
آنکہ صلاش و مادم بود	نقد ذخیرہ تہش کم بود
و مدہ دیگ مادم صلاست	ز فرمہ چاہ بز فرم صد است
گندم و جو را کہ صفت ناں دہی	خوشہ پر بر سر شاخ تہی
از پدر مرده ملان لے جوں	گر نہ سگی چوں خوشی از استخوان
گر پدرت اشت کمالے بڑیت	آن حق او بود از آن تو بڑیت
از ہنر خویش کشا سینہ را	مایہ مکن نسبت دیرنیہ را
در توئی نیست چو زان مشکنا	بد بود الحاق خطا بر صواب
بہر داس را زنجیباں چہ ناز	خرچہ کند با شتران پادراز
نیت ہمہ نسل کر میاں غیز	تخم خیارست بے تلخ نیز
زشت بود مفلح بجاس بلند	کاسہ خالی و صدای بلند

لے نول ضم نون تائزہ مشربہ ہندی ٹوٹی گویند۔ نولہ ہم خوانند شاعرے گوید سے
آبے اذ نولہ کوزہ مخور ۱۱ فلا سریر ۱۲ فلا خواں

جے بلند انت بنائست چوں ز توبے برگ دزیرست
 پیچ نیز د ز بلند ی شاخ برگ کشتن سایہ نشان فراخ
 خویش تو خود را چو بود پیش خواہ نیز کہ خود خواہ نشد خویش خواہ
 خازن بے عاقبتاں شد ہاں بوزنہ کاں است گلو توشہ دہاں
 گشت دود بر چو بخویشی کیے خانہ پیرا دیار شود بے شکے
 بہر عروسک پوشود بوم شاہ ہزدہ دیرانش ہزارے محواہ
 پیچکسار سایہ کند لاشے ست سایہ نمود افغ گرما کے ست
 زر چو فروں ست گرہ تنگ چست سر چو بزرگ ست کتہ تنگ چست
 یا بڑہ افزا کے کلابے کہ تنگ یا سر خود خرد کن از زخم تنگ
 زہ طلب اول کلا آنگاہ خواہ بے زہ تقویم کن دہاں کلاہ
 نے غلم زر کہ وہی بہر زہ قیمت زہ شدہ عطاے فرہ
 شہرہ مکن ہر چہ بخویشاں دہی در کف تست انچہ بریشاں دہی
 ہر کہ دے شہرگی اندیشہ کرد ز انچہ شود شہرہ ہماں پیشہ کرد
 سفلہ کہ دانگے بہ فقیر آورد شش ہبت از دے بہ فقیر آورد

۱۱ کشتن اور کشتن دونوں مترادف ہیں اس کے معنی ہتھتات کثرت! ہنہ کے ہیں ۱۲
 ۱۳ از نار ۱۴ بود ۱۵ ہزار کے معنی ساختگی اور سباب و
 رختک ہیں کما قال اللہ تعالیٰ فَاَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗمْ جَحِيْمًا ۱۶ زہ نفس
 ۱۷ تنگ ۱۸ زہ مغزی گوت ۱۹ زہ تنگ ۲۰ زہ زیادہ ۲۱ ازاد
 ۲۲ بدیشاں

ایک بصد غنبدہ ہانگے زنی	شش نتوان بخت چو دانگے زنی
عرف بخواہی علمے برگیر	نست الف لام در اسم ضمیر
گر تو شوی از ہمہ خویشاں بزرگ	در رمہ خویش ثباں شو نہ گرگ
پاہ بہ بر خویش ز حد بیش نہ	منت بر خویش نہ بر خویش نہ
سیم پدر بر رخ مادر مزن	بوسہ پائش زن بر سر مزن
گر ہمہ شہدش بدہاں آوری	زہر بود چوں بزہاں آوری
آنکہ سر انجام زنی نشترش	بہ کہ ز اول نہ ہی شکرش
آنکہ سر ناخت آزار حبت	سر برش گر ہمہ خردی تبت
ناخن از انگشت چو برتر شود	بابت انداختن سر شود
نخم بصد دست گرافوں کند	ناخن از انگشت جدا چوں کند
قرۃ عینت چو شد آزار جوے	گریہ کنان دست خود ازوے بشوے
موی زیادت چو بر آید چشم	گریہ بسیار کشاید ز چشم
ہست عصا در نور کو انشت	کور دلاں راست سزاوارشت
رگ کہ بود کز بکشیدن سزا	رشتہ پیاں بکشش گشت رست

لے شہرت کے لئے نام پیدا کرنا اچھا نہیں دیکھو اسم ضمیر کو الف لام کی حاجت نہیں خود معوض ہے اس کے علاوہ بقاعدہ معی برگیر کے لفظ سے لفظ علمی پیدا ہوتا ہے اس کی تحلیل کی جائے تو بر-م-گیر-بر کا ترجمہ ملے اور بر نفل اور پلو کو بھی کہتے ہیں اب یہاں حرف میم باشعارہ گیر پڑا دو علمی ہو گیا ۱۲ تا ہم نہ ناخن نہ ہزنش نہ کوزاں

گر شرف در رگ نیکوئیست	ہر کہ بجز تست دعا کوئیست
عرق بپاکی بد عاضم شود	رشتہ بتوید مکر م شود
دیر زید گشت چو شیریں کے	آبغہ رد شربت شیریں بے
باد منی با پدر خویش چند	کز سر حلیل برونت فگند
ایکے نکت پارہ از جان اوست	قطرہ از چشمہ حیوان اوست
او چو نذر دوزنت جاں دریغ	دلے کہ چون داری از و ناں دریغ
لفظہ کزو کام رجم تر شود	جانور از رحمت مادر شود
قطرہ آبے ست کہ از تفت تاب	دانہ نارے کندش آفتاب
یک شبہ رنج از تو کہ مادر کشید	باد و جہانش نتواں بر کشید
یک شبہ راکہ دو عالم بہا ست	کم زند آنگو کہ کشش کم بہا ست
زو کہ بشیریت فوت بود	خونش خورانی چہ مروت بود
سوخت ز تو مادر فرقت پیر	آنکہ بہشت تو شد از جہنم شیر
وعدہ دوزخ چو ہم بچ برشت	دوزخی آتش زند اندر بہشت
لاجرم آتش چو زند شعلہ تند	خس نکند تیزی ندانش کند
تا تو نخست دل آباے خویش	پیش تو نابد از ایناے خویش
گر ز تو چشم پدرت دید خار	از پس خویش ہاں چشم دار

نہ ز پاکی نہ آنکہ نہ اس رنج نہ تو بندہ جوے شیر

گرتو بی خون تو بزرگ چرت ورنه سگی زاده تو سنگ چرت
 نیش و جراحست نه ز مردم دند از دم مار و دم کژدم دند
 چون تو بدی گرز تو زاید تر خون جگر گوشه به همت خور
 گر چپه خود بخورد گرز مار بچه اونیسنه شود بچه خوار
 مینوه که در نشتر بختش توئی خار ز خود خور که در خشت توئی
 خون که بتن چپمه حیوان است گشت چو فاسد خلل جان است
 شواد آموز سپهر از پیش کو چو قوی شد نتوانش پیش
 چرب کشتی شانه نورا ز باں موز گستن نه فتد در زباں
 زاده بد در مکن و کن مکش ناخته از دیده بناخن مکش
 زانکه بدان گفت پدر نشود بخرنخن خویش دگر نشود
 این حدیث پدر اندر خویش آن همه تن برب فرزند خویش
 زاده اگر خود همه خاکسترست سر مله چپم پدر و مادرست
 خرس چو در خنده کشاید دهاں بوسه برب که زند خرس باں
 گر چه سپردیده پراز خون کند مردش از خانه بروں چون کند
 درد کشد گر چپ که از دیده مرد دیده کشیدن نتوان بهر درد

ناپتون نیش جراحست نه ز تو آید نه گرز به سنا کچن گره نه است
 ز بهی تم کاسانپ نه پریم یعنی نمی مکشی کوتیل گالینا چایی ورنه بال
 کسوسه ۱۲ نه اد نه اجنیاں

چون ہم مردم ز زود دیدہ خوش اند بچ بدو دیدہ بدو دیدہ کشند
 دوری ازین میوہ گرانی بود میوہ دل میوہ جانی بود
 پرورش زاده دشوار ز ریت آنکہ نہ زادہ است چہ اندک حلیت
 سہل نماید بر استردن آن محنت زاییدن آہستہ آن
 گیر کہ مادر کند از بہر خویش^{۱۳} پرورش زادہ بامید بیش
 چیت صدف را کہ ز جان دہنیم پرورد اندر دل دہریم
 دست قضا کیس ہمہ با ہم نہاد از پے آبادی عالم نہاد
 گر نہ دو آتش زودہ در غے کشند دہر پر از جانوراں کے کشند
 زادہ کہ شد جانور از تو ہوست دشمن جانی ست چو پنی نہ دوست
 آدمی از سینیہ مفتون خویش دشمن خود پرورد از خون خویش
 گشت چو فرزند بد آمادہ خوا جاں طلبی نان وے آمادہ دا
 سفرہ رہا شد چو سگ خانگی طعمہ برد بے حق پرواگی
 حاضر مرگ تو پیر کردہ دیگ تا پزد از تو علف مہر دیگ
 لقمہ چو بے غم بد ہانش نہی لقمہ شدی یکے زد ہانش نہی
 خام خور دخیستہ مادر مدام پختہ کہ آں خور دہمش خورے خام

لا بد ز زود نہ مر نہ مادی نہ بر نہ مردیگے نہ

کی میراث مردہ کا اثاثہ نہ تھی نہ کوے

رنج کش طفل شکایا بود پرورش نازینه زیبا بود
 بچہ طاووس چو از بنیہ هست دانه خور دجست نالاست
 بچہ که کجشک و کبوتر کشد لرزه کناں دانه ز مادر کشد
 صید ہماں بہ کہ نشست خودست راحت مرد از کف دست خودست
 خواجہ مہاداکہ بہ پیرانہ سر بندہ فرزند شود بہر غور
 دہ سپہ از یک پدر آسودہ گشت یک پدر از صد سپہ افتد بہشت
 نا خلفے را کہ بود شوم چہر بر پدر و مادر و خویشان چہر
 سگ چو کہ خشم فغاں برکشد لقمہ ز دندان برادر کشد
 حکایت مرد برادر کش کہ قصد خون برادر خود کرد و گردن
 بر تیغ داد تا گردنش زود و خون خشم او در گردنش

از پے میراث یکے خشمناک کردند رنجت کیس خون برادر نجاک
 تیغ بخون شستہ رہنمای شست پیش در میر ولایت گرد شست
 دید دو برنامے چو سر بلند یافتہ ز آسیب گناہے گرد
 تیغ بر آوردہ سیاست گرے تا بہر آسیب رہاید سرے
 کردیکے از جگر مہر زاسے روے بیٹاف کہ بہر خدایے

نال خود بہت نال بدست نال صد نال دہ نال یافت نال آشوب

گردن من زن قدرے بیشتر
 وائے دگر کش گفت کہ بگلن بزم
 کو زید از من قدرے بیشتر
 تا مرگ و مردن او نہ کریم
 ہر یک ازیں گو نہ دران دستبرد
 مرد سیاست گیر شمشیر گیر
 گفت چه خوشی ست شمارا ہم
 ہر دو نمودند کہ یاریم و ہنس
 دیں دم یاری نہت در آن نفس
 سر بگریبان ستمگار کی
 گفت بیٹاف کہ شمشیر کار
 دوست دہ جان خود از ہر دست
 ہر کہ بدیں گو نہ فتنہ در وبال
 وائے شیعہ کاں دوسرے تن خلتند
 داد ملک آں دو جوان اخلاص
 مرد کہ با خون خود آورد دست
 حصہ از اہل رحم این لاجو
 قطع رحم را رحم اللہ گو

مقالہ یازدہم دفعہ فیض المائل از مال فیض المائل از مال و

نفا آں نہ دگرے نہ روم نہ زن نہ دست نہ یاریت نہ بہ
 نہ آں نہ اورا بدست نہ آئرا

فتح باب بروشانے کہ قطرہ قطرہ کر دکنند و دریا دریا
برکراں ریزند و لب تے نکلند و ماجرا بے آبی کہ
اگر قطرہ از دست ایشان بچکد چشمہاے سائل را از
کا و کا و بکنند

تجربہ کردم بھلا اندیشہ	بہ ز سخا نیست دگر پیشہ
سیم کہ اندر کف مردم دہند	آخر ازاں بہ کہ بخاکش نہند
ز رہنود چوں ب خاک اندرست	خاک و ہر چہ بخاک اندرست
ہر چہ بخوردی و نہادی چومو	خاک خور و روزی تو خاک گور
خاص ز بہر کرم آمد درم	ہیں گزرقافیہ اینک کرم
جانورے کو بجز از مردمست	در علف یک شکم خود گمست
آدمی ست آنکہ ز نیروے کا	پر کند او صد شکم و صد ہزار
حال چو اینست پس و آدمیست	کو دگر اں اسبب غمیست
آنکہ ز دادن کف بخشندهست	کے زند از خوشدلی نگشت دست
مشت پوشد بشتہ ز ناخیر و خیر	دست نیاری تو دو گشت نیز
مرد ببردی کف و الا نہست	گر نفس دے کف دیرانہست

لا زہرا ندیشہ لا نیست نکو تر ز خا پیشہ لا نہند لا دہند لا شک
لا کز باقیش لا بہ کند و صد شکم لا بشتہ ناخیر لا کز

بسته بود چپ اہل جزام
 راد چوکف بت گدا پیشی ست
 بسته نخواہد گرہ خود قلم
 گرچہ کشائی گرہ مرد وزن
 خامہ تراش ست بہر جامہ
 تیر گراں رشت بازار نام
 تیشہ کہ یکسر سوے خود ریش
 ازہ صفت قسمتہ و راست باش
 لطف بجائے ست کہ دوری بو
 کیت کریم آنکہ بمسکین دہ
 ہرچہ تو نگر بتوانا فکند
 آنکہ دہد پُر سپر و کم بکم
 گر تونی از راہ کرم زرقشاں
 خاک برابرے کہ زکشت خراب
 ہرچہ بہ نسبت نہ فشاں کے
 گرچہ عطا در ہمہ جا دلکش ست
 گرچہ بریزد نکشاید تم
 بند قلم موجب درویشی ست
 شد بجا غمزدی ازین و سلم
 بہ کہ نہ بندی گرہ خوشنق
 زانکہ تراشد بسوے دیگرے
 زانکہ تراشد سوے خود دمام
 خندہ زنداڑہ و دندانش
 نے ہمہ چوں تیشہ سوے خود ترا
 برزن و فرزند ضروری بود
 ز پے شہرت پے دیں دہ
 و آنکہ گھر باز بدریا فکند
 ز اہل نفاق ست نہ ز اہل کرم
 پُر بگدا کم بتو نگر رساں
 رفت بدریا و فرو نخت آب
 بخل ز اسراف نکو تر بے
 ہرچہ بہجار بوداں خوش ست

زادادہ نکا پیشی نہ نامہ نہ گراں نہ شہوت نہ زانکہ

دیدہ کہ از سرمہ لیلیش دهند
 دادن مکرم شرعے شد بلند
 آنکہ دویم جامہ نذار دیوت
 شقہ کہ بخشید بسر مافتیر
 صحن جہاں شد چو خرابی نشان
 آنکہ تو نگہ بزرست و منال
 از دو یکے چشم کرم رست نور
 پردلی آں بہ کہ بطاقت بود
 حکم سخا نیست بہ بسیار چیز
 کیست سخی آنکہ روانت دہد
 کس نہ روش ز آبے واں ترکند
 آنکہ بخشش دہد از بادہ رو
 وانکہ گرش خندہ زنی جائے ہست
 بے خرد اندایں ہمہ ہست بد
 ایکہ سخاوت ہمہ درمے کنی
 سرمہ نہ از چمچ بمیش دهند
 دادن مسرت ہر روز ریشند
 بیخ دست ار دہد آنرا بدست
 رحم مکن گر ببرد گو بسیر
 باغ بود بر ہنہ و زرفشاں
 گر ہمہ بدہد بود اسراف مال
 وز سہ یکے قسمت خیر الامور
 پردلی از وام حماقت بود
 از درمے دانگ زداں گے نشین
 ہر چہ دہد ہم بزمانت دہد
 کاخچہ بیاد ہمہ را ترکند
 وام تناس باشد و بدوہ بچو
 بخشش دیوانہ و طفل مست
 گر ہمہ خود خیر کند بے خرد
 وائے اگر مے نخوری کے کنی

لہ ہر روز گاہ ۱۱ فل ہست ۱۲ مردے فل چمن ۱۳ فل خوں فشاں ۱۴ فل کرد
 ۱۵ فلیمت ۱۶ فل ز ۱۷ فل کیت چو از دانگ روانت دہد ۱۸ فل بیاید ۱۹ فل نہند
 ۲۰ فل بدہد ۲۱ فل بچاے ۲۲ فل بے خرداں ۲۳ فل در ۲۴ فلادہ کہ

زشت بود مست در اسراف نمر
 می بجوانمردی و او بی خبر
 جود نه از پیری مال است پس
 قمتی از قدر مثال است پس
 نیست تقاضای جوانمرد جنگ
 شاخ چو پخته است چه حاجت بنگ
 پیل خور دیوں علف شه بزو
 بس که فتد بهر کنج شک و مو
 شیر که بخشش همه خندان دد
 قوت کلای از بن دندان دد
 عریه سفلی که احسانش نیست
 عشوه ز راق بگنجینه در
 برگذرا از چنل عشوه فروش
 عکس درم هاست باینه در
 برگذرا از چنل عشوه فروش
 خواجه که لوزینه بگوشش آیدش
 کو کند لقمه لب آبگوش
 و آنکه شد از عشوه دهاں عشوه
 کس کند مایه مدخل تراشش
 تا نخورد تیشتم پولاد سنگ
 آں که بدادن دل تنگش بود
 کوزه که باریک بود باریک
 دادن مدخل که نباشد بے
 شیشه گلابی که چکاند کبس
 زده همه باریک و د آب و
 میل نباشد که پذیرد کس
 هم بدو سه قطره بگویند بس

دستِ جوان مرد بود گنج با	دستِ نگوں هیچ نگیس در قرار
دستِ تالِ ست تا شنده را	دستِ نگوں ست رساننده را
یعنی اگر تو دمی از کف درست	سجده کند دستِ بهشتِ نخست
سر ننداز دامنِ پر آدمی	پله چو پر گشتِ پیوسد زین
پیش نشانده که ریزد برون	گرد چینه ضرورتِ نگوں
گرم روی کن که بر آئی بلند	بخشکی در زینِ افقی نزنند
شعله کند سر سو بالا از خاک	قطره نگوں سارفتد در م خاک
یابده آنچست دهد اختر شتر	یا مستانِ هر چه ستانند با
منزلِ مهاں نبود هر درسه	بارِ عزیزان نکشد هر سر
خس که کند پریش گریخت گیر	کاتش خاشاک بود زو دیر
بوم شبب طعمه خورد زو دار	باز رو طبل زناں در تنکا
مرد لیرا چه زخون گاه سیر	سرخ کند روے خود در روے غیر
کاری جو افرودنه رخ زردی ست	مردی در زیر جو افرودی ست
دور بود سفله ز جو دو غرا	پاچو خے از غرق و از شتا
می طبل از فلک شیشه گون	کاسه ستان دارد صراحی گون
سوخته شاخه که مزار و خه	ریخته دست که مزار و خه

لای سجده کند پیش تو دستِ نخست لک براز لک خرس نه نریزد

هر چه که امروز تو نگردهد	روز دیگر عاقبتش بردهد
قطره باران که بصر اگم است	چون برسد وقت جو و گندم
هر چه دهمی مزد طلب کن نه نام	نام خود افتد بلب خاص عام
باش درختی که برآرد ز شاخ	سایه خود از برگ بیایی فراخ
نام سخی بر شد و پروا ز کرد	زانکه ز خود سنگ زار باز کرد
نام بخیلان بزمین ماند پست	زانکه ز دوش سنگ گران هر گشت
هر چه که م بهر خدا گستری	مزدبری نام نکو بر ستری
واسطه بناسی کنی از خویش دور	محل نام تو چه باشد غرور
زر زین نام نه بخشد کریم	نام تان هیچ ستاند بسیم
سائل اگر چه بفریب و فسوس	دم دهد و مال ستاند ز دوس
از خرد آنکس که تو نگر بود	زرد دهد و نام خرد خر بود
آنکه دمت داد میح است اگر	مرد نه میسج دمت را خضر
لیک چو روشن نفس راند و بس	عیسی جان دانش و بتان نفس
واسطه دهمی چو که دهند خدایت	منت پیوده نهادن خطایت
و آنکه متاعیش بمنت دهمی	اجرت باریست که بروی نهی
بار که مزدور چو پیله برد	یک من دیک دانگ بمیل برد

دائگ تو چوں کوه بگردن بند	ناب که آرد که بدان تن بند
هر چه دوی سده و منت مند	زانچه پشیمان شوی آن خنده
پیشتر از داد کن اندیشه یاد	تا نشوی بیش پشیمان زداد
کار که اندیشه کنی پیش از آن	هیچ پشیمان نشوی بیش از آن
هر چه که نتوانی از آن خواستن	زشت بود دادن و نخواستن
کس ز زین باز نه لیسد احباب	قطره گز از خاک رود بر سحاب
طفل بود که حسن و ناتوان	هر چه دهد باز ستانم روان
نیست درین وقت خدای آدمی	کو برساند بدله خور می
محترمانند درین روزگار	تنگ دل و ظالم و افسوس خوا
گاه سخا از پیئے نان بول	کبر نگنجد بدو عالم درول
دانه شان مرغ ندارد امید	کاسه شان نه سیه و نه سپید
نقش درم شان ز متنای دل	مقله دیده است سویل دل
گر چه خدا شان زرو نعمت سپرد	دولت شان داد و گدائی نبرد
پاک روانی که در دل زدند	خطاها بر همه محل زند
چون دل پاک از کرم آراستند	مال چه باشد که زجا خاستند

لا کند تا تاب که دارد که بران تن کند لا او لا نه زه دیر

لا سوداست

حکایتِ جوانمردانِ تشنه که شربتِ آبِ زندگانی را
 فدایِ یکِ دیگر کردند و خود با خشک جانی خشک
 آوردند و خشک گشتند

کعبه روئے چند بگرائے تیز	تشنه فادند بهشتِ حسین
چون بقدیم طاقبتِ گامے نماد	خونِ بجدِ جرعہ بجائے نماد
بر تلِ تفسیده قفایِ زدند	زاندہ مردانِ سرو پا میزدند
دو اجلِ خاست ز ہر بندِ شاں	بخودی از پاسے در آنگند شاں
ناکہ از اطرافِ بیابانِ دوست	ناکہ سواریِ سوی ایشاں گزشت
سوزشِ شاں دید درونشِ بوخت	از قف ہر سوختہ خوش لبوخت
گریہ کنان آمد از اشتر فرد	بر سرِ تشنه رواں کرد رود
شربتے از مطہرہ در طاسِ سخت	زانچہ خضر دُر لبِ الیاس سخت
پیشِ یکے برد کہ این را بگیس	چشمہ حیوانِ خور و تشنہ میس
اد طرے کرد اشارتِ سیا	کوستِ زمنِ تشنہ ترا در اسپا
چوں سوئے آں برد چناں کوثری	کرد رواں او بسوئے دیگر ی
جست چناں ہر یک از ایشاں خوثر	مرگِ خود و زندگے یار خویش

لک بگمایہ لک برتن لک قریب کاہنسل ٹیلہ ۱۲ فرخاد لک ناکہ از اطراف لک بر لک زندگانی از بار

دور چوسائی زمسکہ غار کرد
 چشم حریفان قدرے باز کرد
 مستِ غمخیز کہ خورد آں شراب
 گشت مزاج از سکر آتش خراب
 خواجہ صلا گفت و جوابش نبود
 خاک شد آں تشنہ کہ آتش نبود
 بزرگراں برد چو آں آبِ سرد
 آں ہمہ را نیز نہ اند آب خورد
 آبِ نزد کا تش شاں مردہ بود
 جاں زمیناں رحمت خود بردہ بود
 شربتِ خود خورد قف از دل نشا
 داخچہ ز لب خورد زمرگان نشا
 ماند بحیرت ز چناں مردیے
 کاینست جدا گانہ چو آں مریے
 ہست جو اغرد درم صد ہزار
 کار چو با جاں قند آنجاست کا
 لے کہ نداری روش آں سراں
 چند چو خستہ و صفت دیگران
 مقالہ دواز دہم در منزلتِ شہیدانِ مغفرتِ نوش کہ از مقابلہ
 غزائشرفِ رجاتِ برآیند و مذلتِ شاہدانِ مقنعہ پوش کہ از
 مقابلہ و غابطرفِ رکاتِ گرایند و کستنِ آں زشت گوہر
 کہ نرم آہنِ اورا از موم روی بتابد و تیغِ گوشتینش سنگ را
 بشکافد و آبِ دادنِ آں دریا کہ قطرہ موجِ او ہمہ دنی میں را

بگیر دو او پیش خویش از چار پرده بافت

باخته سر در ره سود و زیاں	لے بغز استہ کمر بر میاں
بانیت صدق پمیداں در لے	جد تو گر گھنت ز بہر خدا لے
بلکہ ز سر نیسہ نظر دور کن	عربہ دلافت ز سر دور کن
تیغ زباں کوئی کو را بود	تیغ عنترہ امرد نکو را بود
زال بازار بہیں رستم ست	مردی اگر شور فغان و دست
مرد نمی چوں بزباں آوری	گر صفی از خصم بجاں آوری
آنچہ کند باز نگوید بکس	تیغ کہ او جملہ زبان ست بس
ایں ادب آموز ہم از تیغ خویش	باری اگر نیست ادب در تو پیش
زانکہ نگنجد بنیامے دو تیغ	تیغ بود نزد زباں در در تیغ
کش ہنر افزوں و زباں کمر ست	زاں لب سو فار بڑہ در خور ست
خاصہ کہ کردہ بگوید کہے	کردہ کہ گویند بنا شد بے
زانکہ ز صد کردہ بگوید یکے	مرتبہ یاز بود بے شکے
زاں خورد آلودگی خاکیاں	نعرہ بہودہ زندہ ماکیاں
با دشمن باشد چربے شیر	لافت ز پر مغز مجو لے شیر

بس غرگو یا کہ چو درمی نشست
 کم نهند خویش تن از پیل مست
 چوں شود از دور حریت آزماے
 پای چوستانش بلغزد جابے
 شو بگمہ معسر کہ شمشیر گیسر
 کیست کہ درمی نشود گیر
 مست کہ در کوچہ زند لاف جنگ
 سحرہ طفلان شود از زخم سنگ
 جلاوہ بے جنگ بصر او رود
 گرچہ تن مرد بردی ز رست
 بیس کہ ز انگشت بنگام شست
 گاہ غراتیغ ز نژان عسیر
 نے ز پے دخل زیادت کند
 لاجرم آں تیغ کہ بر سر خود
 در تہ این خنجر چوں بسید شو
 نامہ کہ شستن نہ بد ریا تو آں
 ہرچہ جز این است بمیدان لاف
 کشتہ کہ ز خمیش بغارت رسید
 پیش گروہہ زن صحرا شتاب
 غازی رسمی کہ بغارت رود
 ہست چو حاجی کہ تجارت رود
 ہست چو پاکو فتن بے سرود
 زینت اسلام از آں بر ترست
 در تہ انگشت شہادت نشست
 جاں کہ گند از تن مردانہ دو
 کر پیے اعلاء شہادت کند
 شربتہ از چشمہ کوثر خورد
 جاں بدہ و زندہ جادید شو
 تیغ بیک قطرہ بشوید رواں
 مردن مردار بود در مصاف
 غارتی کشتہ نباشد شہید
 کشتہ شود دہ زغن از یک کباب
 ہست چو حاجی کہ تجارت رود

چون ز حج آنسوست تجارت گمش
 کعبه طفیل بود اندر رهش
 آنکه غراخوانی و جوی حسنا
 گر غرضی هست نباشد عسنا
 رو بفرزد دل غرض آلوده دای
 جهد خود ست این نه جهاد خدای
 تا سخن غم که عبارت گریست
 از پی رعنائی و غارت گریست
 جلوه گرے کو بگند حمله تند
 هست چو پیکان زرانده کند
 تیغ که دارد بستم حرف تیز
 زنگ بے از صفحه ادگو مخیز
 زیب عروسانه کند ارملوک
 تیغ بود آینه دینره دوک
 مردمی گر زیب سرو تن بود
 هر زن آرد آسته بهمن بود
 آنکه نه از صدق دلسیری کند
 بهر چه آرایش شیری کند
 زن صفای رازره و دشنه چند
 زشت بود زن روش و دشنه بند
 مرد نه بیند گر اندر خداے
 غم نه خود بین بود و خود نماے
 پرتل اگر سازند اردو بچنگ
 بازو نو ستش نه بس باب جنگ
 گیر که تیرش بدو گشت نیست
 تیغ بمشت ارنو دشت نیست
 مرد که آهین دل و روی تن هست
 نه ز رهش حاجت و ز جوشن هست
 تیغ نه بینی که بهنگام کار
 برینه گرد و زپے کارزار
 بازو از آهین که شود صد من
 کار مجو از سپه بود آهمن

ك نكند ك عروسان كند ك اهر دل گزینیب ك نه درمی نه فطیس از ك رچو نك گچ

کرگ نه چنه چنه بر گستاو	حمله کند شیر برهنه دواں
جوسے سلائے کہ نیائی زبوں	چوں زپے رزم خرامی بڑوں
کے فکری سر سر ملند از خویش	چوں تو زبونی کنی از ساز خویش
شیر یک انگشت دیکه ناخوش	شلاخ گوزن ست سر گز بائش
بشکن از ماهی پانصد منی	هست ننگ آنکه زبے جوشنی
زباں سر خجالت بگریباں کند	بانہ سلاح از دل ترساں کند
خود نه زیباست بفرق غراں	تا بشکوه است دل صندراں
بر سر کل منع تر سبد کلاه	هست بجایا سر شاهین شاه
نیست به پستان زباں استخوان	ماده و ش از سینه ندارد توپا
خود زرد و تیغ کبودش چه شود	آنکه شد از مشعل زرد و کبود
زرد کند گو نه صد کینه جوسے	در صف کین گو نه یک زرد روے
سرخ روی بایدش از غازه کرد	مرد که رویش ز غرا گشت زرد
کز رخ او خوں بگریزد ز بیم	زرد از ازاں گردد مرد سلیم
او بچه ساں ایستد آخر بگوسے	آنکه همه خونس گریزد ز روے
از تنگی لرزه کند تیغ تیز	مرد تنگ زهره بخوید ستیز

ک ز سرتا بش ک بی بی لک نشکند لک تن لک خول

لک غز بافتح در پوک بزدل ۱۲ عه مخفف کر گدن یعنی گیندا ۱۶

باز بے مرد کہ درجائے جنگ
 نے غضب شیر بھرخی درست
 چند گزین مرد کہ درکار زار
 آب کہ اوخیمہ ز باران کسند
 خاک برآں دائرہ کز ہیج باب
 سر بھت تیغ کسے درخورست
 چوں سر شکر نبود گردنی
 شہ چو دہد دل بدلیران جنگ
 طفل و شاہیں کہ چناں پرولند
 دل نہ ہکس چو چکر ز دکننگ
 آنکہ شاد لیش بھیجا دراست
 بیضہ کہ برایتہ از جائے خویش
 حملہ بے صرفہ کن درمبہ
 جنبش کو رانہ کہ شد جائے لعن
 شیر دلائے کہ تگ آخوستند
 زرد شود روش ز صغرای جنگ
 شیر کہ زرد دست دلا در ترست
 لشکر ترسندہ نیاید بکار
 دائرہ از آب سواران کسند
 گرد نہ خیزد سواران آب
 کوز پے تیغ ہمہ تن سرست
 تیغ ضروری ست بسر خورنی
 شیر شود بچہ روباہ لنگ
 شہ دل شاں داد از ان مقبلند
 حوصلہ پرنگ دندارندنگ
 گرچہ ضعیف ست توانا ترست
 لشکرش پل تہ پاسے خویش
 گشتہ بے گشت ز نامرد مرد
 دوست ز ند طعنہ و بدخواہ طعن
 حملہ شیراں ز سگ آخوستند

۱۰ بے غضب ۱۱ بردی ۱۲ چیدہ ۱۳ دائرہ آب ۱۴ مقبلند

۱۵ چر ز چکا دک - یا نگد ابو پرند جالور ہیں ۱۶ شاد دی یعنی ثابت قدمی ۱۷

از خنجر یک سگ جنگ آزماے ده سگ دژنده بماند بجای
 سگ تو به گریز گلی از سگ بجنگ خواه تو آهوکش و خواهی پلنگ
 دل طلب از مردنه اندام و پشت باز سگ باشد و لگ لگ پشت
 شیر پیکل نبود چون ستر اشکره ز خرد بود ماده پر
 مغرور من خور ستر بود نیزه تھی تیر میاں پر بود
 مرد میس کو بنظر کمتر ست مورچه تیغ پلارک خور ست
 پس گنه خرد بد انساں دلیر کوزد لیری بخورد خون شیر
 دشمن ناچسب ز بنجار کشش پشه بسیلی نه به چقار کشش
 بر تو کند پشه چون ستر زنی خود شوی از زده چون خنجر زنی
 تیزی پیکان خورش کرگس ست پرگس سرکه بازی بس ست
 معرکه بروی که ز جاں شست امید گلشن سوری بود و برگ بید
 واسے براں مردی دنام آوری کز تو بغیرے زسد یاوری
 ماند ز بول همسر تو زیر تیغ تو سر خود گیری از آنجا دریغ
 نئے کمی از سگ که چو پوید دلیر باز خرد منعم خود را ز شیر

لکھے کے نہ کہنے سے سنقر باز اور شکرہ کی طرح ایک نرکاری جانور ہے اردو میں
 لکڑا کہتے ہیں ۱۲ لک مبین ۱۵ پلارک شمیر اور جو ہر شمشیر ۱۳
 ۱۴ چقار ایک قسم کا گرز ہے ۱۶
 ۱۷ بونگو

باش چو باغندہ طفلان بحرب کو ہوا بر جہد از بہر ضرب
 گوی مشو کو زیکے زخم کس سر زدہ پوید کہ نہ بیند ز پس
 جلوہ کند مرد بروزِ عشا اسپ بخندد بگمہ آشنا
 آنکہ دل او پروازِ صی کے دل بدخواہ پراندِ تیر
 مرد دلاور کہ چو شاہیں پرید پشت پرندہ بہ پریدن کہ دید
 وانکہ دہشت دلاور بود پشتِ دے از روے نکو تر بود
 در پے شیرے کہ گریزد ز جنگ درفش تمانہ نشاند خدنگ
 پشتِ بدار داد کماںِ رخصت تا فکند ناوک پہلو شگاف
 آنکہ گریزد بقفایش پیوے وانکہ ز بول گشت گزندش محبے
 زن بود آں مرد کہ مردی نکو کشتن زن شوم بود در سیر
 گرچہ کہ سگ عہدہ خنداں کند خندہ و عفو از بنِ دنداں کند
 مرد چو پیش تو ز بول شد ز جوش سگ ز توبہ گرنشوی عفو کوش
 در روشِ مرد کہ فرزانگی ست قتل زبوتاں نہ ز مردانگی ست

۱۵ باغندہ اور باغندہ دونوں طرح صحیح ہے۔ اس کے معنی ہیں روئی کا گالا۔ ۱۲

۱۱ بیگے ۱۳ پند ۱۴ بدوزد ۱۵ ز ۱۶ آنکہ

۱۷ پشت دادن۔ بدد کرنی ہمت نہ ہانی ۱۲

۱۸ جنگ ۱۹ براں ۲۰ کشد ۲۱ خندہ عفو

۲۲ کاراز بن دنداں کردن۔ محاورہ ہے۔ جیسے اردو میں سر آنکھوں سے کام کرنا یعنی نہایت

رغبت سے ۱۲ ۱۳ نوش

بسته بکش گر همه گر پز بود زانکه پنگے بر سن بز بود
وانگی گشتی مرد نبه آزمائے نیز کش جز بر صفت خدای

حکایت آن سگ که آب دهن بسوی شیر خدا نداشت از
خشم حیدر کرار گرم آلوده هانی یافت دیگر بار اورا به کشت

بد اسد الله بو خدا در مصاف بایکے از کینه و راں در طواف
حمله بسے کرد سوار دلیر گبر ستیزنده نیامد بریر
تا بچنان کسش از دست برد شد زد و سو آلت پیکار خرد
هر دو دلا در چو یکیں آمدند گرم ز تون بزمیں آمدند
دست بهم بر زده زان داوری پای نشتر دند بزور آوری
حیدر کرار بسے کرد جسد کا خنجر دشمن بزمیں برد مسد
پوں گمراشته که بخوں کردنش دور کنند بار سر از گردنش
ز بد لیری سگ زور آزمای آب دهن بر رخ شیر خدای
سخت به چنید بخشم اثر دها کرد ز ته صید مخالف رها
بس که در آویخت در خوشنماک کاش زده را بار دگر زد بخاک

لک بغار مصاف ۵۰ گر پز بدول - در پوک ۱۲ لک زیرای
لک ۵۰ که لک پیچید لک کار

زو سرش از خنجر و سینه شکافت
 گفت رسولش که چو خصم درشت
 سر زده در پیش پیمبر شتافت
 چیت که بگرفتی و بگذاشتی
 گفت نیوشده ایزد شناس
 بر زمین آورد بصد حیلہ پشت
 من چو شدم چہرہ بر آن سخت کوثر
 بار دیگر دست بخوں داشتی
 در غضب آورد مرا نفس حسام
 کایزدم آورد و بنغرایں ہراس
 کا پتہ غرازیں غضب آرم بجای
 آب دہن زد و بچ من ز جوشن
 گشت ضروری کہ رہا کر دمش
 در دہن نفس نہا دم لگام
 آنکہ جادش ز پے دیں بود
 بہر خود ست این نہ ز بہر خداست
 پس ادب از بہر خدا کر دمش
 این کند و شتر طغرایں بود
 دید بے خسرو اگر این نہ کرد
 مرد غرا جڑ ز پے دیں نہ کرد

مقالہ سیر و ہم اندر اندر ز شاہاں در رعایت بے پناہاں
 واعانت و ادواہاں و تجلیہ اعمالِ ملکی بصنعتِ نصفت و
 تجلیہ اعلامِ ملکی بمعدلِ محدلت و دراز دستانِ ستم را بازوے
 تطاول بریدن تا کو تہ دست بوند و زیر دستانِ کرم را پست

تلطف سایہ گردن تا سایہ پروردہ را شنود

الے بیاست علم افزا شسته	تخم تخم در ره دین کاشته
غافل از آن در که عتابیت هست	فانغ از آن غم که حسابیت هست
در پس آن پرده که راه تن ست	هر سر انگشت گواہ تن ست
آنکه کشد عهد یک تن بر پست	روز جزا پریش آن تن بر پست
آنکه از دست کسان صد هزار	شد بفلک چون بود انجام کار
آہ کسان خرد نیاید شمر د	آتش سوزان چه بزرگ چه خرد
تیر ضعیفان که کشاد از کسان	بگذرد از نه سپر آسمان
چیره زبوں شد چو ضعیفش گزید	شہ زنگس در پس منہ خزید
گر ہمہ سلطان بہا شاد و د	خرمن در ویش بہ بیمار و د
پیل کہ بر روی زمین پابند	پاس نہ بر مور بعدا ہند
بخت رعیت چو رعایت کند	ختم ملک جملہ عنایت کند
رحمت مادر چو سہراں بوز	شیر شود غول کہ بہ پستان بوز
چوں طلب دخل دلایت کنی	کوش کہ حکم بر عایت کنی

لا بیک تن لا شود لا زکند کماں لا گزند لا گزند لا شیطان
لا پیل کہ در روی زمین سر بند لا تہ

ارّه صفت قسمتی راست باش
 دشمن اگر خود همه پیش و پس ست
 زار و مسافر قدم سخت دوست
 تیغ بجل آئینه بادشا ست
 عهد که از تیغ بود فتنه زارے
 آب کند گر چه بنار ا خراب
 شنه که به بر تخت بتکیں بود
 گرد پلائے که در اسلام حبت
 شنه که شب تاب سحر سر خورد
 رخنه شود ملک بفرمانها
 گر بنو دکن مکن خسرواں
 در تو زیم ملک آزادی ست
 مصلحت ملک بر حق و عطا ست
 موے که پیچیده زبے شنگی ست
 شانه بسر اهام ازیں برده گوی
 استره یک سر ستر دن خوش ست
 زان همه روی سر اندر کش ست

لک درم لک بر لک رود لک بشب لک همه زین بنده گوی
 لک کش یکسینه مکہ ۱۲

تا بسلیماں نہ رود در دِ مَور
 منہی کر باشد و جاموسِ کور
 شد کہ بود صمتِ عالم زدور
 آفتِ فتنہ است بر اہلِ حضور
 ہیزم سوزاں کہ آتشِ درت
 نورِ چہ بنیش کہ خاکسترست
 نورِ چراغِ آنچہ بمسکن کند
 تا کننی خدمتِ سلطانِ دلیر
 گر چہ ملک بہ بود و پُر خرد
 بد شود از کار گزاران بد
 خواجہ کہ دامنِ بکفایت کشد
 پیرن از پیر ولایت کشد
 گر بہ کہ شد عطشِ شیرِ ثاپا
 زو نہد طوطیِ محمدِ خوا
 تا کفِ دستور در انگیزشست
 نوکِ قلمِ نشرِ خوشِ ریشست
 آشکرہ را از بے چہر و کلنگ
 بہت چو آوینشِ قصابِ چنگ
 آنکہ مرادش درمِ لفظِ سخنست
 پیشہ او سخن و سخنست
 شغلِ سلیمان چو بدیواں رسد
 ز آدمیاں نالہ بکیواں رسد
 نزدیکِ بزرگانِ دیانتِ شعار
 نیست روا عتیقِ محررِ زنا
 طائفہِ خامہ کشاں دودِ ناک
 در رقمِ خویش خود انگذہ خاک
 یک خطاں بے شکن و پیچ نہ
 حاصلِ ازاں حسد و گر پیچ نہ
 آنکہ نظر است کشد از قلم
 ہیں چہ کجی ہاست بزیرِ رقم

نہ دور نہ باید نہ دود کند نہ آہ نہ دم بے لفظ سخن جمع کرنا
 سخن ملال کرنا نہ شمار نہ دور نہ انگذ

صدقن بوجہل بدتر نہند تہمت این علم مجید نہند
 آنکہ کند خانہ خلقے خراب کافی و پرکار کنندش خطاب
 و آنکہ جوے روش بسوی حقست خندہ زہندش بزباں کا حقست
 خامہ صریحے کہ سگالہ ہے از فن شاں زار بنالہ ہے
 کردہ قلم را بنیانت علم ہر ہمہ را دست نہرے قلم
 ہست قلم کاتب وحی خداے خواجہ کند آلت دزدیش دے
 وہ کہ ازاں پایہ چہ حاصل کنی کالت حق آلت باطل کنی
 خواجہ خور و لقمہ شیرین خویش خامہ ساعی بکس گاہ نیست
 زخمہ خور و خوش منش از بد فعال زہرہ زعقرب فتہ اندر د بال
 کار جہاں چوں بکشاں گشت رست کوش بہ نرمی کہ درشتی خطاست
 خس چو پراگند بصحن سرے رفتہ بجا روب شود نہر عصاے
 پچکساں چشم ز کس کم زند مورچکاں پاک نہ بر ہم زند
 ظالم اگر خود بزماں میر گشت تانثوی خوش کہ زبوں گیر گشت
 کز دم اگر خود تیر خاک و خسست رہت ہاں کش کثرئی در پست
 گردستم کارہ بخولیشی متن کز رگ تو بہر تو با فد کھن

لاروے لہست لہ خامہ لہ خویش نہ زخم خورد خوش چو آزند قال
 لہ ہر دے بخوم زہرہ سیارہ کو بچ عقیب میں د بال ہوتا ہو ۱۲ نہ کچی لہ خویش
 نہ بہ برون میر گشت ۱۲ نہ لست

روبرو صحرا بہ سب خانگی ق گفت کہ چند از دم بیکانگی
 داد جویش سب رو باہ گیر تا نہ کہ قسم رو تو راہ گیر
 فاختہ با گرہ بیستاد کیش ق گفت بخلق تو ہم طوق خویش
 گر بہ بعد عتسہ و سرافندی گفت ز تو طوق وز ما بندی
 نعمہ ز دارناے بطع با عتبا رفت ز یک زخمہ چکش بخواب
 گرچہ عواں لقمہ نیکو خورد ہم بودش نام بدانچہ او خورد
 سینہ مرغان کہ چناں پاک شد نام وے از شکرہ خاشاک شد
 غلم ہداں کے شود از پند پاک حک نشود سایہ نچرخ ز خاک
 ظالم مفلح چو سب کو چہ گرد لا بہ کنناں پیش دود بہر خورد
 یکدم اگر جیفہ فرد تر مزید گرگ درندہ است برائے گزید
 شخہ چو برداشت کمان ستم زہ کہ کند آنکہ چنان است ہم
 شاد شود سب چور و دزد بیک دست نہ مثل چو کند رقص لنگ
 پیش ستمکارہ مکن پشت کوز زانکہ فراواں نزدیک اسپ یوز
 کے نظر شہسواراں رسد پرورش از کار گزاراں رسد
 در تف خورشید بخت جہاں سایہ زابرست نہ از آسماں

نہ بیدار نہ گونہ نہ چکل نہ رود نہ زند نہ گزند نہ چو

چیتہ کی رازی کا گھوڑا اسپ یوز کہلاتا ہے کیونکہ یوز چیتہ کو کتے ہیں ۱۲

گردِ مے گزہ پوششِ تنی
 تیغِ بیغلن کہ کم از سوزنی
 سوزن پوشندہ بدیں یک ہنر
 گدھ پہ فرد بردہر آورد سر
 لے کہ نہی گنج بہر گوشہ
 یاد کن از فاقہ بے توشہ
 ناں خورش بے کایاں چسیت آب
 مشعلہ بیوہ زناں ماہتاب
 میر ہمنہ گندم دہقان خورد
 بذر گہ از قرص جوین ناں خورد
 مہر زمین تو زد و ر سپہر
 در ہمہ کیساں نگہ چشم مہر
 گرد پرت گشت جہانے غریز
 کوش کز ایں پیش گنجے تو نیز
 موے نسجہ چو بروں ریش
 خار یکے را چو بیا در رود
 گل گجل اندر خند از کو بیخ
 تانہ جوراں را کریم خاص و عام
 از پے نیکی ست نہ از بہر نام
 بر ترازاں شد بہ بزرگی سریر
 کو شود از نام بزرگی پذیر
 در تو کنی نام بزرگ اعتبار
 بحر سہ حرف آمد و قطرہ چہار

لے اس شعر میں بوجہ تھنیں کے اشکال کی معنی صاف ہیں پہلے لفظ "تے" میں یا بے چول
 ہو اور دوسرے میں یا بے معروف مطلب یہ ہے کہ اگر تو کسی بدن کے لئے کپڑا نہیں ہی سکتا ہو تو
 سولی سے بھی تیری کم وقت ہو تو نے ملک ستاروں کیوں ہاتھ میں لی اگلے شعروں میں یہ کہتا ہے کہ
 سولی چونکہ کپڑا سی کر پہناتی ہے تو اگرچہ اس کو محنت پڑتی ہے کہ سر کے بل نیچے جانا پڑتا ہے
 لیکن پہنانے کے عوض بھراں کو سر پہندی نصیب ہوتی ۱۲ نالائی لانا سٹاں
 نہ تو گر نہ بگورد نہ سینے نہ بھجند نہ بروں نہ زایروب نہ انا جوارنا
 زانام ست

زر کہ ستانی بستم دایم است و رچہ دہی مایہ بدنامی است
 بذلِ ستمکار نشد سود مند نام ز انصاف بر آید بلند
 پیشہ قصاب چو گیر دشاں گرگ مسلمان شود و بے زباں
 قدر من از قدر تو گر اندک است خون من و تو بچراحت یکے است
 گر تو شوی رنجہ ز آسیبِ خار چشم و دل غیر تو دہیں خار
 ہر چہ کہ بر خویش نداری روا بردگرے نیز نباشد روا
 در گنہ غیر کرم پیش گیر در محل تیغ سر خویش گیر
 حکایتِ خطا کردن بادشاہ و وزیر بے خطا زدن
 بر بے گناہے

تاجورے از ملک ان دیار صبحے خاست بغرم شکار
 رخس بڑوں رائد بصر او دشت صید کناں سے دے میگزشت
 دیدیکے کو دک بیوہ سرشت بر سر رہ بود نگہبان کشت
 ناگہ ازاں جا کہ قضا رفتہ بود طفل ز آسیبِ صبا خفتہ بود
 دیدشہ از دور در راں خرد سال در نظرش مرغ نمود از خیال
 یا تیغ سوزاں کہ در آورد غرق جست بر آں سوختہ خرمن چوق

لا میزاں لا درد نہا شد و دا لا بھولے گشت لا بودیکے نہ قضا
 لا یاج پیکان ار تیر یعنی پکٹا ہوا تیر کو پورا کھینچا ۱۲ نہ سوزن نہ ہدان

فتنه محابسه بلاء نه کرد
 کرد خطائے و خطائے نه کرد
 مرکب دولت چو بدائ سو کشید
 باز بدنباله تپو کشید
 خسته دبی دید جگر سوخته
 تیر هلاکش به زمین دوخته
 داور پیکانش قضا آبخورد
 قطره آبیش زجاں کرده مرده
 ماند زباں بسته بدان داور
 بادل بدخو بزباں آدر
 که بتاسف لب خنداں گزید
 که سرانگشت بدنیاں گزید
 یافت خبر مادر سینه کباب
 نول شدش از سوز جگر گوشه آب
 بر سر آں خالی خونی نهاد
 خاک بسپر کرده در آچپاد
 آه چناں کرد که صحرابوخت
 هر که دلش داد دلش را بخت
 شاه چو دید آں شغب در دناک
 گرم فروخت ز تو سن بخاک
 طشت طلب کرده یک تیغ تیز
 طشت دگر کرده برد گنج ریز
 تیغ سیاست بسرخویش برد
 در نظر هیوه درویش برد
 گفت بکش ماتم خود سورکن
 دایم خود از گردن من دور کن
 حکم قضا را برضا در پذیر
 جزم بمن بخشش و بها در پذیر
 ورگنه ام را بعلطره بری
 قرده زیزداں نه یکده بری
 این رو این طشت مسلم تر هست
 دین ده اگر شمر شد هم تر هست

ناموک نایراں ز پیکان قضا نکجا نه ماند
 نایراں نایراں نایراں نایراں
 نشود هم

شہ کہ تسلیم سر پہ پیش کرد
 تنج شفیع گف نہ خویش کرد
 زان زرد پولاد کہ پیوستہ گشت
 راہِ خصومتِ زمیاں بستہ گشت
 زان چو دید آں روشِ عدل و را
 نختے از آں بیخودی آمد بجا
 گفت کہ خونِ ریمتہ گیر از تو زود
 مردہ من زندہ نگردد دھپہ سود
 تو کہ غلط زخم زنی خون بود
 منکہ بعدا کشت چوں بود
 نزد خدا جرم تو ناچیز باد
 من ز تو راضی شدم او نیز باد
 اے کہ ترا شخہ دیں کردہ اند
 داد چنین کن کہ چنین کردہ اند
 رابطہ شروی از داد بند
 تا کنی آوازہ چو خسرو بلند

مقالہ چهارم در تحسینِ یانتِ صائن و نفیرِ دانت
 خائن و تحریرِ شوکتِ کتب در صدرِ گرایدِ نمونہٗ قلابِ اعمال
 کہ لامع نماید و گرم خیزی بچنگانے کہ لعل و یاقوتِ آبدار
 بیگانه را نکشت فروختہ و نشتند و از بیمِ سوختنِ بگشت
 نہادن نتوانستند و دودانگیری سوختگانے کہ دوزخی را
 آشام می کنند و آری غے دودناک نیارند

اے بدیانت دانت آراستہ خواستہ خلقِ فزون خواستہ

پاک ترا ز باد ز آلودگی	نخست ترا ز خاک با سودگی
عصمت جانے کہ ترا زاده	دولت وزے کہ ترا واده
در همه آفاق که ماند ترا	گر خرد این سکه نشاند ترا
صدق تو بس در گره عقد	گر درم بد نبود گو مباد
هر چه در آرد برکت نیستش	آنکه بساکی حرکت نیستش
وز غم شبگیر سو پر نگشت	قطره که افتاد بجل در نگشت
سیر نکرد و شکم اردل نیست	در تن مرد از پری دل نیست
باز شکم تنگ بود دل فراخ	شد شکم و خلق حوصل فراخ
چون نهایت نگری آتش است	مال کساں گر چه که حلے خوش است
آں همه موم است که آتش بود	شعله که از شمع زباں کش بود
خام بود بختن سوداے خام	آتش سوزاں است چو مال حرام
بشر کند ز آتش سوزاں گریز	بهر سرمای نبود مرد تیز
پنجه سیه چشم بود دور ہیں	تراغ سیه روی بود جیفہ ہیں
لقمہ مکن کو نکو آرد بکس	زر کہ برنگ است چو پیر مگس
وانچه فرو برد ترجع نکرد	کیست کہ این لقمہ توقع نکرد

لدا دده لدا نشد لدا نشد لدا نیست لدا نیست لدا خوشه
 عه چرخ کو آرد و میں چرخ کہتے ہیں باز کی قسم سے ہے " لدا تیز ہیں لدا کساں
 لدا گموں آرد لدا کپچہ لدا تراچ

یک حریصی که بسوزد زرنج	کے دہار درکش افتاد گنج
ریگ که آتش خوردا ز آفتاب	تیر کجا گردد از آفتاب آب
چشم خورشید بد ریای خورش	تشنه قطره است ز گمای خورش
مرد ز راکه ندارد دوست	دوست کیست داشت که محتاج است
هست تن مرده که بنود بگور	مرد یک چشم شش گالان کور
آدمی آنت بنزد خراں	کوست چو خرد در تیر بار گراں
گر همه گبرست که مالیش هست	در نظر خلق جمالیست هست
در پ بود مومن و پرهیزگا	هر که زرش نیست ندارد عیا
تنازگی روز و تمول بود	خنده گل پرده در گل بود
خاک بر سر مرد تی چشم را	کز پئے زر و شمر دیشم را
لے با بل مانده چو مورال اسیر	در تیر باری چو ستورال اسیر
مور که حرصش بود از حد بردن	زنده رود زیر زمین سرنگوں
خاک خرد مار ببالاے گنج	لاجرم از سر زش آید برنج
آنکه دیش کور شد از حس مال	فرق ندارد ز حرام و حلال
گاه خورش در دهن ناکیاں	دانه همان ست پلیدے ہماں
فرق نظر تری تو باریگی ست	چشم چو بستی همه تاریکی ست

نابرنج نابریک ناپشتم نافرزن نک تیزی

گر چه خورد آشکره مرغی تمام
 آدمی آتش خور د از حد فزول
 خط که به پیشانی خائن بود
 در شکم باز که چندان خطاست
 آتش از آنجا که خیانت گریست
 خاک این شد که پیر کشت زرا
 آنکه دود و دیر کم و بیش را
 کار سیه کنی پنهانی است
 پاش چو پتی ز سگ لقمه خواه
 بهر درم حیل خائن بے است
 آنکه ندارد و خیانت هوس
 چوب نه گیر و بتر آب جلے
 و آنکه بود تشنه بال کسان
 سنگ که ره نیست هوارا درو
 آنکه شد از قطع گرہ گرم خیز
 شکست که پر مهره بر آرد ز کام
 کز دم او دود نیاید بر دل
 جائزه غصب خزان بود
 تذکره جان تدر و و بطاست
 بهره کارش همه خاکستر است
 دانه یکے هفتصد آرد و بیاب
 رست نماید روش خولش را
 آئینه نیز نگ سیه کاری است
 رونگر از دزدی دگیش نیاه
 هر که دمش خور د چه ابله کست
 پیچ امانت نه پذیرد ز کس
 سنگ نباشد هوا دیر پائے
 در رود از حیل بحال کسان
 در رود آتش بهدا را درو
 چرب نباشد و بران و تیز

نابخورد نابرده ناپس نه گرچه پشیمانی نه آئینه نلباش
 نازده ده نه و خیانت نه زمال کسان نباشند نلباشند بران

صیقلیاں تیغ کہ روشن کنند تیرش از آلاشِ روغن کنند
 اخذ در مہا بزباں بے حدت تیغ درم گیر یکے از حدت
 رہت بدلاں در خور بار یک نعل کو خور داز بواجعی خون جمل
 خون کساں میخورد آں بید رنگ مے کہ خور و شاہ با و اینک
 دزد و بھراب کہ تنہا رود از پے قذیل و مصلارود
 گربہ اگر صلح اکر کند ہم جسم صید کبوتر کند
 گر غصت چربی خویش ست بس آنجوش از تو خور و بھیکس
 آب کہ در خمره روغن خورند جوش دل و دولہ تن خورند
 گرچہ ہمہ خلق خیانت گرند لیک و قوم از ہمہ خان ترند
 زان دو یکے عالم تزدیری ست ثانی شاں حاکم تحریری ست
 گرچہ دریں ہر دورہ دادست لیک ز تحریر کس آزادست
 باز مبادا کہ فدا شہر شاہ در قلم ہندوئے تامہ سیاہ
 زارغ نشاید بچمن بے شمار خال یکے بہ بر خے نے ہزار
 لشکریاں خود ز دل ناسپاس شاہ شناسند نہ ایر و شناس

داماں لکھنؤ اس شوکا مطلب صرف یہ ہو سکتا ہے کہ باریک نول کن یہ جو قریب دینے والے
 سے جو گری اور پر غریب باتوں سے بکائے۔ اردو میں اس کو کلنی چڑی باتیں کہتے ہیں وہ (شام)
 کہتے ہیں کہ نری باتوں سے اسی لائق ہے کہ یہ تو فوں سے باتیں بنا کر ان کا خون چوسے۔
 لکھنؤ کوں نہ لکھنؤ نہ خود نہ از نہ با دولہ تن نہ از دولہ تن نہ ادا دم
 نہ ہندو کاں نہ لکھنؤ

آنکہ دہدینی از و نیست باک
چوں خورد اسبیت بود هتانی میر
آنکہ بردینی از و ترس ناک
ناگشت از اسبیت بگیرد بگیر
آنچہ کہ بر خود نہ پندی رواں
قوم دگر ہم کہ زہر پیشہ اند
در روش عام مجو کیمیا
راستی از عدل کہ سازد نہاد
سکہ بقتال ترازد بود
او خود از انگیزش باز نہ خوش
ہر چہ کس الفتحہ باز و کند
گشت چو شاہین تو مہر دار خوا
باز بکار گز و مقراض نیز
رستی و راست روی گرد گز
کرد چو مقراض بسے رقعہ کم
و آنکہ بردینی از و ترس ناک
ناگشت از اسبیت بگیرد بگیر
بر دگرے ہم پسندار توان
چوں نگری راست گز اندیشہ اند
زانکہ نرستہ است بشارع گیا
چوب گز و چوب ترازد نہاد
جدول خط راست نہ سازد بود
ساز و خاکرد ترازد وے خوش
طعمہ شاہین ترازد و کند
ز و جز مردار چہ گیری شکار
ہست نمودار دیانت عزیز
حاکم ازاں گشت بر کسوں و نذر
ماند ہی چشم و گرہ در شکم

نہ اسبیت نہ از نہ ارباب لکھ میرے نزدیک ارمینی اگر ارباب
ببین حملہ مخفی آسان ہو معنی صاف ہیں ۱۲ نہ زہم نہ کج نہ سازد
مغسب طرستی معنی یہ ہوے کہ جس نے جبل متین عدل کو اختیار کیا اُس نے زمین او
اجناس کے لٹو پھانٹش اور اوزان مقرر کئے ۱۲ نہ جدول و خط نہ کردہ نہ سازد وے
نہ شاہین ترازد کی وہ رستی جس کو بکڑ کر ترازد اٹھاتے ہیں ۱۲ نہ وخر نہ کردہ
نہ ابر کسوں اور خردو نوں ریشمی اور قیمتی کپڑوں کے نام ہیں ۱۲

رخنه خیاط سیر سوزن است	لیک در ایمان کے آن روز است
دزدی کا سب کہ ز افلاس است	خشت تاجر برابر چرات
گر چه کسے راز درم چارہ نیست	یک خیلے چور با خوارہ نیست
خواجہ کہ حشش بر بارہ نمود	عمر زینش بود و حقیقہ سود
بہر دوسہ دانگ کہ برے رود	منتظر آنکہ مہی کے رو د
کے دہد آخر دل و عقل سلیم	یک مہ عمر اپنے یک کسم
در عہ مذہب نشود پیچ حال	مال رہا خوار و مقام حلال
بس کہ مقام بود از صدق پاک	سنگ بختش بود و زرنجاک
مرد گنگار مقام رفتے	دزدی و طراری و قبت فگنی
تا بتواند ز دل عشوہ کوشش	دام تباں باشد و عشوہ فروش
وانکہ کند دام بحر صہوس	نیست بر آن دل کہ دہد باز پس
چوں نیست رایتین خسم بود	لابد از آن شومی ادا کم بود
بادرم اشام نگیرد حلال	غم نخورد چرب بود چوں سقال
عشوہ دہ از کوشش افغان گزے	سہل جوابے دہدت از کرے

نہ سوز نیست نہ آں سوز نیست نہ روز نیست نہ نہ نہ نہ چیت باخ
 نہ جسته نہ خم چیں نہ بود نہ زانکہ نہ بود نہ مابہ فارسی میں ہشہ
 کو کہتے ہیں یعنی ایک تونہ کا بار ہواں حصہ ۱۲ نہ مقرر نہ اگند گاہ نہ ایتواند
 نہ ایدان نہ نقیب نہ شود نہ او کم شود نہ کوشش از نہ دری

بیشتر آدمی کز بخوسے تہ نشو باشد و آہستہ گوے
 آنکہ ترسد ز خداوند پاک از سخن آدمیانش چہ باک
 عہدہ و نالہ کم حاصلان نغمہ پنگلیست بر حائلان
 جانورے را کہ بود سنگ آ طعمہ دہی گر کنیش سنگ آ
 حاصل عامل کہ ندیش چند آن ہمہ زنجیر کجاست و بند
 سگ چو بر غبت شکند استخوان تو دیش ریزش سفرہ زخوان
 آنکہ ہر دار جہاں رونہا پردلی خویش بیک سو نہا
 گرچہ ہمیشہ ز گس کرد قوت تہ نکند پیچ گئے عنکبوت
 سفلہ کہ دل بست برنجیر سیم ز آہن و زنجیر تنش را پیسم
 آدمی از بند شود دل نگاہ سگ چو بہ بندی شود امید آ
 شرع کہ بنیاد صیانت نہاد قاعدہ دیں بدیانت نہاد
 کیست بد انسان کنوں ز خاص و عام کش بدیانت بتواں برد نام
 پیچ دل از حرص و حسد پاک نیست متحدے بر سر اس خاک نیست
 طائفہ ہمہ کہ بینی بجایے گہر دلا ند مسلمان نامے
 نادورہ یابی کہ دریں روزگار کس بود از ترس خدا رندکار

زاکوش از نادرے نہ بیشترے نہ باشد آہستہ نہ پنگلیست نہ سنگاہ
 نہ دنیا نہ اس ہمہ نہ توبہ و نہ سفرہ زیش بخوان ۱۳ نہ بار نہ پیچ گئے تہ عنکبوت
 نہ سبب بخوں میں راہن لکھا ہر میسہ نزدیک آہنی زنجیر چھاپا ۱۴ نہ چو نہ استکار

رست نه زانديشه يزدان شوند پيروز نه زانديشه سلطان شوند
 اے شده ز اسلام نه سلامت يري دين تو فانيغ ز ديانت گري
 آستين ز له کشانت دهاں استرہ کيسہ برانت زباں
 ترس نذاري که فنايت هست شرم نذاري که خدائيت هست
 روز قيامت بخطا و صواب گر ز تو پرسند چه گوئي جواب
 چند بسرمایه خلقت گماں چند نظر در گره مردماں
 سرخ کنی بر زر بيگانه چشم غرقه خونت شود از خانه چشم
 دزد که کوته نکند دست کار شخه کند کوتهش از ذوالفقار
 حجره که آزاد بود از گزند در نکند سلسله و تخمه بند
 سفلہ چو در زاویہ جب کند بنيش ز زویدہ بکالا کند
 آنکه بدزد و نظر خویش را زد که نگه داشت ز رخویش را
 بافن رزاق که بے ره بود قبلہ طرار عے الله بود
 هر که دغا لازم جان ویت عاقبت الامر زیان ویت
 حکایت آب بخنگی شیر فروش و آب دوگی رمد و
 دشت شبنم رمد در کوہسا پیر و جوان گشته از شیر خوا
 شیر که از آب سبور خسته آب در آں شیر در آستخه

لا اسلام سلاحت لا دزد کند لا دزد لا رزاق لا دینے

بردے ازاں آبِ طلع بشیر نقرہ چوں شیر ز برنا و پیر
 روزے ازاں کوہِ بصرے کا سیل در آمدِ رمہ را بر پیا
 آنکہ جہاں سوختہ شیر کرد سوختہ شد ناگہ ازاں شیر سرد
 شیر خشک از تفت تابش بسوت جملہ آں شیر ز آبش بسوت
 خواجہ چو شد با غم و آزارِ حبت کار شناسیش دراں کارِ گفت
 کاں ہمہ آبِ تو کہ در شیر بود شد ہمہ سیل و رُمہ را در ر بود
 مردِ شبانِ زراں سخن آمد تنو ماند سر افکنده چو سیلابِ کوہ
 خدو اگر دیں طلبی از خدا زیں دلِ خانِ بدیانتِ حرا

مقالہ پانزدہم در ملامتِ موزیاں کہ بغضب و تعصب
 جو شد و سلامتِ موزیاں کہ بعلم و حلم و تحمل ظلم کو شنند و
 رفتنِ خار خارِ دِلہا و شستنِ غبارِ کَلہا و کند کردنِ
 حدتِ آہنِ دِلاں از خراشِ سینہ ہا و روشن کردنِ
 جدتِ پاکیزہ گوہراں از تراوشِ کیسنہ ہا

لے بچا کردہ دلِ خلق ریش پیشہ آزار گرفتہ یہ پیش
 کے بچا بارِ بھی بستہ اند مشتِ ننانِ مٹاتِ تہی بستہ اند

ہر کہ برہ ہر کے چاہ کرد	از پئے خود زیر زمیں راہ کرد
کشتہ نشو و زود عتاب دلیر	دیر زید مرغ کم آزار دیر
گر بہ کہ مرغے بزبان آورد	گوش و دم خود بزبان آورد
غصہ مخور زانکہ شقاوت دروست	خشم فروخور کہ حلاوت دروست
زہر کشندہ کہ زیانت بود	چوں کشیش دارئے جانت بود
ہر کہ نہ رویش بمسلمانی ست	عاقبت کار پشیمانی ست
ہر کہ مسلمان ست پشیمان ست	و آنکہ پشیمان نشود کافر ست
بادل نیکیاں بنود خشم یار	ہیچکے گرم نباشد خیال
سادہ دل اگر گرم بر آرد نفس	در تہ آں نرمی لطف ست و بس
طفل کہ گرمیش بر آرد ہر د	آتشکے باشد و آبے در د
خشم کریم ارچہ کہ آتش کند	از پس آزار نوازش کند
نخل کہ خرماسست ہمہ باراد	پرورش خستہ کند خاراد

نابداں
 اُس کو پکڑو دم اور کان کاٹ دیتا ہوں اس سزا سے وہ میرے ہر گز ہر گز ہر گز نہیں
 نہ میاں نہ سہمی کشتہ اکبر کی درمید ہوتا ہوں ۱۲ نہ تشنگی نہ گوارش
 وہ بکھر کا خوشہ اپنے پیوں میں جو کانٹوں جیسے ہوتے ہیں چھپا رہتا ہوں اس میں قدرتی
 حفاظت کا ذکر ہے ۱۳
 ۱۴ کاراد ۱۵

دست و زبان تانت عقوبت مگر دست زبان ہم بقیوبت درست
 گرچہ کہ پولاد سبون کم است سودگی آہن و سواہن ہم است
 بندہ کہ خلقی بودش در نہاں بہ بود از خواجہ یا وہ زبان
 سفر گر بہ کہ بود مشک دہ از دہن شیر کہ گندہ است بہ
 از تیر و دم سبیر تر وادگاؤ زادہ نجاست لب مردم زداؤ
 نیک شناسد خرد ہوشمند کز دم آن تالباہیں فرق چند
 ہر کہ دش نیست ز فرزانگی بابت خندہ است ز دیوانگی
 بہ کہ بد خلق نکوئی بسے تابد تو نیز نہ نکوید کسے
 ہیں تو بد و نیک ہم دم مرن ہیچکے را بجاہاں کم مرن
 آنکہ خدایش ز نکوئی سرشت کے شود از گفتن رشت تیرشت
 دوس نکند غور بزرگاں تباہ کز نشود از لکد غوک چاہ
 آنکہ خرد مندی او بے شکست مدحت و شنام نبردش یکے
 از بد و بد گفت نر خجہ حکیم بیخ چو سخت است نہ صرصرہ ہم
 گر ہمہ خود خار نہندت خساں دیدہ بدوز از بد و نیک کساں

ناتاب نکا بود نکا در زبان نکا یادہ دہاں
 نکا شیر بصرہ بہ نکا زاد نکا زاد و نجاست نکا واؤ کے معنی علاؤ
 اور بہت معنی کے بخش اور شنام کے بھی ہیں اور یہی یہاں مراد ہیں " نکا کرم ہیں
 نکا بابت غامبی کے بارے اور واسطے کے معنی میں ہے " نکا ہیں بد و نیک ہم دم مرن

تازیدی خامه بخاریدن ^ن ست	عیب نگارنده نگاریدن ^ن ست
هر چه ز تقدیر برآرد عسلم	موسے نگنجد بشکاف ^ن قلم
اهل سبزه گر بشماره دارند	بے سبزه را نیز بکار دارند
نمی که تپتی بر دما از طرف ^ن د	گر نهد باد به سر آید سرود
سودنی از نیشکر افزوده تر	کیس قلم و تیر دهد او شکر
قلمه زو کبک بر قنار زان ^ن ق	کز چه تپتی گام پریشان باغ
زان بدو گفت که پرواز کن	گر گرد از من ببری ناز کن
بپیکر نیست ز زیبا و زشت	کش نه حکیم از پیکر شست
چشم چو در خویش تن آید همه	ز شستی خود خوب نماید همه
نیک بدانی که نباشد درشت	در شکم مادر خود خار پشت
شیر کسا خونست نماید بچشم	زرف مبین کاب در آید بچشم
زنگی اسود که برانی ز پیش	از چه بتری سر پستان خویش
سر مه که خاک ^ن است سیه در نظر	ردغن از ویافت چراغ بصیر
پیر چو در عیب گرانان بود	تخته تعلیم جوانان بود
دزد که در ره بختان تازی ^ن است	نقش پیش دفتر غازی ^ن است

لا بخاریدنست لا نگاریدنست لا میدد لا نیزه ده
 لا زرقار لا هند لا بدین سال لا پنج
 لا که خاکینه لا راه عنان

ہر چہ کہ مخدوم بداندیشہ کرد
 زندہ کہ او پایہ تباہی نهد
 گر چہ کہ بدرانہ کسے در پست
 دزد کہ با سرفہ بود لقب گیر
 خلق ہماں راست بفرمان و بس
 لبت ہمہ را خم کند از سجدہ لبت
 تہا کے ازیں کو بلامت روی
 چند چو آتش قدری نڈ دہاں
 خاک نہ نذت بسر خویش دار
 بندہ کہ با خلق فرد تن بود
 چون تور کو سہ کنی در قیام
 دوں کہ نہد پایے بفرق سراں
 خس کہ بہر باد بگردوں پرد
 پاچو نہد بر سر دریا خنے
 بے ادباں را بکہ کن کن
 بندہ ہمہ حال ہماں پیشہ کرد
 گام کجش رست گواہی دہد
 خوے بد آخر ہمہ جا با دی است
 واروے تیزش چہ خوراند تیر
 کو بیجا دست نہاید بکس
 سجدہ انگشت نگر پیش مش
 راہ چناں رو کہ سلامت روی
 کوش بخشودی و خوشنود ہاں
 دیدہ تسلیم رواں پیش دار
 پیش خداوند ممکن بود
 نیست نماز تو روا و سلام
 سیلی گردن خورد از ہر کراں
 ابلق گیتی بزناںش خورد
 لطمہ خورد از کف دریا بے
 نے حرکت نقر بود نے سخن

نہ باندیشہ کرد نہ بندہ ہماں حال نہا چہ خوراند دیر
 بھوت بھاگے۔ دوسرا مصلحت دیکھ کے ڈر سے بھی کتے وقت انگلیاں ناک رگڑاتی ہیں ۱۲
 نہ بقیامت روی نہ چند چو آتش نہ خورد ہاں نہ چہ ممکن بود نہ سیلی گردن خورد نہ از ہر کراں
 نہ لطمہ خورد کہ بہ آخر نہا بزناںش خورد

طرفہ ہند خوگ ز آواز رود
 آنکہ سرشتِ نیش از منیست
 ز آبِ طوٹ بگر ریختن
 بادل سخت ارچہ کنی پند باد
 لے ہمہ بیجاوہ بگوشت نہ د
 گفت شنو گفتم مرا ہوش د
 در ہمہ جا پابعد خویش نہ
 گر بہ کہ باشیہ کشاید کیس
 نیشہ کہ از باد بفل پر کند
 با ہمہ چوں خاک زیں پست باش
 کوش کہ باشی برضای ہمہ
 آب کہ بانگے بمسافت کند
 دست دہ آنجا کہ فتد پست را
 کم کن از آن بندہ کہ از ایت
 بندہ ہم آخر گمراہ دمست
 لیک مباد آنکہ بگوید سرود
 کن کن دست برد دشمنیست
 لوث جدا کے شود از بختن
 دامن کسار نخبند ز باد
 کس نکند گوشش ز بیجاوہ پر
 گر نکنی باد در گوش دار
 مرتبہ شناس و قدم پیش نہ
 بر تن بے زور بلزد زیں
 کے بہ بزرگی سخن در کند
 وز ہمہ چوں باد تہیدست باش
 دست ہمہ بوسی و پائے ہمہ
 غفلتہ شکر لطافت کند
 دست کرم سبے فرو دست را
 شکر کن آن را کہ پرستارت
 گرچہ کہ در سلک غلامی ضمست

نک آنکہ سرگشت نیش نالے دل
 نک بجز نک سخن نک دور
 نک آنکہ سر ز آواز رود
 نک زان نک باز نک در

کار با اندازه باز دوش ده بار بمقدار تراز دوش ده
 چند دوال ستم انداختن ہندوے خود را جتے سختن
 سوخته در گریہ و تو سر زنی سخت نشیند چو گرہ تر زنی
 سوز بد لہاے مشوش بود دود بجائے ست کہ آتش بود
 بچہ کساں منکر و بازوے خوش خاک منگیں بترازوے خوش
 گر مکی چو ستم آید بکار پشہ زمرود بر آرد مار
 کوہ کز دست زین میر پائے آو ضعیفانش رہا بد زجائے
 پیل کند قص چو شد یک زن پشہ نو اساز و گس دست زن
 لے کہ ہمہ تخم بخاکاشتی بہ کہ بمبند محل آشتی
 تیج کہ بے ریزش خوں کم بود بے سپر آں را سپر ہم بود
 سوزن اگر در خلہ دار در ہی خار ز پا ہم کشد آخر گی
 چند بدی پیش کنی اندکے نیکوئی ار صد نتوانی یکے
 گرد بر آری چو ز دشمن بکوب جائے یکے دوستی ہم بروب
 گر چہ شود خشم تودہ تن ہوست گر ہمہ یک دست کنی ہم ہوست
 حکایت در چشم زان کمالی پوش و برگ علاج اواز در

ز ساخته گریہ ز در کلمے ز آمد ز برگ
 ز بجل ز بر ز خلدے مار دیہاں بچنے والی تھے ہو ز نیکو اگر
 ز دوستی

دراز خود گفتن بامریغ دیگر دوا و سخنهای نصیحت آمیز

در حدیجین بود بدبخت فراخ کنه درخت بفلک برده شاخ
 برگ برش ریخ و ملالت شکن دارم بنیائی و اکسیر تن
 بر سر آں خانه نلاغ کهن در کهنی کرده ز غفا سخن
 ناگش از چشم بد روزگار در گردیده در آمد بخار
 گرچه ز سر تا بدم سرمه بود سرمه به بنیائی پیراں چه سود
 چون اثر درد بغایت رسید بر سرمه مرغ بشکایت رسید
 هر چه که از چشم رسیدش لبر باز ترا وید هم از چشم تر
 محرم بنیاء بصیرت شناس در شب بے نور نگه داشت پاک
 گفت ستاره بجاقت اندرست ز بهر زکیواں بطلاق اندرست
 مصلحت است که خیزی زیش باز شبابی بوطن گاه خویش
 بر سر شانه که سکون کرده عیش بندیش که چوں کرده
 برگ به برگ آنچه گزشتی برآ در نگر آلاشش خود را درآ
 آنچه نه رنگ بوی از بویست دیده برو مال که دایم هست
 زان در ناسفته که بنیا کشید آں شبه را رشته به مینا کشید
 زان بک غم شدن ساز کرد بال بهم برزد پرواز کرد

ناله پن درخت ناله ملالت ناله گریه که ناله در سرمه ناله محرم بنیاء بصیرت
 زوال عه زهره او زجل کاقران عیاشی او زحاری کی دلیل در آکیلا زجل عیاشی ناله نهد

صحبت گمست گوهر خویش از دست نه گزاشتن

هر که در دیرت نیکو بود آدمی از آدمیاں او بود
 و آنکه فرجش همه زورست زو دور زما ز آدمیاںست دور
 نیکی مردم نه نکور دنیاست خوئے نکو مایه نیکیست
 مرد درون تیره و بیرون سلیم زشت بود استر دیبا گلم
 بخل عیاں به که بعثوه نوید روئے سیه به که ز پیشی سفید
 پس بد بد خو که نکور و نمود با خطا بد کلک منقش چه سود
 باز با تلخ که خوشد چوئے لیک صفار وئے نماید زوئے
 ثروت و ترش نهست هلیله دلیک روشنی چشم شد از خوئے نیک
 الحذر از تیره دل و پُر جفا کوز پس و پیش نماید صفا
 آئینه را پشت چو روشن شود وجه درویش معین شود
 سیب ازانست و زنگ از برو کش دوسه دل هست سیه از درو
 هست یک رنگ طبعش مقیم یک دل خسته است سپید و دو نیم
 در تن بد خو کرم و لطف ریز خشم و بجا خود بودش خانه خیز

ن دران ن زما و آدمیاںست ن رستی ن چو شد چوئے
 ن زفت و ترش روئے هلیله است ن دل و با صفا ن کرم و لطف

گور کین را که دل از بے زده
 کل تو لکن خار خود از بے زده
 آنکه بزرگست و بزرگی نشت
 گری کمتر همه بر رخ نشت
 شعله برق در آزدونست
 قاعده بحر فرو خوردنست
 سینہ دریا نشود پر غبار
 گر چه که باران گذشت سنگسار
 نور خدا برد از خوسه خوش
 مویسیدی کشد از بے خوش
 ذوق تو شد تیزی و خشم و ستیز
 پس که بگریزندت آچار تیز
 ناره دندانش بود در شکم
 خورده شود او هم دندانش هم
 دوی که در آزار بزرگان تند
 میش بود کودم گر گاه زند
 خس که برد بینی شمع و چراغ
 سوخته گردد هم از آن سوز داغ
 شعله چو ناگاه بر آرد بال
 زود مرویس که پرد از وبال
 مور که پریافت نه پر کم بود
 پیرزنش زان سوسے عالم بود
 بدبهمه جاز خشم و بابے کند
 مار زره از پس ساسے کند
 خصم که پستی کند اساس گیر
 خفته تشابند بره مار و تیر
 نقش کز آن راز کزنی خوش نیست
 دایره تا کثر نبود رست نیست
 کالبد آن را که دور بود
 خشت مریع طلبد خبر بود

ناله که گل زده دد ناله خار هم ناله بزرگست بزرگی ناله بر رخ نشت
 ناله بارانش کند سنگسار ناله برد از ناله تیزی خشم و ستیز ناله گرگان کند ناله سوز داغ ناله اسفل سگاه
 ناله بر سر جا ناله افتابنده ناله خواستگاری ناله خواستگاری ناله خواستگاری ناله خواستگاری

آنکه سیه روی خلقت دروست	سرخ کجا گردش از غازه پست
چهره هندو که سیاه است و تار	سرخ ز شکر کند در بهار
خلقت آن کرپه کار بدست	ادهمه تن آلت کار خود دست
مار که رشته ست همه تن براه	خواه بکنز نشو و خواهی بجاه
شیر که گرد آفت صیدش خدا	نخبر و تیغ ست همه دست پا
زاں بدی اندر دل و گشت و	کاں بدی خود و نجاش کبوست
گرگ که نوشد ز دل میش خون	رنج دل میش ندانند که چوں
مردمی از مردم بے رو که دید	رے در آینه زانو که دید
پیشه مبارک بنود شوم را	سایه همایوں بنود بوم را
از تن بدسیرت زیبا نه زاد	کز ملک الموت میحانه زاد
سرخ روی و دزد سیاه را محو	پوست کش او را که شود سرخ رو
جبهه چه پوشی بخلیب سیاه	برهنه کن جبهه دیگر بجواه
ای همه عیب دم خلق تو خشک	آهوی بدمشک نه بد بوی شک
اوست هنر و در که بمقدار خویش	بهره بغیر سے دهد از کار خویش
بنفش که گیرد بکف استار پیر	تپ زده را می شود او دشتگیر

زانکه سیه روی خلقت دروست زانکه رشت ست
 چهره هندو که سیاه است و تار زانکه گردش از غازه پست
 خلقت آن کرپه کار بدست زانکه شکر کند در بهار
 مار که رشته ست همه تن براه زانکه بکنز نشو و خواهی بجاه
 شیر که گرد آفت صیدش خدا زانکه تیغ ست همه دست پا
 زاں بدی اندر دل و گشت و زانکه بدی خود و نجاش کبوست
 گرگ که نوشد ز دل میش خون زانکه رنج دل میش ندانند که چوں
 مردمی از مردم بے رو که دید زانکه رے در آینه زانو که دید
 پیشه مبارک بنود شوم را زانکه سایه همایوں بنود بوم را
 از تن بدسیرت زیبا نه زاد زانکه کز ملک الموت میحانه زاد
 سرخی روی و دزد سیاه را محو زانکه پوست کش او را که شود سرخ رو
 جبهه چه پوشی بخلیب سیاه زانکه برهنه کن جبهه دیگر بجواه
 ای همه عیب دم خلق تو خشک زانکه آهوی بدمشک نه بد بوی شک
 اوست هنر و در که بمقدار خویش زانکه بهره بغیر سے دهد از کار خویش
 بنفش که گیرد بکف استار پیر زانکه تپ زده را می شود او دشتگیر

سو دگیاں جوتے بد ہر کمن
 شمعِ خلق ہم را در تن ست
 بس کہ رسد صندل تر جا بجائے
 خلقِ تنی کا سہ مدار استوار
 سب چو شد آسودہ نشیند ز جوش
 در ہمہ جا سب محک از زرت
 مکرم اگر چند کشد کوبِ دہر
 دُر کہ شکستند نہ باطل شود
 ناکس اگر بہت بہشتانِ دباغ
 بہت دماغت ز دل تیرہ گوں
 پوشِ تکبر چہ دہد مایہ پیچ
 چوں تنست از حکمتِ عالم ہیست
 نفسِ بد از منع کند منع کن
 لیک بہ تن نفسِ حروں بہرست
 مارش اگر سلسلہ نہند پیاسے
 زانکہ چو شد سیر لعل ست کار
 مردم آسودہ بود فتنہ کوش
 زر محک مردم بد گوہرست
 ہم دہد از منفعت خویش ہر
 سرمہ چشم و فرج دل شود
 کندہ کند جیفہ مارش دباغ
 شد زسیہ دانہ زکامت فروں
 باد دے را چہ بود پایہ پیچ
 گر چہ کہ پر باد کنی ہم ہیست

نہ رسد صندل تو جا بجائے نہ سلسلہ چہ پیاسے
 ۶۴۴ رہجائے ہیں جس کے حرف د-م-خ ہوتے ہیں ان کا عکس خد ہوا یعنی اس کا کاسہ خلق کج ہو گا
 کج کاسہ خالی ہوتا ہے ۱۳ لے اس مصرع کے معنی صاف ہیں لیکن معنائی قاعدے سے اگر سیر کو الٹو تو میں ہو گا
 اور میں بیاسے مجھول اور میں بیاسے معروف قبض خطی پر اور میں بیاسے معروف کے معنی ختم اور غصبت ہے
 یعنی وہ غصبت کو د رہیگا۔ اس سے علاوہ اگر کار کو الٹو تو راک ہوتا ہے راک کے معنی آنجوہ کے ہیں اور اوندھاپیلا
 بخل کی دلیل ہے ۱۴ نہ آسودہ خود قدر نہ دمن روک نہ بہشتانِ دباغ نہ بہت دماغش نہ بود پایہ پیچ
 نہ از حاکم حکمت شمعیت نہ کر چہ کہ پر باد کنی

دم کہ بم آشورہ جولا کنی	بادتی را بتی گہ کنی
خاک کہ دل نام و قارش کند	ہم ہی باد غبارش کند
باد چو بسیار بیریافت راہ	بگند از فرق بسیلی کلاہ
سر بردار باد بہر در فقاد	تاناہ فقادہ ہست مدہ سر بہاد
آنکہ درو باد سرے راہ کرد	ہم پریدن سرش آگاہ کرد
کاسہ کہ پیمانہ خاک ست و بس	باد چہ پیائی از و ہر نفس
ایک مشو خاکی ازاں گونہ نیز	کاب نامذ بوجودت غریز
گرچہ کشتہ خاک ہست از وقا	گشت چوبے آب شود پرغبا
ایک ز میں خاک قدم یا بیش	میں دل صد پارہ زبے آبیش
مرد کہ خورشید بر و تاب ازو	سوختہ گرد و چور و آب ازو
آنکہ بود صد بہر اندر نش	سرزدہ نامذ چو کنی سر ترش
منج کز خمیہ چناں بر رود	سر زیش زیر زیں در رود
و آنکہ دہریش بہ سبالت کناں	کے رہد از بازی شیلی زناں
مسفرہ عیسد کہ سیلی خورد	کس بہر و سبالت اد نگر د
آنکہ خور و پیرو پیاز از ہوس	رو ترش از دے بکند ہر نفس

لے ماشورہ جولاہوں کی نکلے جولاہیہ۔ بادتی ہیودہ کہوہس تی گہ۔ کوہا پائیں شکم و ہیلو اب معنی صاف ہیں
 نہ باد سر یافت را د تا بوجود غریز نکلا گرچہ پیہ خاک نہ شود بے غبار نہ آنکہ نہ پارہ
 نہ مرد کہ خورشید بر و تاب نہ چوری آب زد نہ۔ گرد و نہ بازی بہت زناں نہ خور و مسر کہ پیاز

فخر کند نقب زن از کاؤ کاؤ
 پردہ دری کاہل خرد راستیم
 طاس بیک خنہ کہ اقتد بہت
 آن کہ نشد برتن خود پردہ ز
 پنجر خنہ کہ چو شود بے نقاب
 سحرہ اگر یافت بلند می بین
 زند قفناوار کہ بالا رسید
 آن کہ پڑ بالاش پیلاں بلند
 باد خساں اچو ببالا بود
 دیدہ فرو بند برد ز غبار
 ز اہل روش کھڈاں اگیر
 کھڈاں است گردن نام
 چشم زابر دست بے زیر دست
 پر ہنرا ز بے ہنراں لقمہ خواست
 ہر چہ کہ آرد تہرا ز کار خویش
 با ہنرا میش کم ست از درم
 ذوق مقام بود از شستہ او
 پردہ دراں را شرف عظیم
 رخنہ بغریل بہ استار صفت
 سوختہ شد از فلک پردہ سوز
 تیغ ز صدف رخنہ زند آفتاب
 شیر گرد و سگ کرسی نشین
 ہم ز قفا خوارگی آن جا رسید
 سیلے پیش بہ بندی فنگند
 چشم بخواباں کہ دران ست بود
 تاز خسانت نرسد خار خار
 اسپ کماں پایے پیوید چو تیر
 بر تر از ارباب بصیرت مقام
 ناظر مادرتہ حاجب نشست
 تیشہ وزیر ست و تبر بادشاہت
 تیشہ کند خج بہنجا رخویش
 ہم بہنر ساز گوبیش و کم

لا۔ مقرر شود (۱۰) دوزخ (۱۱) زندان (۱۲) بھلہ (۱۳) خود سے (۱۴) ہاتھی کے کھانے کے لیے چڑے کا تیکہ بناتے ہیں اس میں

کچھ بھرتے ہیں ہاتھی اسے اچھا لگتا ہے اور پھر کھالیتا ہے۔ اس لیے شاعر کہتا ہے کہ تیکہ کی بندی ہاتھی کی زد سے
ہی اصلی میں اس لیے اس پر کی فخر کیا جاتا ہے ۱۲ (۱۵) چوٹیاں (۱۶) پیوید (۱۷) برآورد (۱۸) ہیں

بر زربیکانه محو زینهار	میرفتند مردم زینهار خوار
حسرت و افسوس نہ بہر خورست	دانکہ خورد و بیش گرسنہ ترست
بہر سزا کردن حاسد مپاے	کاہشِ ادب بود اورا سزاے
تو ادب نفس بداندیش کن	بے ادباں را بادب خویش کن
آنکہ بل ذوقِ ادب یافتیش	بس کہ کند بے ادبان را چو خویش
آہو جشی چو جو حسانہ خورد	آہوے دیگر ز ہر وں صید کرد
آنکہ ادب ہست بہ بنیاد	فکرتِ ادب بود استاد
طوطی کہ استادِ مقالِ خود است	ز آئینہ شاگردِ خیالِ خود است
آنکہ ز خنیشِ خمی کست ترست	با ادب آموختگان خم ترست
پیشِ کماں مرد چو زانو زند	پشتِ کماں نیست تو اضع کند
بیخِ بزرگی با ادب محکم است	عیشِ حرامت چو حرمت کم است
خندہ و طہبت چو گلِ دلالہ کن	نئے لبخند دشتِ پرازِ زلالہ کن
آنچہ بود بحینِ دامنِ رافرج	پرخرداں راست نہ درِ سلاح
طہبتِ خاماں کہ زند بویِ خون	نافہ کہ خامست نیز دمنسزدون
ریشِ تو گر بہت مثلِ پر زارغ	بہتِ پیراں نکم از بہرِ لارغ

۱۔ ادب خویش ۲۔ طوطی استاد ۳۔ سختی سے خم دینا کا ذہبہ بلکہ خود جھکا کر
 جھکالینا آسان ہے ۱۲۔ چہ دہ ۱۳۔ اگر

ورتوسن عارضی دگلنداز
 آئینہ پیش رخ زنگی بدار
 زشت نہ بے مصلحت آراستند
 مصلحت ایس بود چنیں خواستند
 شد ختنی بر جیشی خندہ ریز ق
 داد جوا بش جشی ارستیز
 نقطہ از من بتوزیب تن مست
 نقطہ از رنگ تو عیب من مست
 گرچہ سنگ از خلق بہ نسبت فرو
 عاقبت از عیب متاعی دروست
 بس دم گاواں کہ پئے جاہ را
 گشت محاسن فرس شاہ را
 گرچہ فرد ہمہ مرغان ست زاغ
 خال جال ست بر خسار باغ
 میں نہراؤ کہ بود عیب میں
 تا تو کہ چیں شوی ادھر چیں
 آنکہ دہد زہر نباتش رساں
 وانکہ کشد آب حیاتش رساں
 تا شود از عقل سلامت پسند
 خطبہ اخلاق بنامت بلند

حکایت دزد گانی بخش عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام

صبح دے رفت سیجا بدشت
 سبزہ صحرا بدشت زندہ گشت
 بخردے در رخ آں گنج راز
 کرد بدشت خویش و کم

ہرچہ کہ گفت بلفظ خود، خود ماسی کے کھانے کے لیے چڑے کا تیکہ بنائے ہیں اس میں

لک گر ۱۰ اور پھر کڑوا لیا ہے۔ اس لیے شاعر کہتا ہے کہ تیکہ کی بلندی ماسی کی زد سے
 ۱۱ پاشاں کو پویدہ برآرد رو ہیں
 ز زبانش

او بخصومت ہمہ نفریں فرود
 دیں بلطافت ہمہ تحسین نمود
 گرچہ زود او خنجر پہلو گراے
 بود ز عیسیٰ نفس جاں فرای
 گفت یقینی کہ نگوینت چسیت
 پیش زبوں گیر ز بونیت چسیت
 زود چو برویت ستم افروں بود
 تو سخن از لطف کنی چوں بود
 گفت مسیح از دم روح الہی
 کاسے ز دم جان تو بے آگی
 ہر کس از اس سکہ کہ در کان است
 آں پذیر آرد کہ بدگانِ دوست
 او خم سر کہ است کجائی دہد
 و آنکہ بنائست بدل کے دہد
 من نشوم چوں زوے افروختہ
 او شود از من ادب آموختہ
 من کہ ز دم مایہ وہ جاں شدم
 این صفتم داد خدا ز اس شدم
 خلق نکو باد مسیحا بود
 پاسخ بد مرگِ مفا جا بود
 خسر و اگر خوشدستے از ہمدماں
 رو کہ توئی عیسیٰ آخر زماں

مقالہ ہمدیم و غنیمت داشتن شبِ شباب کہ نور افراے

مشعلہ حیات است و قیمت داشتن قوت و تاب کہ رنگ

بے آئینہ ذات است و بر متاعِ زندگانی امین تاب بود

زود لایقے لایق ہوں کہ عیسیٰ کی لایق ہدے

که روز روشن ست و روئے خورشید دل سپید و مو
سیاه ناستن که شب دل سیاه گرد و مو سپید

باغ در ایام بهارن خوش ست	موسم گل باغ یاران خوش ست
چون گل نورد ز کشت نافه باز	نرگس هرست در آید بین از
بهر برآرد خط عاشق فریب	اندول بیننده بر باد کعب
برگ شود برگ نرس فراخ	آب چکد زابر بر اندام شاخ
سر و تر اندام ز لطف صبا	از خربے تار پو شد قبا
تازه شود لاله چرخ ساز دوست	غنچه نو خیز بگنجد پوست
برین گل غازه کند لاله زار	بطوه کنان دست برآرد چار
از خط سنبلی که معنی بر شود	خاک چمن غالیه تر شود
ابر بگرید بر رخ بوستان	باغ بچند و چو لب دوستان
تا بماند بر جگر لاله داغ	گل همه از باد فروزد چراغ
بطا ترانه که برود آرد	فاخکان را بسود آرد
گرچه کند مرغ زستی خود من	نیز نهد بر سر گل پا بهوش
باز چون رخسار بریزد ز خار	خنده فراموش کند لاله زار

که دم نکند که ازین و اندام که بیار که تر لاله لاله که آب کند که باغ

غنچه بہ بند و لب شیریں کشاد	بانج دہد حلقہ رنگیں بسباد
در درق لالہ شکست او فتد	سر و سرافراشته پست او فتد
پر کند فاختہ از شاخ خشک	ناخن شکوفہ ندہد بوسے شک
بید بیاورد بر سبزہ تیغ	منع خورد بر گل نسیریں دریغ
خشک شود در جگر لالہ خوں	نسترن از شاخ در افتد نگوں
زرد شود سبز چو گل خورد گال	سرد شود چشمہ چو افسرد گال
کر دمنہ دیدہ عمر شود	شاخ بنفشہ کہ ز جابر شود
شاخ دہد مژدہ بہ نیم فروش	برہنہ گرد و چین حلقہ پوش
سایہ بسد ز سر یاسین	خنجر سوسن چو نشتد بر زمین
خار نثار دسیر نسیریں مہر	ابر نیار دگرے از سپہر
نبتش اینک ہم ازین گلشن بیت	عہد جوانی کہ بہارتن ست
روے چو گل باشد و تن چوین سہر	تا بود اسباب جوانی بہ تن
جلوہ کند صفت سواراں بہر	تازہ بود مجلس یاراں بہر
رخت ہوس بر سر کویت نند	شیفتگان دیدہ برویت نند
رنگ بنا گوش چو نسیریں تر	نہکت گیسو چو نسیم سحر

ک بخندہ لالہ نمانہ لک سر نسیر لک بر گل و نسیر
 ۵۵ کر دمنہ کہتے ہیں بس کشتہ کو یہاں مراد ہے کہ رنگیں کی آنکھوں میں تعقیف دہ ہو جاوے
 لک کہ لک نہارد لک ز تو لک ز تو

نرگس تو باد نه اند گناه	غنچه تو خنده ندارد نگاه
تاب دهد چهره ز بر تائیت	میل کند شیشه بر عنایت
دیده سوے فتنه پرستی کند	دل همه در شوخی دستی کند
ناز کنی نیاز کشندت بجا	دل طلبی نیز دهندت روا
روز چه جوئی به ثبت آں رسد	تا شب تو نیز بپایان رسد
نوبت پیری چو زند کوس درد	دل شود از خوشی دلی و عیش سرور
گوئند رخسار بر روی زند	آتش معده دم سردی زند
موسه پدید از اجل آرد پیام	پشت خم از مرگ رساند سلام
در تن و اندام در آید شکست	لرزه کند پائے سستی چو دست
چشم شود منردی از خانها	رخنه شود در رشته دندانها
قوت دل بشکند و زور تن	پوست جدا گردد چون پیرین ^{نظار}
چنگ صفت رگ جدا از پشت پیر	تار بچند چو کن شد حریر
عشق بیاں بار بریزد ز دوش	دیگ هوس باز نشیند ز جوش
تیره شود مشعل نور عین	دل بمصلا کشد از کعبتین
خفک شود عده باز و چو کلک	ست شود مهره گردن سلک

۱. غنچه ۲. زیبا بخت ۳. کشد سرمه ۴. بار ۵. بار ۶. بار ۷. بار ۸. بار
 ۹. اره ۱۰. بچند ۱۱. تازه بهارے ۱۲. بسک

کند شود باد ہوار اسنان میل ز معشوق بتابد عسنان
 از سہ و گلزار فراغ او فتد زہد ضروری بدماغ او فتد
 بر ہمہ این دور و مادم رستد از ہمہ بگذشتہ بہا ہم رستد
 آہ کہ ایام جوانی گذشت عمر بیاں گو نہ کہ دانی گذشت
 داعیہ کم گشت و ندامت فزوں رفت ز سر باد و رعونت بروں
 سینہ بتیرید طرب را امید لالہ کہ بودم شدہ سبزہ سپید
 ماند ز رفتن قدم رہ گراے تنگ بتگ پای بروں شد زپاے
 آئینہ زانوسے پولاد ساز گشت چو بزم آتش آہن گداڑ
 رفت ہواے نئے و نو شمع بروں کرد تھا پنہ زگو شمع بروں
 نہ فلکم بر چیل افزود ہشت تن کہ دو رو بود و تا گیرشت
 ششدر رہ راہ سہ پنجم کشاد ہفت و نہم در شش و پنج اوقا
 گرچہ مہ چاروہ من بکارت دل ز سر چاروہ بازی نخواست
 عہدہ بازی و نادانی است بست شد آغاز پریشانی است
 از روع و زہد رسی تا چل ہرچہ کتی خوی پذیرست دل
 چوں ز چل پایے فرا تر نہی سکہ محال است کہ دیگر نہی

ک باد ک آں ک رسید ک بگذشت ک رسید ک ایکچو
 ک گشت ندامت ک جو بر ک جوان بود و دو مو ک ششدر رہ دہ نزد کاہرہ
 سہ جو حرکت نہ کر سکے سہج مستعار چیز دنیا ہفت و نہ آرایش شش و پنج موضع نصف اور بازی کا نام ہی کہ
 معنی صاف ہیں کہ راکہ سہج ک چوں نتوان از پس پنچم ک ک برائے گو نہ

از پس بچاہ در آید شکست	دلے بدنگونہ کہ ز قی بشت
از پس ہفتاد یا قنادی است	حد بقا زان سوے ہشتاد نیست
در نو آیین حیات اندک است	زین و مرگ بہ ثبت یک است
در بعد انست حد پائندگی	مرگ نکوتر ز چنباں زندگی
مہلت تو گر صد و یا پنچہ است	از پے آرائش زاوہرہ است
چوں تو درین تخته نداری شمار	عمر چہ دہ چہ صد و چہ صد ہزار
چوں رودت روز بروز و شراب	رو کہ ہم اندر عدمی مست خواب
پیر کہ او در وسیلی خورد	لعبت عید است کہ سبیلی خورد
پیری نذاں کہ از پنبہ خاست	راست دال شیم ز پنبہ جداست
پیر نگیرند بوسے سپید	تا بر پیراں نبود زو مسید
یاش چو کا فور بہ پیرانہ سر	پاک زیروں و دروں سر سیر
نافہ مشو کر پے خون تباه	موسے پیدیش بود و دل سیاه
چند سیہ تر شب تو ہر نفس	نور خداوند چراغ مست و بس
کو زندی نفس مکن چہ خوار	زندہ بود ز ناغ کماں را شکار
پیر شدی پیشہ پیراں پذیر	زشت بود و لعیب جواناں پذیر

۱۔ چوتھاں از پس بچہ گشت ۲۔ براں گونہ ۳۔ بصورت ۴۔ صدیا
 ۵۔ دریاں ۶۔ بسر ۷۔ ایک کیل ہے کہ عید کے دن کوئی کھلونا ہوتا ہے اس کے
 وہیلیں مارے ہیں ۱۲۔ کماں ۱۳۔ چراغ نہ ۱۴۔ کمان کے گوشہ کی نوک ۱۵۔

پیر که بر رسم جوانان زید
 و آنکه جوان پیر بتز ویر گشت
 نسبت پیری و جوانی نموست
 موسی که سازند سپید از گلاب
 عمر و از حیل و خواست فروز
 خنده چه بینی بچنان ریش تر
 پسیر که از لرزه برآرد علم
 است حرف الحمد چه خوانی به تن
 است چو دوران فلک تیز رو
 پس تو که هر پیرنگوں در خاک
 راه خوف است مخپای جوان
 رخت گراں فلکن و برآر پاس
 خواب تو بیا رشب اندر گریز
 تو بگم کام روانی خوش است
 پیر که خوابانش نپرسند باز
 مرده بود گر چه بعد جان زید
 طفل بود گر چه بمو پیر گشت
 هر چه بهنگام بود آن نکوست
 سخره چو موسی سیه است از خطاب
 سبت نگین بکلفت چه سود
 مرگ که او خنده زند آن نگر
 فاتحه یسین شودش در مستم
 نوبت یسین است کنون جان کن
 دانه بدست آس چه کهنه چه نو
 چند جوان دیده بود زیر خاک
 خیز که بگذشت ز پل کاروان
 تا پنجهیں راه نمائی بجاسے
 تا سپیده نه دید است خیز
 دولت تقوی بجوانی خوش است
 دل چه کند گر نه هند در نماز

زاپوست ک تر ک گر ک کن ک بدست ک تو ک بگزار
 ک که امروز توانی

مطب کمنہ چہ بگیرد کس	چوں نئی اوز و نستاند نفس
کاملی آئین گرانان بود	بخ کشتی کار جوانان بود
ہر کہ چراغی بجوانی نسخت	خانہ پیریش بباہد فروخت
نقد بقار اسل اندوز کن	قیمت فرداے خود امر و کن
خیز ز کوائے بجوانی بدہ	کیسہ پرستہ انچہ توانی بدہ
چیت ز کوائے تن آراستہ	راستی از سر و جواں خاصہ
پیش ہمہ راستی اندر وجود	ق پیش خدا پشت خم اندر سجود
تا زپے دشمن دین ہر زمان	شخص تو ہم تیر بود ہم کماں
بہ بجوانی کہ کماں قد شوی	زانکہ چو پیری رسد خود شوی
چند قدم را بجوانی زنی	کوشش کہ رکعت بجوانی زنی
زانکہ چو پیری خم صورت کند	خواہہ رکوع بضرورت کند
تیر قدے بر سر پیرے نژند	گفت بازی کہ کمانت بچند
گفت کن نرخ تنی ما لنگاں	روکہ ہم اکنون رسد لنگاں
عہد بہار از گل شبگیر پرس	ذوق جوانی ز دل پیر پرس
پیر شناسد کہ جوانی چہ بود	تا نرو د از تو نہ دانی چہ بود
فارغے القدر جوانی کہ چیت	تانشوی پیر ندانی کہ چیت

لک بناید لک ز جوانی لک پیر و جواں لک تانشوی پیر

حکایتِ پیرِ صاحبِ نظر و جوانِ تعبیرِ گر

صبح دے لالہ رنجے چوں چراغ رفت خراماں تماشائے باغ
نوش لبِ تہمتہ شکرِ فشاں بعدِ جو زنجیرِ پاپیشِ کشاں
فنتہ رخس ز گیس بہارِ ہم اشکنہ زلفت بخروارِ ہم
راہِ روی در چمنِ باغ بود دردش از کثرِ کھماں داغ بود
میشد در گلِ نظرے میفکند وز شغبِ مرغ سرے میفکند
فرقِ فردِ ہستہ چو ابروے خویش پشتِ نگوں کردہ چو پہلوے خویش
گرچہ ز پیرِ پیش تنے بود کوز میلِ جو اناشِ جواں بدہنوز
سرورِ خرامندہ کہ بگذشتِ مرت مستیِ او تو بہ صوفی شکست
گفت درنگی کہ تماشا کتم سودِ خود اندر سرِ سودِ اکتم
لالہ کہ امروز بچندد باغ تاشبِ فرداش نماند چراغ
رخِ بنا اے صنمِ خندہ تاک پیش کہ از خندہ بغلطیِ نجاک
گل کہ بتری نہد گلِ فردش خشک شود سودِ نذارِ خویش
تا ز کوئی قدرے سوی تست حور و ملک در ہوسِ روی تست

۱. صبحداں ۲. اشکنہ - چین اور شکن ۱۲ ۳. طرف ۴. نقشہ
۵. کسیم ۶. سودا بد بر سر ۷. کسیم ۸. باغ
۹. تاشبِ فرداش نماند چراغ۔

غمی ازاں پس کہ نماند بے بس کہ نہائی و نہ بیند کسے
 بر مشکن راه نہائی تیریں پیری من ہیں ز جوانی تیریں
 جاے نظر هست طاقت مکن وعدہ بفرد اسے قیامت مکن
 شاہد رعناے جوانی فروش کرد چو دیباچہ عارف بگوش
 دید بیازی سوے پشت دوتاہ گفت نگوں گشتہ چہ جوئی برا
 پختہ کہ شد سوختہ زان حریف نام داد باندیشہ جو ابے تمام
 گفت چہ جویم سر افکندہ پیش نقد جوانی کہ نیا بیم پیش
 گم کن ایں یافتہ نقدِ عزیز پیش کہ جوئی و نیابی تو نسیز
 خدمت پیراں بجوانی پذیر مات چو خسرو کند ایام پیر

مقالہ سیدیم در دوا و راہِ نجات و جنات کہ اول ہر
 دولت ست و خیر اخیر از خوابِ غفلت و عظمت کہ
 آخر ہر دولت است و بیدار کردنِ مردماں تا غافل نہ باشند
 تیغِ زدنِ قطعِ ایام کہ الوقتِ سیفِ قاطعِ الناس نیام
 لے رشب ہجر اگر اسایہ تر دز نفسِ سفر فرومایہ تر

سایہ صفت چند توان خفت چند خیز کہ خورشید بر آمد بلسند
 صبح قیامت بجاں درو مید سایہ تو، هیچ نخواهد رسید
 خاست ز اوج فلک آواز صو هیچ نشد خواب گر آن تو دور
 مات زمانہ ز غری شہ نخواست باید تلز ناگہ دہر خاست
 صاف میں شربتِ دوراں بکا کت نگوں آرد چو فروشد بکا
 میخ مشور فقہ تنگ دھسہ چون زویت شربت آبست نہر
 میخ تقاسم گرہ پچ پچ چون گزہش باز کشایند پچ
 شنبہ دہر ز روے دلیل عشوہ عال شد و عذر بخیل
 عبرہ کہ جوید بخراب اندرول تشنہ چہ نوشد بسرب اندرول
 کم شود از دہر فروغ عیاں کش نبود تیسرگی در میاں
 شنبہ و آدینہ بیکجا مدوز یکشہ فرق ست میان دوروز
 زینت دنیا چہ تمنا کنی بہ کہ بپايشش تماشا کنی
 جلوه طاؤس مبین در قبائش موزہ کیمخت سیہ میں بپاش

شہ غری۔ بالضم شگاپن۔ شطرنج میں بادشاہ کے سامنے اگر کوئی امرہ ہو تو وہ تنگ کھاتا ہے اور ہر
 امرہ کی شہ اس پر ہر کشتی ہے شاعر کہتا ہے کہ کیسی سے پہلے غم آخرت اچھا ہی ۱۲ ۱۳۔ نگوار دچو خود
 سے میخ بالضم وہ ہرے رنگ کی کمی کہ جہاں وہ بیٹھے وہاں کیرے پڑ جاتے ہیں۔ فقہ۔ گز شری ہوئی ہوا
 جو پائیں سے خارج ہو۔ مجازاً عیدی ۱۲

شہ عبرہ عبور کرنے کا محصول مجازاً ہر محصول یا زمین کا لگان ۱۲
 شہ طاؤس کی قبا پر نظر مت کر داس کے پیروں کو دیکھو کیسا برا موزہ پہنے ہوئے ہے ۱۲ ۱۳۔ در تقاش

چرخ مگر آئینه آهمن است زانکه درون تیر و بدولت
 صورت آئینه ریائی است کاخچه که بنمود بکس است کار
 پویه که ایں گرگ چو سگ میزند دزد حیات است که تگ میزند
 هر نفس دزدی عمر از نوی است دزد که او عمر بدزد تو می است
 نادره دزدی که پے سوز را دزد و دازین گونه شب و روز را
 نیست عجب دزدی گرد و بر و دین عجب مد که دود پشت کوز
 چند برانی که پرا غم بجنگ از دوسه تن بلکه زده تن خدنگ
 شست اصل بین که ز بس کینه ها دخت بیک تیر همه سینه ها
 یک دم عمر تو که چیز کم است باد بروت تو هاں یکدم است
 تان شود کم ز بروت تو دم کی شود این باد بروت تو کم
 روز جوانی شد و یادش کن ایں دم پیریت ببادش کن
 سہل ہیں گنبد فیروزه را قد و بداں فرصت هر روزه را
 از پس مردن ز عمل نور نیست عید و گراز پس عاشور نیست
 بس که ندارد فلک گشته سر خاصه که در ظلمت دنیا نظر
 سر چو ز دورانت و گره گون شود در چه تارے نگری چوں شود

لیکت تہانت اینجاضی است دست فلک رچو تو لغت بسی است
 آنکہ داد بر بخش صلا رخنہ زہر سوش کشاید بلا
 گرچہ نرا زگرگ شود گوشہ گیر کی رہا ز دشنہ قصاب پیر
 صعوہ کہ درد دام طہید و مرد خواجہ رہا کر عنلیو از برد
 از تہ گل دانہ بگو ہائے سنگ ماند ز غریب جہمائے تنگ
 آنکہ نہ شپش زپے تکیہ است پشت نہا ز پے تکیہ راست
 کوز چو خواہد کہ شستاں اوفتد مہر شپش بزیاں اوفتد
 رخ شود از مالش تن چیں پذیر چیں برخ آرد چو بالی حیر
 از پے ایں غلہ کہ پیمودہ گشت رنجہ مشو چوں قلم آسودہ گشت
 رنجہ در آں باش کہ فرمودہ اند کا نچہ نیا سودہ بیا سودہ اند
 آل طلب امروز بہر گوشہ کر پے فردات دہد تو شہ
 باش چو در ہند سہ اول قم در رہد و حدت بستادن علم

لا برد لا خورد لا ارچہ - از چہ لا زمین میں سے پیداوار ہونی چکی میں پیا
 چلنی میں چھن کر ٹمکے میں قید کی گئی ۱۲ لا باز لا رستاں چت ۱۳
 شہ رخ شود دعوای ہی دوسرا دلیل بدن کو جب تکلیف ہوگی تو چہرہ پر تنکن پیدا ہو جائیں جس طرح اگر شہی
 کپڑے کو منہ سے ملو تو اس میں تنکن پڑ جاتی ہیں ۱۴
 لا آید لا براں لا توحید پرست ایم رہنا ۱۵
 لا بستادہ

چوں بیا نشن نگر می پچ	صفر مشکش نگر می پچ
کز پے تحصیل کمال آمدیم	مانه بدهر از پے مال آمدیم
غوه شدش سلخ و جاکے نبرد	هر که ازین شهر کمالے نبرد
هر شب دهر روز سیه روز ترست	ماه شب چاره ناله و ترست
وز پس آں دزین آرد شتاب	ایچ رو دتا بزوال آفتاب
از پس آں تن بسلام او فتد	روز بقا چوں بزوال او فتد
سجده مکروه بود در غروب	چوں همه روزت نبد اعمال خوب
از قبل خویشش تو در نیمروز	قافله در شام رسیده هنوز
گاؤ بود کس خله در پس بود	آدمیاں را سخن بس بود
کم نشد از لت بدی ناکساں	پیش از پند کژی خساں
آب نگر و دنگ از کوفتن	خاک نگر و دنگ از کوفتن
هست هر پرده رهش صد هزار	آنکه سرشش تیز بود بربکا
تا رتبارش همه پر روزن ست	جامه که به روش سوزن ست
تا ز درتیش نشانی علاج	خفته نخیز و تن تازک مزاج
پهلوسه خسپنده بدن ادا گردد	پسند چو بادانه به بستر خرد

ک کم ک کمالے ک برد ک رسیده ک خطه بفتح اول و ثانی یعنی
 سیخ سرتیز و هر چیز که قلند باشد در اردو آنرا گویند ۱۲ ک پرویزن ک نباشد

جلوه گیر دست ز ناله شد نگار	آبله باشد کف مردان کمار
آنچه ز دست تو دهن می خورد	رشت آسایش تن می خورد
گر دهن از لقمه بخواد فرید	معه ز دندان بتواند گزید
گر ز سانی بدین لقمه سیر	هر سر مو شعله بر آرد ز زیر
کشتن آن شعله دوزخ شراره	کار کن و چشمه زهر مو بر آرد
چند درین گنبد گردان یکبشت	خوردن بیکار چو گاوان بدشت
آنکه پر شد شکم خود بوست	در گشایش که چه معبود اوست
بر زمین از گاو پرستی خروست	خر ترازا و بپندوی سرگشت
کم علفی زنده بجانت کند	معه چو پرگشت زیانت کند
فاقه ده روزه نه چندان بود	هیضه یک لحظه غصم جان بود
دشمن است این شکم دام دار	دام شکم به که بد دزی بخار
پشت قوی دار که کار از دست	ترک شکم گیر که بار از دست
فریاد جوید شکم زله چین	پشت بلند آن نرسد بر زمین
منع نه بینی که پرد چوں دلیر	پشت زبرد دار دوا شکم بزریر
راحت مردم بلیک سارست	آنچه گران فرد گران بارست
از شکم جفیه شسته تن است	پشت که صلب است شکوه تن است

ناله زان ناله مردان بخار ناله نشاند ناله چشم زهر مو بار ناله گنبد کوزت ناله گردان عیبت ناله بکشت
نه چه معبود اوست ناله از آن ناله گران ناله استوه بمعنی تنگ آمده و عاجز شده و بمعنی مصدق نیز آمده

چاره سرکن که کله رفتی ست	معه بیک در که ره رفتی ست
هر که سبکبار شد آسوده گشت	پشت پسر از بار گران سو گشت
مور نر نر چو زبام افستد	گاؤ بیک گو ز خرام افستد
نیست از انجاش نقادن را	ز ره چو در رقص شود در هوا
پنبه بحر طوم استماند بود	پیل که کوپه تواند بود
آنکه گران جانست نخبند ز جا	تن که گرانست شود رگرا
باد مخالف خسل تن بود	جان گران بسگر آهمن بود
بارنگن در نه کن از ره کمر	راه دراز آمد و بارت گران
هم خرد هم بار منزل بری	در بنه در محله دل بری
عبره دریای فلک مشکست	راه روی را که درین ساحلست
در کف پیر معلم گریز	تانشوی غرقه بگرداب تیز
خفته بکشتی و نشسته بر خش	ره طلبی کاں نبود رنج بخش
خفته ز اقلیم باقلیم رفت	سناکن کشتی که به تسلیم رفت
کشتی نه بحسب بر اهل نشست	خرقه صد منجی او تا دهمست
ره زخمت تا جوش آساں گرفت	مور که جاد در پر مرغان گرفت
کابلی از ره روی نازکست	را هر اندر همه جا چابکست

نایب سر ^{۱۱} که کو با فتح اول دسکون داد مفاک در زمین نشیب ^{۱۲} نه به معنی رشت حساب
 نه منزل ^{۱۳} ره طلبی کاں نبود رنج بخش : خفته ز اقلیم باقلیم بخش

در ہمہ جا حرف کہ با ہم بود
 حرف نخت سکون کم بود
 ہر کہ نشد پے بہ پے رہ شناس
 ماند سر اسیمہ چو کاو خراس
 است پے را ہرواں در گذر
 را ہیرا ہمدان و گر
 پے چو شائع بدگر سو کشد
 کم شد گاں را بھکا پو کشد
 بے سری اندر ہمہ جا ہست عیب
 خاصہ برا ہے کہ کشد سر لغیب
 چوں ہمہ جا نقش بشر با شست
 پس چو بشر بے سر گرد شست
 لیک نہ ہر سوروشے پیشہ گیر
 پیریکے گیر و بانڈیشہ گیر
 راہبری جو کہ کم آسودہ گشت
 سبز چرخ از قدش سود گشت
 گر بہ چنین را ہنماے رسی
 در پے اور دو کہ بجائے ری
 روز تو شب شد طلب نور کن
 پردہ غفلت ز نظر دور کن
 بر بصر افت ز تغافل نقاب
 بخت شود دیدہ بینا بخواب
 کاہلی و خواب چو خدیار مرد
 شخص چو گل کرد و در خسار زد
 نفس ترا کاہلی از پا فکند
 بسکہ ہی شکنت بند بند
 کاہلی کت شکند استخوان
 تشکینش بیخ زہے ناتواں
 و آنکہ کند آدمی از گل کلاں
 آدمیش خوانی و باشد سفال
 مہرہ نباشد بسر سو سار
 صید نگیرد سگ نختی شکار

لا ناخم لا برگز لا بے سرت لا باخش لا باخش لا دائرہ یعنی تسنیل و بزر
 شہ گرد لا حسارہ نختی ذخیرہ ۱۳

پس ہمیشہ دگران داشت
 آنکہ بود خواب گران نگرش
 کش شود اندام ز لنگر گران
 لنگر از خواب گرانتر گشت
 خواب بسر پائے نخر و بکار
 از پئے بیداری خوابت نہا
 و از خے پیشانی خود رویشو
 خواب و آن دست بشوید زد
 کے رود آں خط خواب اندر
 خفت الف کو حرکت ہم نہشت
 زیر نشین ہمہ زین خواب گشت
 حکایت جو نیندہ شب قدر کہ سالما ویدہ را از خواب بستا
 و وختہ بود و چون نعمت آں شبش رسید خوابش بر بود
 عارفی از زندہ دلاں نہشت
 تا بچل سال بشبا نہشت
 گرچہ کہ ہم غرہ ظاہم بدر داشت
 آرزوے نور شب قدر داشت

نہ پرد نظر بر ۱۵۰ پر کم - بیکار افتادہ - ناچیز - زلوں ۱۲ - نہ ہر دم - نہ گران - نہ لکھن
 نہ اورا نہ کہ نہ گران

ہر قرۃ العین سوزنے انداختہ دیدہ ہدایانِ فلک دوختہ
 یک شب از بخت کہ رونے ہوئے نرگس مستش سوسے بالیں غنود
 پہلوئے سنگیں بزمیں نرم کرد دیدہ بخت قدرے گرم کرد
 تاریخ از ان خواب تمکرات آمدہ بود و شدہ وقتے کہ جست
 صبحدمش بے آواز داد کاچہ شد اکنوں نتواں باز داد
 آں ہمہ بیداری چل سالہ پیش چشم تو بفروخت بیک خواب پیش
 خواب دے بہرہ چو زیباں دہ خواب ہمہ عمر چہ حسرت دہ
 خسرو اگر زندہ دلی زنیہاں ایں نفسے چند بجاں زندہ دہ
 مقالہ نوز و ہم در شکایت گردون وں کہ مہراو در
 بیاباں بے آباں را آفتاب بے آب میرساند و دوراو
 ہوشیاراں را خراب بے آب میگردد اندوہ راوردن
 دم سرد بر آہ ہدایانِ گرم خوں کہ از آسپ ہر تیز
 پیوند ہاے ایشاں جدا چدا گشت و فرو بردن بادست
 از یاد و فرو رفتگانِ خاک کہ گوہر ہاے ایشاں ز زمیں گل
 ناپیدا گشت

لے شدہ مغرور بشتے خیال
 پرورش مادر گردوں میں
 ہر کہ ازیں شیشہ مے کرو نوش
 باوہ بانڈازہ بود خوشگوار
 ہر چہ رسد بہر زیادت پہو
 لے کہ بگرباہہ خوشی با سرود
 لاہہ میں زیں سگ و باہ گیر
 لقمہ طرار کہ مستی فراست
 بے سلامت نذر باغ و ہر
 باغ چہ پلینی کہ بہاریش نیست
 شادی عالم کہ سر اسرغم ست
 انچہ دریں دیر زبونی درست
 چشمہ کہ پینی لبراب سپر
 ہر کہ بھرش نکرد بہر نیاب
 مہر کسے را کہ چنن ست خوے
 مردم بنیانہ رہد زیں دو کور
 جلوہ کنان در ترقی ماہ و سال
 کانت جان کس ست انگبین
 خون مے از سینہ برآورد جوش
 بیش خوری بیشتر آرد خار
 ہیں کمی عمر زیادت جھوے
 تانکنی رقص کہ افقی فرو د
 گرگ کس باشد و قصاب پیر
 مستی سہل ست خمارش ہلاست
 زانکہ سرتست نباتش بزہر
 پیچ گلے نیست کہ غاریش نیست
 آنکہ بود شاد با عالم کم ست
 مرحلہ از مرحلہ خونی تر ست
 سوخت بے تشنہ دلال را بہر
 رے سیہ ماند و دیدہ پر آب
 کینہ فٹے چوں بود آخر بگوے
 بالا کور اب و فرو چاہ کور

لا شیشہ لا گوے لا بونی لا چشم
 لا آب لا او

آنچه سراپا همه گردندگی ست زو طلب لطف نه فرزندگی ست
 کیست که اول فلکش بکشید کش به نهایت نه بخت کشید
 کوزه که دو لایه وال کردی رست بر آوردنگون بر دواز
 سوز فلک چون بود اندر پناه کافکذت هم بنظراره کلاه
 سهل دای بازی چرخ بلند شعبده شناس و بازی نغند
 خنده تعلیق که در کرد بود بابت صد خنده دیگر بود
 هفت تیر این صنم عتوه ساز طفل قریب آمد و برنا نواز
 هر طرف آراسته رفی دگر هر نفس میل بشوئی دگر
 نقش چه بینی بقفا پلنگ دشمنه و دشمنه کن جنگ
 مار که رنگین زهرش نه پست سلسله آفت و دام بلاست
 آئینه برداشته زاسی عجب روز کند و سمره لبش
 بیوه که او و سمره برابر و کند دل یقین دانش که هر سو کند
 آشکنه باز بهنگام خاست از پنه خونا به سرخاب رست
 رقص کبوتر منگر دل ربا زخمه شاییش نگر در قفا
 سرخ و کبودی که درین قفسم ست خون شید و سلب با تم ست

نایب خبر ناکرد نایب خنده به تعلیق نایب نیست نه عتق باز نایب لایه نایب جنگ
 نه در قفاست نایب سکه از نایب بر شو نایب خاست نایب از

گم دہمت ملک بدر یوزہ
 نقش فلک خاندہ شد زین چراغ
 بکہ کسان را بلب آمد نفس
 کانکہ درآمد بہ تن و رفت کیت
 پیکر آراستہ این حلیت تن
 غرقہ ہا ندیم دریں چاہ پست
 غوک چہ از غفلتہ خویش
 آہ کہ فرصت ہمہ برباد رفت
 باغ جہاں بویے دفائے نداد
 گردش کردوں ز بھابس نکرد
 ہادیہ خو خوار و مرطل خراب
 ہر کہ ہمراہی غولان نشانت
 چون نتوان جتن ازیں تیرہ جا
 درو حل تر چو کسے در شود
 خاک چو خواہد کہ فرد گیر دت
 کہ کند از کاسہ تو کو زہ
 دانہ خشخاش چہ آہ کہ ز باغ
 بر سر این حرف نشد هیچکس
 آمدن و رفتن او بہر حلیت
 ز فرمہ ساختہ این چہ سخن
 پیچ سرکشہ نیامد بہست
 کہ شنود از لب دریا سخن
 کار نہ بر قاعدہ داورت
 سبزہ او ہر گیسوے نداد
 عمر خیال فتن کہ رو پس نکرد
 قافلہ بگزشت و مسافر خواب
 کم شد و از خویش نشانے نیافت
 بہیدہ تا چند زنی دست و پا
 ہر چہ کہ چنبد فرد تر شود
 پاسے نہ گیرد کہ گلو گیر دت

نلاویزہ نالفتش نالغوق ناکہ نالخب تن نالسر ناکہ
 نہ چو گلو

چوں کشت آنرازاں گل کسے کوست فروفتہ ترا ز تو بے
 گرچہ بے دام بریشم بود دام بے مرغ سریشم بود
 گر کسے پائے نمد بر سریش سر نمد تا نمد پائے خویش
 ہر کہ بچری خورد اسباب دہر پر کشیت بجلاب دہر
 مور کہ بر شد چناں پر کم ست ہر چہ بود چرب گرفتش کم ست
 مانگس خشک و عمل یا نگیر کیست رہا نندہ چو گشتم اسیر
 ہر کہ کراں جست رہا شد ز جنگ کس نرزد تا رختیں ز جنگ
 با کہ تو اس ساخت دیں پردہ بنا کیست کہ با او بتواں گفت را
 دہر کہ از خویش دور گئی نشست زو نتواں محرم یک رنگ جست
 و آنکہ بیک رنگ بر آرد علم زرد کشد چرخ دور کش قلم
 دشمن بے مغر شد ایں ہفت پتہ زانکہ بیک جائے خواہد دوست
 دولت آں یار کہ یاریش ہست رونق آں گل کہ بہاریش ہست
 ماہم از یں پیش کسے دانستیم ہمدے وہم نفسے دانستیم
 زان ہمہ گلزار گیاے نما ند اہل چہ جو ہم کہ جائے نما ند

لہذا ہر چہ کہ بر کی میں یاے مصدری ہو پر کم کے معنی بیکار ہونا کسی کام کا ہونا۔ جلاب
 بالفتح کھینچنے والا عجاڑا مشہور کرنے والا مطلب یہ ہو کہ جو قریب سے لوگوں کو مال کھا گیا اس کی بے قدری
 خود بخود ہو جائیگی زمانہ کو اس کی شہرت کی ضرورت نہ ہوگی ۱۲۔ ہر گئے ہست بجلاب زہر نہ بجنگ
 فلا دور گئی نہ از

آنکہ شستند در ایوان و کاخ
پیش کہ از درد گنم سینه چاک
حال کرا گویم و ہم حال کو
رفتہ بغار آں ہمہ یاران یار
خاک شد آں صورت زیباے ثنا
وے ز سر درد و چو آشفگان
خاک بجا دیدم و آہم نہ بود
بس تن آزادہ کہ زیرِ مفاک
قطرہ کہ افتاد بد ریادری
ہمنفس نیست دریں بوستان
فاختہ ہر صبح کہ کو کو زند
وہ کہ بماند آں دل بد خوشنای
سوخت دل و پیش و فراہم نکشت
آں ہمہ یاران و حریفان سے
اے دل از تیرہم کہ تو داری بجا
ز اس ہمہ یک مرغ نہ نیم بستاخ
خاک بفرق انگنم از دست خاک
ہمنفس پار من اسال کو
اے من میکس سگ یاران غار
اے سر من خاک کف پائے ثنا
گام ز دم بر سر آں نھنگان
نعرہ ز دم پیچ جو اہم نہ بود
خاک شد و باز نیامد ز خاک
باز ہماں قطرہ کے آید برو
باکہ تو اس گفت غم دوستاں
سوختگی از جگر کشش بو زند
گم شد گاہ راز کہ جو ہم نشاں
آرزوے دل قدرے کم نکشت
رفتہ بر اسے کہ نیابیم پے
دیدہ رہا کن کہ بریزد تمام

نہ بینی نہ خاک ہر بگنم ہجو خاک نہ خاک چناں شد نہ آں نہ بخائیم نہ آرزو
نہ کند نہ جگر مہ بو کند نہ از نہ اپرسم نہ ریش نہ نیابند نہ آں نہ انریزد

درد کہ در تن ز جراح است بود رفتن خوں موجب است بود
 خلق کہ از صحبت از خوں پرند دای کہ پیو ند کمن چوں برند
 زخم کہ خوش بدویدن بود گریہ خوش ز بریدن بود
 تیر کہ ناله چو بخت از کماں ہم ز جدائی ست کہ دارد فغاں
 شمع کہ دور افتد از نگین سوختن و گریہ ز آتش بھین
 طرفہ دے باشند ازین سینہ دو گو بچنیں درد بساند صبو
 خشک شد ایں باغچہ یاراں کجا سر و گل انیک رخ یاراں کجا
 گر نگرم در گل و گرد چمن دل بھاں آرزوے خوشن
 گل کہ نہ در مجلس یاراں بود گل نتواں گفت کہ خار آں بود
 شہر پر از خلق و ہماں پر زیار جان خسرم نہ پذیرد قرار
 روز گزشت شب ہجراں رسید دور بقا نیز ہسپاں رسید
 آں شد گاں زان وہ دور دراز وقت نیابند کہ آئند باز
 مردم ازین غم کہ بخوشاں رسم کاش بھرم کہ بائشاں رسم
 زندہ کہ ہر زندہ رسد و نشت زانکہ بلا بیش و بقا اندکست
 لیک بدائے مہ کہ باہی رسید ہست ضرورت کہ بخوہی رسید

نہ پرین شمع در اصل موم کو کہتے ہیں اور یعنی چراغ مجازی ۱۱ نہ از نہ وقت نیابند
 بیابند باز نہ بدیشاں نہ بر نہ بقاے دلا نہ باں نہ ماہی برج حوت

ماکہ ازین قافلہ واما ندہ ایم تا تو ندانی کہ جدا مانده ایم
 نیست کس ابلق عالم چنان کش بتوان باز کشیدن غناں
 گر چه نظلمات زمین نورست رے کہ شب و روز روی و نیست
 گر چه ز صحبت دوسہ گلے بسیم عاقبت لایعربدیشاں رسم
 آنکہ زما کو کس روانی زدند نیمہ بصر اے جدائی زدند
 مژدہ صلت و ہم لے جان پاک خاک چو آ میخه گردد بخاک

حکایت صیاد شمیمه پوش کہ در پے پوست و
 روباہ اوقات و عاقبت پوستیں شاں کرد

صید گرے دام بصر اکشید بر سر رہ رخت تمنا کشید
 ماند جگر تشنه در اں سادہ دشت تا ز فلک چشمہ رخشاں گشت
 گردش آں چشمہ زبالے فرق کرد ہمیش تشنه و ہم ز آب غرق
 از طرف دشت و در باہ پیر گشت زبون ز آں سگ روباہ گیر
 تشنه سوے صید گمش آمدند دام ندیدہ بہ تمش آمدند

نہ جاں نہ ایک شب و روز ز ہم دوریت نہ صید نہ این چرخ
 نہ از سگ

خواہ کہ آلودہ شدش بر دوش
 غرقِ بخوے در پیش آفتاب
 آن دو ہاں لبہ و صحرا نورد
 نے مدد از خویش نہ یارے بر دست
 بر تن شاں موئے آگہوں
 گفت یکے وہ کہ بخوغم کشد
 واں گرے گفت سر افکندہ پیش
 ہر دو دریں فتنہ بخون دست لکھ
 دید چو فظلم زبوں آمدہ ق
 گفت ہاں ہمنفس خیر قہ ہاز
 وقت شد اکنوں کہ سر اندر کشیم
 مہر کن رشتہ گست لے دینغ
 دامن صحبت چو شد از ہجر چاک
 رو کہ زد یوار فرور رفت روز
 پیش کہ از ہمدگر فقیم نہ د
 شقہ رنگیں زد و پشمینہ پوش
 سوعے لب بجے رواں شد چو آب
 بخت ستم گشتہ و از بخت فرد
 دشمن جاں گشتہ بر اندام پست
 مئے بمو تیغ کشیدہ بخوں
 تاز سرائیں شقہ بر دغم کشد
 ہیں کہ چہ بر یافتم از مئے خویش
 کاب خور بجے بر آمد ز چو
 کاب خور شقہ خوں آمدہ
 کالے چو من از ہمنفس ماندہ با
 خر قہ دیرینہ ز سر بر کشیم
 بیم جدائی ست نہ تشویش تیغ
 گر کشتم ایں پیرین از سر چہ پاک
 شرط بود اشک دعاے بسوز
 خیر کہ گیریم کنارے بدر د

نہ سفر روزی نہ زان لفس نہ رہ نہ سزیں نہ تافتم

نہ آب نہ ہاں نہ ز نہ پاک نہ بگیریم

ہیں کہ دریں دور دراز باز بیک جا کے آئیم باز
 وائے گرازدیدہ فروخت آبِ ن سوختہ راگفت بزاری جواب
 کئے بوجہ محسوسم پیمان من ۲ نیم دے مونس و همان من
 گیر کہ سوزیم دریں غم چو عود ۳ تنگدلی سود ندارد چہ سود
 رفت چو صحبت ز ولایت بروں ما و فراقی ز نہایت بروں
 گر ہوس وصل بود سلیہ سوز وعدہ بد گانچہ مونس دوز
 زانچہ بشمشیر کشا دند ساز از سر سوزن بسم آرزو باز
 باز دو پیوند کہ با ہم کنند کارِ دوشتاق فراہم کنند
 لے کہ بخوردی ادب و زکار صحبت یاراں بغنیت شمار
 گر نگری بوی وفا در کسے پائے بپوشیش پو خند و بے

مقالہ رستم در نصیحتِ فرزندِ مستورہ و سایرِ مستورات
 جوانِ زالِ لازالتِ مستورۃ فی استارِ لٹار
 فیضیت ہر نقاب بندِ منظورہ و حاضرہ مخطورات

نلا آن نلا گت نلا زانچہ کشا دند بشمشیر نلا ۳ نلا بخوردی

نلا ز خند و بے

و غائب از حلال تاب اللہ علیہن و آئینہ من النار
 رہنمونی ہر عجز و تامل بجز و طاعت قرہ را در بر میں
 مسما کنند وہم در جوانی دین عجایز آموزند و اگر
 آرزوے گل بستن کنند رشتہ ازدوک و گل از خا
 سوزن کشند و چشم فراخ ہیں یک سوزن دوزند

لے رخ تو چشم و چراغ دلم	خوبترین میوہ بلخ دلم
گرچہ کہ اخواں چو تو نیک اخترند	نے ز تو در دیدہ من بہترند
گماہ تماشا بدل باغبان	سرد ہاں باشد دوسون ہاں
دختر اگر نسیت پر کے شود	بے حد فسادہ گھر کے شود
بخت کہ فال تو ہایوں نہا	نام تو مستورہ نتمیموں نہا
زانکہ چو معیار تو از پیش دید	سکہ مستوری تو بیش دید
ہست امیدم کہ بفرخندہ فال	نام تو از حال تو گیرد جمال

نہ مستورہ و تمیموں

نہ در دیدہ ما

نہ تن

نہ فال

لیک تو ہم کوش کنز انجام خویش	رست گئی قاعدہ نام خویش
سال تو ہفت ست آئین بست	حال پس از ہفتہ شناسی گشت
چوں نفس عمر بیاں در گشتی	ہم سر من زین نفس از سر گشتی
عیش چنای ساز کہ از شان خویش	زندہ کنی نسبت خویشان خویش
تا چو برین دین افتادہ ام	من ز تو زایم کہ ترا زادہ ام
جاں سگ آں دختر آزادہ شد	گزر جم او پدرش زادہ شد
باید چوں در خلعت ارجمند	تا صدف آوازہ بر آید بلند
دُر کہ بزرگاں ہمہ پیش کنند	یا صدف ہم بطفیش کنند
بہ گشتی از پے سامان خویش	پایے برنجیرہ دامن خویش
تا کہ بجنبد ز مقام شکوہ	دہست از سنگ چو دامن کوہ
سنگ تو گر لنگر دامن بست	دامن تو پردہ سامان بست
مرقدے کر پس دامن بست	پردہ نشین گشت و بسا مان بست
پاچو فروخت در اندام خویش	خواب نہ بیند مگر آرام خویش
مردن تاباں بہ وزن باد رنگ	آرد نیزد چو بجنبد دوسنگ
زن کہ برو گشتش آساں بود	از ہمہ در خانہ ہر آساں بود

آن کہ شب از مردہ بدزد کفن
 روز پیرسد ز ہم مرد دزن
 زان کہ خرا بدگل دلالہ زار
 حبیب گل بخش دامن بخار
 چوں گل سرخ شود چشم سے
 خندہ گل بہت تقاضا سے
 بر رخ گل گوئی بیدت بہ است
 چشم چو شد بر رخ پیدت بہ است
 سرمہ بچشم خود از اسل خواہ
 کت شود از سرمہ ہمہ رویاہ
 در خور آن کہ درش گشت چشم
 سرمہ بر سے ست و پیدہ بچشم
 رے ز گلگونہ باطل بشوے
 کوش کہ بغیرہ شوی سرخ رو
 تاکند آوازہ صدق و صدا
 زان رخ حرات حمیرا خطاب
 خود نبرم طن کہ ز نے پاراست
 پاک چہ پیش بہت مردوگی
 عصمت زن محنت بی باکیست
 پر گیس اندایں بہت شکر لبان
 مانع شاں تیغ شدہ فی زبان
 گرد شکر نے گیس اندک بود
 گر نہ گیس ریش آتا کبست بود

لا نہ بیدت لا درین عہد موتی نیم پیر سبز رنگ کا ہوتا ہے۔ ۱۲۔ ۱۳۔ بری عہد حرات سرخ رنگ صورت حمیرا غیر
 حمرا کی در لہب، جو ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ۱۴۔ عہد عرق النساء، بیماری ہے کہ کی چٹانگی میں
 ہوتی ہے جس کو رنگین سمجھتے ہیں اور اس کا نام ہے پیرس میں سے کچھ تلک ہے۔ اور اسی میں ہر دور ہوتا ہے۔ عرق جگر
 رگ اور لہب کا زرن۔ ۱۲۔ اندر وہ شدہ دیا لہجہ محافظہ۔ آتالیق۔ ادب سکھانے والا جو قیوں کے زہر میں
 منتقلہ شہر دیندہ گیس آتالیق تھے مختلف دقتوں میں۔ فارس۔ شام عراق کے خود مختار بادشاہ تھے۔ فارس کے
 آنا بکوں میں سے ابو بکر بن سعد کی شیخ مصلح الدین معدی منوی کا مروجہ اور عراق کے آنا بکوں میں قتل اور ملاں وہ چھوٹے

پیر شود بس که ندامت کشد	زن جوانی که ندامت کشد
بر کند پیش سر از شرم خویش	سینه زالاں که سر افکنده پیش
خانه ویران شد آباد ماند	زان که در آسودگی آزاد ماند
خانه خرابات شد واد خراب	واں که فرد رفت بیل شراب
از درد دیوار در آید حریف	چوں بی آلود وجود شریف
بوسه بهمایه رساند پیام	گرچه که در حجره بود دور جام
قفل بدر بر نه و گم کن کلید	شهر لغو غاست زد یو لپید
از پله پله پردگی خویش دید	پرده نشین گفت خود پیش دید
پرده نشین باش ز نامحرم	طفه نخوای بخود از همداں
از گس در موراماں کے بود	لقمه که سر پوشش نه برے بود
گر نه دسگ راز ندامت چیم	شب چونه بندی سر دیک نعیم
مقنع تو دایم فرشته است و بس	گر کنی مقنع دایم گس
ابر سنو بر کله سرور	مقنع پاک نهفت سرور
به زد و دستار فقیران مست	یک خم دستارک زن در شست
جلوه نماید برنا شوهری	جلوه نه آن شد که بیت چوں پری

لا. ز. لا. اند. لا. اند. لا. مورش. لا. دستار که لا. دستار

لا. بے

جلوه گر آن شد که ز شرم و هراس
 خنده نخواهی ز قریبان خود
 باش چو خورشید در انوار خویش
 و آن که بر انداخت چار انقباض
 پرده عصمت ز بس آلودگی
 نیمه زخم شد گسک اچو قوت
 فضل بد از زن پس اما کند
 مرد که در برهنگی کوشدش
 زند که ناکرده زندان کار
 رسم بدانت که چون بد کنند
 هر زن زیبا که بر عنائی ست
 چون زن بد و تباهاهی نهد
 چنگ چو آغوش گرفتد تنگ
 گشت چو دوت بر تن خود پزنده
 هر که بجز خفت طالت بود
 در تنقیر همس خالت بود

لا شود الا آن که بشود لا، بودگی مع نیمه زخم - اس شعر کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ اگر خیمہ بیگ گیا
 اور جیسے ہی بھیگا ہوا اداں چوڑا اس پر کھینچاں لگتی رہیں تو وہ ٹکڑے ٹکڑے جاسے سے بھی بودا ہو جائیگا۔ ۱۲۰
 لا، چہ لا، خود لا، آنکہ لا، رغا لا، مرغ منا

روئے بتاب از نه و خورشید هم	تا بنود سایه همت بهمت هم
هر که نخلوت جز شوهر بود	خاص مکن گر چه برادر بود
عصمتیان اتمام خیال	جلوه حرام ست مگر بر حلال
جفت که با خواجه بهم زانو ست	بانویش از پیکر بانو ست
زن بجا مردی در خور نیست	مرد بود زن که جوامد نیست
لیک چنان نیز مشو شد خجسته	کز تو گر زیند کنیزاں تلجسته
خانه که آسایش از دکم بود	گر چه بهشت ست بهشت بود
مطبخ اگر روزی دوش نبود	گریه کناں حلق گر زیند زد
کاهش جان شد بیکه یادی	زن بد رشتی و زبان آوری
خواجه که بانوش زبان کوست	باسگ و خشی بجا ال اندر ست
آهوک خانه که جولاں زند	گرگ درنده است چو دندانند
مرد بیک عده دل ریش کرد	زن به یک عده داه میش کرد
نقره سگ نیست بجز نیک بان	گرگ زنه رخنه بر آرد فغان
خانگیان است عذاب الیم	خانه خدام مثل زن نارجم
شوی که از کیسه تو نگر بود	خود صنم اندر زرد ز یور بود

لا سایه تو لا نوبت لا تنگ ره چو لا گزند که
 ز بهر زار لا یک زبان

ایک چوبے توشہ بود شوہر ش بہ ز قناعت نہ بود زیورش
 در طلبی زیور و ریح کوک در زخوے جہمہ درشتہ زدوک
 زائینہ دشانہ رہا کن ہوس آئینہ تورخ شولی دبس
 فرد تو ان اشت اگر زن نگاہ سایہ ہمت جفت نہ خواہم براہ
 ایک چوزین نگاہ داری گزیر سایہ کیس بس بودت برسیر
 شوی کیے گزین مردم رگست یکسان دہ شورہ دھوک دگست
 نفس کہ در قالب مردم کمست دشمن مردم تین مردم مست
 با تو چو بدخواہ ہم خانگی ست کشتن بدخواہ ز مردانگی ست
 بردل آسودہ نہ خواہی گرہ تا بتوال شتہ دراز شن مدہ
 یکدل آں گاہ نشیند بجائے کش نہ شود دیدہ بہ بد رہنمائے
 و این ہمہ گفت کہ تین می رسد از نظر تو بہ شکن می رسد
 دیدہ فرد پوش چو در صدف تانہ شوی تیسر بلار اہدین
 دلبر و چشم چو مال شود دست نظر رشتہ کش دل شود
 دیدہ بادام چوبے پردہ گشت مغز دے از ہر دہنہ خودہ گشت
 تا گرہ عنیبہ نہ باید کشاد راہ نہ یابد بگریبان نش باد
 چشم گمہ بکشاد سر سوزنی آں سر سوزن شودش دوزنی

لڑنگ عہ گزین کے معنی تکی مصق کے ہیں اور مردم رگ کہ معنی نصیب اور آل کے ہیں نئی شعر ظاہر ہیں۔
 لڑ شوہر لڑ بود لڑ نہ گزشت لڑ چو لڑ روشنی

زن کہ گشت از پئے شہوت چنان
 کہ بود از پر تو زرش فرغان
 مرد کہ کیوندا از جادہ گام
 خلق بہ نیکیش نگیسند نام
 خاصہ عروس کہ بر عنائی است
 نام بدش ہی کہ چہ رسوائی است
 فسق جو اباں چو در گروں بود
 فسق زن پیرنگہ چوں بود
 زال کہ با سرمہ کند زان چشم
 گاؤ پس از مرگ شود زان چشم
 زال کہ او حامل با دودم است
 حامل از شش کن ارمیم است
 ز آب شود ہر تن آلودہ پاک
 پاک نگردد زن بد جز بجاک
 گر چہ کہے پاس تو دار دے
 بہ ز تو پاس تو ندار دے
 نفس تو چوں خود نکند ترا
 جز تو نگہاں کہ بود مر ترا
 آں کہ کند خود گرہ خویش باز
 پاس کہ دارد گرہش آبراز
 خصم چو خود زادیہ عارت کند
 رختہ اورا کہ عارت کند
 بز چو خود آید سوئے گرگ از شا
 سگ چہ کند گر چہ بود پاسا
 زن کہ خدایش ادب نفس داد
 سرہ دتن نہد در فساد

حکایت نیاپسا کہ از نظر بادشاہ چشم زخمش رسید

۱۔ زال کند سرمہ و در داغ چشم ، ۲۔ زان چشم کہ بود چشم - ۳۔ با و دودم - ۴۔ مکرور
 ۵۔ تیز بار
 ۶۔ خویش

دو چشمِ جہاں میں نجی ورافدے پارسائی خود گردانید و بعفت قریر العین ماند

پیش پس شہر نظری فلکند	تاجورے از سر قصر بلند
زہرہ نگاہ ہمہ خوابانِ عصر	دیدتے در شہ دیوارِ قصر
قاعدہ صہرہ بکارش نہ ماند	شاہ کہ آن دید قرارش نہ ماند
تا فلکند دست بجائے در و	گرم فرستاد پیائے برد
دامنِ خود پردہ سامانِ خویش	کردت از پاکی دامانِ خویش
کام نیاید بسوے کام جوے	رفت پس پردہ بے گفتگوے
پردہ بر انداخت زیم ہلاک	شہ کہ شدش پردہ دل پاک چاک
پردہ کشانش شب بشارت شاہ	گفت بنجادم کہ شد از بارگاہ
تاجوراں ابگدایاں چہ کار	گفت صنم لے ملک روزگار
کر کشش بینہ گرفتیش دوست	چسیت دریں تن کہ شہمت نکو
گفت دو چشم تو ز من برد خواب	کرد ملک دینِ حسرت پر آب
کرد با گشت ذودیدہ بروں	رفت پری چہرہ بکنجے دروں
کاخچہ ز من دوست گرفتہ بگیر	داد بنجادم کہ بگو با امیر

خادم از احوال که شہر نمود
گشت زسوزش دل شہر نمود
از عمل خود بخلالت نشست
کرد رها دامن پاکش ز دست
لے کہ توئی دیدہ خستہ بنور
باش بریں گونه بعصمت صبور

گفتا رند را ختام این مجلد محمد کہ جلدِ خلدست مبارک

و انانِ مقاتلت او اتمام این تیرِ منور کہ نورست
مترار یک دلاں ضلالت او بر حیرتِ مہرِ جہنما
ازیں بحرِ موجِ گوہرِ ختن تا گم شوند و در تنِ خرم صفت
ازیں دمِ مسحی روحِ ناطقہ دمیدن تا مردم شوند

چون تلم نغمہ نوساز کرد
گوشِ فلک را بسخن باز کرد
چشمہ خاطر کہ بغبارش نبود
داد شرابے کہ خارش نبود
خضر کہ در مجرہ ام راہ یافت
چشمہ کہ گم کرد دریں چاہ یافت
آبِ حیات از قلمِ قطرہ جُست
زین مہر از ریشے سیاہی نشست
صد شب قدرست دریں یکہ قلم
زاں گزشت سجدہ درختِ قلم
ز انبوہی ز ریز تر و گوہریں
جانہ کہ انجست ہند کس بریں
جامِ مے ساختم از خونِ خویش
فے خم سر کہ گندیدہ زیش

را بستند را جانے کہ

ہست بہر نکستہ قایق بے تاش نہ پیر نہ شناسد کے
 ایں صنم نو کہ شد اندر خرام ہست سراپاے بخوبی تمام
 خاستہ سرو و دست کہ زیناں تھا راست تر از ہر چہ تو ال گفت
 و ہمہ ز غیبت برابر و برش کل خدائیت چشم اندرش
 گیسوے او شد ہمہ سوداے دل خال سید نیز سوداے دل
 صندلش از تری دم سوداے ام غش از خون دل اندودہ ام
 دود بر آردہ ام از جاں نگار تاقی کردم از میاں نگار
 جلوہ ایں بت چو مد از زیرینغ نیست زہر دیدہ کہ بنید و برغ
 جز نہ ستم پیشہ کہ محرم نیند تازہ کنند ایں دم و ہدم نیند
 زان سہیکے ہست غزالچون کوروش نظم نند اندامتام
 تیغ زبان اشدہ کار آئے گاہ سر نطسم برد گاہ پائے
 ایں تن فرزند برد بند بند وز پدرش نعرہ بر آید بلند
 باز ز خوانندہ بد گاہ کار ہست تبر کا تب ناقص نگار
 نظم رواں را از قلم دادہ کوپا خرد شکستہ سرو پایش بچوب
 ہر سخی کال بخش کردہ جاسے گم شد از ان تر گیش دست پائے
 خاصہ چو تیرے بروانی از د کور شدہ عین معانی از د

کہ زان را براں بروش را رتقہ کردہ از سہ نگار را اں را برد را کنندش را بد گاہ را کہ

ہر کہ چنیں کر سخن اسو اد
 زین و مخالفت چوروی بشرق
 آنکہ کند چشم و قاحت فراخ
 کز لکب کیں او دہ از زہر آب
 گرچہ دقایق نگر دے نظیر
 مرغ کہ در اصل بود خار خور
 نظم کس از عیب ہنر پاک نیست
 دُر کہ ہفت ست بدریا دروں
 کوہ کہ از تیشہ مشک بود
 چشم ہنر میں بود از عیب پاک
 عیب ہنر مند کہ جوید خست
 دیدہ انصاف چو سینا بود
 دانکہ ندارد ذل رحمت پذیر
 رسم بزرگاں بود انصاف کار
 جم کہ درم اول از ورخ نمود
 بر سر ہر نامہ کہ آصف بنشت
 چوں قلم خویش میرے باد
 تا لکنا زین ہر دو ستم کیش تر
 سایہ انصاف نہ بند ز شاخ
 حک نہ کند جز ہم نقش صوا
 نیز کشد خوردہ چو مواز خمیر
 خار خورد بر سر خرما سے تر
 آب و اں بے خن و خاشاک نیست
 بے صدق از آب کے آید بود
 سنگے افزوں زرشانک بود
 بے ہنر از عیب کند زوچہ پاک
 آئینہ را پشت نہ بند کے
 دُر شمر دگرچہ کہ مینا بود
 تحت پشمینہ نہد بر حریر
 کار خساں نیست مگر خار خار
 عدلی اور ارستم انصاف بود
 قدر رحم اللہ من انصف بنشت

الازسیم لا تیزی لا افزون و زرشانک لا چوینہ عدلی۔ ایک سکہ کا نام ہے۔ ۱۲ روٹ لاوت لاوت

بیشتر عدلی پیشینہ ساز
 گیر کہ باشند مخالف بے
 داند از اینجا کہ سخن دانی بہت
 گوہر ازین گوہر زکان کہ زاد
 در تہ ہر بیت جہانے نہاں
 دل چو ہمہ در بر رگم سپر
 ہر درازین یوہر ہر دوسر است
 لے کہ نظر سے نہر نیست
 کہ منکر کا مینہ بے کاست مت
 راست ہاں کہ نظر دیدہ باز
 دوختہ بہ دیدہ ازین ناکساں
 در زپے دیدہ بے دینیت
 این در قلم کش ہم خون اداہم
 تا کہم آں اکہ بود بادہ کش
 سفرہ چو در پیش گہ خواں سد
 چون سلم آرتن نامہ حبت
 داشت ز انصاف دہالت طراز
 چند ز انصاف ہم آخر کے
 کیں چہ نوہ در سخن دانی بہت
 مادہ چندین زبان زباں زاد
 عرصہ ہر بیت جہاں در جہاں
 کے شود از سر ز نش خصم خود
 گر شناسی تو عزامت کرمت
 عیب نہ خود کن کہ نظر نیست
 کوری احوال نظر راست ست
 کور بہ از کار چو بیند باز
 کاہل نظر چشم نہند از خصال
 گردن خرد در خور تعویذ نیست
 چاشنی بادہ بروں اداہم
 ہم بیکے چاشنی بادہ خوش
 پیشتر از کاسہ نکداں سد
 خال ہند بر رخ ناخن نخت

را انصاف دہالت را نظر مکر

تا نکشم کن کن از صد بر د	مایه یک داده ام از صد بر د
مو که بود خرد نه پدید بهم	کز ترود گفتن باریک و کم
سبکت از زن که ز رخ نمیزد	غیر کزین مئے شگافی کند
موت مرد موت تواند شگافت	استره با آنکه دم تیز یافت
آنکه کم از راست از دم نه ایم	گیر که ما چیت فراهیم ایم
کار و ک بازوے قصابگان	خون نکشد از رگ سرخابگان
بارے اگر زخم خورد زاری ست	آنکه مقابل بسناں بازی ست
راست که دیوانه باز احمق ست	تندی نشم ز خرابی ست
فرق بده یا ز دوش پیش نیست	ده دهمی زر که ازین پیش نیست
گر زنی پخته ام این دو بخت	دیر شود پخته چنیں ز دخت
و آنکه حرامش کند او را حلیم	هر که خورد با دحلش بحام
باز بخویم که دلم بد شد	هر شکری من که گس زد شود
از دهنش ناستد چن تو ا	سگ چو برد پیلوے فریخوا
ز رخ خورد طعمه ندان شیر	کم کند آهنگ ز بوناں دلیر
پاش هر خلیه در آید بنگ	سیل که با کوه در آید بنگ

لا تشد عه سبت از زن اس کی موه کپڑو - رخ نمیزد - یعنی پیوده بکاه - ۱۲
لا کن لا دلش لا جد لا بر آید

تیر کہ پر ماریت از مرغ یافت	کے زیر مرغ تو اندشتافت
نے غلظم کا پنچہ نمودم بہ پیش	عربہ بود نہ ہر جائے خویش
من کہ بشاخ ہنرم نیست بار	بہ نبود لافم از آبی و نار
در گرم ہست نہ کان نہ ہست	لقمہ زناں - ریزہ خوان نہ است
چوں ز شمایا فتم این در بحیب	دادہ خود را نتواں کر عیب
ماہ کہ در پر تو خوشید بہت	گرمی خوشید برد بہر بہت
دانہ کہ از ابر شود بہرہ یاب	بس کہ ہم از ابر شود غرق آب
دُر کہ دریں سینہ نہاں داشتم	یک ہیکل ز دل نہ باں پاشتم
گر بد و گرنیک نگذدم بہ پیش	خواہ کش نرخ کن و خواہش
بارے از اندیشہ گنجینہ سنج	گشت یکے گنج فراہم نہ پنج
گر بود از عمر شمار دگر	پنچہ رسام بہ پار دگر
من کنم آنچه از دلم آمد کسب	باقی الا تمام علی اللہ فحسب
شکر خدا را کہ بفضل خدا	گشت فریق چو بہشتاں سر
بیت خرنیہ است در دیر نہ گنج	بیت خرنیہ ز صد بہت پنج
در ہمہ بیت آوری اندر شمار	سہ صد و دہ ہر شمر سہ ہزار
از اثر اختر گردوں خرام	شد بد و ہفتاں مہ کامل تمام

4822
20 **DATE DUE** 1915 01 12

This book is due on the date
last stamped. A fine of 1 anna
will be charged for each day the
book is kept over time.

17 Feb
 1960
 11th A.
 1960

Date	No.	Date	No.
	227		
	5570		
	10		